ارشاداتِ گنگوہی

تفسیر
حدیث، تصوّف، فِقہ
سَوانح، تاریخ جیسے اہم اور بُنیادی
مَوضُوعات پرمُستند، حکیمانہ اور
جَامع مَلفوظات پر مشتمل
عِلم و حکمت کا ایک نادر اور
انمول خزینہ

عالم ربانی
فقیہ الاسلام
قطب الارشاد
حضرت مولانا
رشید احمد گنگوہی
نور اللہ مرقدہٗ

اِدارہ تالیفاتِ اَشرفیہ
چوک فوارہ ملتان پاکستان 061-540513-519240

تفسیر، حدیث، تصوّف، فقہ، سوانح، تاریخ جیسے اہم اور بنیادی موضوعات
پر مستند، حکیمانہ اور جامع ملفوظات پر مشتمل علم و حکمت کا انمول خزینہ

ارشاداتِ گنگوہی

عالم ربانی، فقیہ الاسلام، قطب الارشاد
حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی نور اللہ مرقدہ

مرتب

مفتی عبدالرؤف رحیمی
(استاذ حدیث جامعہ محمدیہ نواب شاہ)

ناشر

اِدارۂ تالیفاتِ اشرفیہ
چوک فوارہ ملتان، پاکستان فون: 540513

نام کتاب .... ارشاداتِ گنگوہی

تاریخ اشاعت .... محرم ۱۴۲۳ھ

مرتب .... مفتی عبدالرؤف رحیمی

مطبع .... سلامت اقبال پریس ملتان

ملنے کے پتے

☆ ادارہ تالیفات اشرفیہ چوک فوارہ ملتان
☆ ادارہ اسلامیات انارکلی ، لاہور
☆ مکتبہ سید احمد شہید اردو بازار لاہور
☆ مکتبہ رشیدیہ، سرکی روڈ، کوئٹہ
☆ کتب خانہ رشیدیہ راجہ بازار راولپنڈی
☆ یونیورسٹی بک ایجنسی خیبر بازار پشاور
☆ دارالاشاعت اردو بازار کراچی
☆ صدیقی ٹرسٹ لسبیلہ چوک کراچی نمبر ۵

ضروری وضاحت

ایک مسلمان جان بوجھ کر قرآن مجید، احادیث رسول ﷺ اور دیگر دینی کتابوں میں غلطی کرنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا بھول کر ہونے والی غلطیوں کی تصحیح واصلاح کیلئے بھی ہمارے ادارہ میں مستقل شعبہ قائم ہے اور کسی بھی کتاب کی طباعت کے دوران اغلاط کی تصحیح پر سب سے زیادہ توجہ اور عرق ریزی کی جاتی ہے۔

تاہم چونکہ یہ سب کام انسان کے ہاتھوں ہوتا ہے اس لئے پھر بھی کسی غلطی کے رہ جانے کا امکان ہے۔

لہٰذا قارئین کرام سے گذارش ہے کہ اگر ایسی کوئی غلطی نظر آئے تو ادارہ کو مطلع فرما دیں تا کہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی اصلاح ہو سکے۔ نیکی کے اس کام میں آپ کا تعاون صدقہ جاریہ ہوگا۔

(ادارہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرض ناشر

عالم ربانی، فقیہ اسلام حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ (نور اللہ مرقدہٗ) محض ایک فرد کا نام نہیں بلکہ یہ تو گویا، علم و مشیخت، عزم و استقامت اور تحریک حریت و غلبہ دین کی جدّ و جہد کی پوری تاریخ کا عنوان ہے، بھلا آج کے دور تخصصات میں کوئی ایک نمونہ بھی کوئی دکھلا سکتا ہے کہ ایک ہی شخص استخلاصِ وطن کی جدو جہد میں میدان میں کارزار میں کفر سے مصروف پیکار بھی ہے اور دار الافتاء میں عوام الناس کی زندگیوں میں پیش آنے والے مسائل کا قرآن و سنت کی روشنی میں حل پیش کر رہے ہیں۔ مجلس درس میں ہوں تو یوں لگتا ہے جیسے علوم کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا ہو۔ اور اس سب کے علاوہ تزکیہ نفس و تعمیر انسانیت کے خانقاہی سلسلہ کی راہنمائی بھی کر رہا ہو۔

اتنی عظیم مرتبہ پر ہونے کے باوجود کسر نفسی کا یہ عالم تھا کہ فرماتے۔

اگر میرے کسی عام مرید کو کوئی مجھ سے بدظن کر دے تو اسے انعام دوں گا اور اگر میرے کسی مولوی مرید کو مجھ سے بدظن کر دے تو اور زیادہ انعام دوں گا۔

یقیناً علم و عمل کی جامعیت کا ایسا شاہکار اس زمانہ میں عنقاء ہے۔

حضرت گنگوہیؒ کی یہ ہمہ جہت خدمات آج صرف تاریخ کا حوالہ ہی نہیں بلکہ ہمارے لئے اپنی تربیت اور فکر ونظر کی سمت و جہت کی درستگی، تعمیر سیرت و کردار کے حوالہ سے ایک کامیاب نصاب تعلیم ہیں۔

اس بناء پر آج اس بات کی بہت ضرورت ہے کہ آپ کے علوم و افادات کو جدید ترتیب وآسان پیرایہ کے ساتھ شائع کیا جائے۔

اسی سلسلہ کی کڑی یہ مجموعہ "ارشادات گنگوہی" ہے جسے مفتی عبدالرؤف رحیمی صاحب نے ترتیب دیا ہے۔اور ترتیب وتالیف کا طریقۂ کار اور اسلوب کی تفصیلات انہوں نے اپنے پیش لفظ میں واضح کردی ہیں۔اللہ تعالیٰ ان کے علم وعمل میں برکت عطاء فرمائے۔آمین۔

احقر

محمد اسحٰق عفی عنہ

عکس تحریر قطب العالم حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ

[illegible]



خاکِ گنگوہ را ابو یزید رشید
گنجینۂ فقر را کلید رشید

امداد اللہ مہاجر مکی را
اللہ اللہ عجب مرید رشید

کتبہ احقر نفیس رقم

۲ صفر المظفر سنہ ۱۳۹۱ھ : لاہور

وہ کہ تھا مجاہد شاملی، صفیں جس نے اُلٹیں فرنگ کی
اُسی صف شکن کی یہ گھات ہے، اُسی شیر کی یہ کچھار ہے

مرقد مبارک

قطب الارشاد، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی

نور اللہ مرقدہٗ



ہے یہ کس کی خوابگاہ حسیں، یہ نفیس کس کا مزار ہے
کہ نفس نفس کو جو ہے سکوں تو نظر نظر کو قرار ہے
یہ فرود گاہِ رشیدؒ ہے، یہ مقام فرد فرید ہے
یہ مکان خُلد نشان ہے، یہ مکیں عرش وقار ہے
جو بو حنیفۂ وقت تھا، جو بخاریِ عصر تھا
جو جنید و شبلی دھر تھا، یہ اُسی کی خاک مزار ہے
یہ مزار بقعہ نور ہے، یہ جہان عشق کا طور ہے
یہ آفتابِ جمال ہے، یہ تجلیوں کا دیار ہے

حضرت نفیس شاہ صاحب مدظلہٗ

فہرست عنوانات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرض مرتب

الحمد للّٰہ رب العلمین والصلاۃ والسلام علی رسولہ الامین وعلی الہ واصحابہ اجمعین وعلی من تبعھم باحسان الی یوم الدین ولعنۃ اللہ علی اعدائھم واعدآء الدین۔ امابعد

اللہ رب العزت کے اس بندہ ناچیز پر بے شمار انعامات واحسانات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس ذات نے اس ناچیز کو ابوحنیفہؒ وقت فقیہ النفس، قطب الارشاد، امام ربانی، حضرت اقدس مولانا الحاج رشید احمد گنگوہیؒ قدس اللہ سرہٗ کے ملفوظات وارشادات کو یکجا مرتب کرنے کی سعادت سے سرفراز فرمایا۔ فالحمد للہ علی ذلک۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

یہ جمع شدہ ارشادات وملفوظات وہ گرانقدر موتی اور جواہرات ہیں جو فتاویٰ رشیدیہ اور تذکرۃ الرشید کے سینکڑوں صفحات کی سیپیوں میں مخفی تھے جس کی وجہ سے عوام و خواص کے استفادے سے اوجھل تھے تو دل میں یہ داعیہ پیدا ہوا کہ اگر یہ موتی بند سیپیوں

سے نکل کر منظر عام پر آجائیں تو امت مسلمہ کیلئے بیش قیمت خزانہ ثابت ہونگے اور ان سے نہ جانے کتنے لوگوں کے پیچیدہ پیچیدہ عقدے اور مشکل مسائل حل ہونگے کیونکہ یہ ارشادات دریا بکوزہ کے ساتھ خیر الکلام ماقل و دل کے مصداق بھی ہیں۔

بندہ نے اپنی اس تمنا کا اظہار ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان کے مالک جناب قاری محمد اسحاق صاحبؒ سے کیا تو انہوں نے اس کو سراہا اور اس کی اشاعت کا ذمہ اٹھالیا اور ساتھ ہی یہ بھی مشورہ دیا کہ اگر مذکورہ دو کتب کے علاوہ مکاتیب رشیدیہ میں سے بھی جو باتیں اصلاح خلق کے متعلق ہیں ان کو اخذ کر لیا جائے تو بہتر ہے۔ اسی لئے یہ مجموعہ فتاویٰ رشیدیہ، تذکرہ الرشید اور مکاتیب رشیدیہ، سے جمع کیا گیا ہے۔ عنوانات احقر ناچیز نے قائم کئے ہیں جو بلاشبہ ریشم میں ٹاٹ کے پیوند کے مترادف ہیں لیکن چونکہ قارئین کی سہولت اور افادے کیلئے لگائے ہیں اس لئے امید ہے کہ بندہ معذور شمار ہوگا۔

قارئین سے گزارش ہے کہ اگر اس کی جمع و ترتیب و نیز عنوانات میں کوئی بات قابل اصلاح دیکھیں تو اس سے آگاہ فرمائیں۔ آخر میں بندہ دست بدعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مجموعہ سے اولاً خود مرتب کو ثانیاً قارئین کو مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائیں۔ اور اس کاوش کو قبول فرما کر مرتب و ناشر کیلئے ذخیرہ آخرت بنائیں۔ آمین یارب العالمین۔

بندہ عبدالرؤف رحیمی
جامعہ محمدیہ عربیہ نواب شاہ
۲۰ رجب ۱۴۲۳ھ

مختصر نقوش حیات
قطب الارشاد حضرت گنگوہیؒ قدس سرہٗ

ولادت

٦ ذوالعقد ۱۲۴۴ھ بروز پیر قصبہ گنگوہ میں ہوئی اس مکان میں جو شیخ المشائخ حضرت مولانا عبدالقدوس گنگوہیؒ کی خانقاہ سے متصل تھا۔

نام ونسب

رشید احمد ولد مولانا ہدایت احمد بن قاضی پیر بخش، ماں اور باپ دونوں میزبان رسولؐ سید حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی اولاد سے تعلق رکھتے تھے ۱۲۵۲ھ میں جبکہ حضرتؒ کی عمر صرف سات برس کی تھی والد ۳۵ سال کی عمر میں گورکھپور میں انتقال کر گئے۔ دادا جناب قاضی پیر بخش نے پرورش کی۔ چار ماموں تھے (۱) مولانا محمد نقی صاحب جو آپ کے خسر بھی ہیں (۲) مولانا محمد تقی صاحب (۳) مولانا عبدالغنی صاحب جنہوں نے آپ کے ساتھ غیر معمولی شفقت کا برتاؤ رکھا۔ (۴) مولوی محمد شفیع صاحب جو آپ سے صرف آٹھ سال بڑے تھے۔ (تالیفات رشیدیہ)

بچپن کے حالات

آپ بچپن سے ہی خدا ترس، رحمدل، عابد، خوش خلق تھے آپ کو ضد، ہٹ دھرمی اور چھچھورے پن سے طبعاً نفرت تھی اور آپ میں شوق عبادت اور فکر آخرت کے آثار بچپن ہی سے نمایاں ہو رہے تھے اس مختصر تذکرہ میں آپ کے بچپن کے تمام حالات کا ذکر مقصود نہیں ہے۔ البتہ بطور جھلک اور نمونہ کے ایک واقعہ تذکرۃ الرشید سے نقل کیا جاتا ہے۔

ساڑھے چھ سال کی آپ کی عمر تھی۔ ساتواں سال کم وبیش آدھا گزر چکا تھا کہ ایک قصہ عجیبہ پیش آیا۔ جس میں استقلال وتوکل کی کرامت معنویہ کے ساتھ بچپن کے زمانہ کی کرامت حسیہ اور مقبولیت بارگاہ خداوندی کا کسی قدر پتہ چلتا ہے۔ ایک دن آپ ٹہلتے ہوئے قصبہ سے باہر جنگل کی طرف نکل گئے شام کا وقت تھا ٹھنڈی ہواؤں کے جھونکے دل کی کلیاں کھلا رہے تھے کہ عالم کو منور کرنے والے آفتاب نے افق مغرب کے قریب پہنچ کر حق تعالیٰ کو سجدہ کیا اور بندوں کے دل پر دستک دی کہ چلو مسجد کی جانب نماز کا وقت ہو چکا۔ حضرت اگر چہ طفل شش سالہ تھے مگر اپنے مولی کی یاد میں شیخ عبادت گزار تھے اس لئے جلدی جلدی قدم اٹھاتے ہوئے واپس ہوئے ہاتھ میں عباسی پھولوں کی دو چھڑیاں تھیں گھر پہنچتے ہی کہا کہ اماں جلدی ان کو پکڑو میں نماز کیلئے جاتا ہوں۔ جھپٹے ہوئے مسجد میں داخل ہوئے باوجود اس عجلت کے جماعت کھڑی ہو چکی تھی وضو کرنے کیلئے گئے تو لوٹے خالی تھے غرض گھبرا کر پانی کھینچنے کیلئے ڈول کنویں میں ڈالا۔ دل نماز میں تھا اور ہاتھ رسی پر۔ دھیان شرکت جماعت کی طرف، ہاتھ پاؤں پھولے ہوئے کہ اچانک رسی میں پاؤں الجھا کہ دھم سے کنویں میں جا گرے۔ کنویں کی من سے گرنے اور حق تعالیٰ کی حفاظت کا دھیان کیجئے کہ آپ جس وقت کنویں میں گرے ہیں پانی نے اپنا دامن پھیلا دیا اور آپ کو آہستہ سے جھکولا دے کر اس نیب کی جڑ بٹھا دیا جو تہہ میں جمی ہوئی اور ابھری ہوئی تھی۔

حضرت کے ماموں محمد شفیع صاحب کا بیان ہے کہ چونکہ ڈول اور رسی آپ کے ساتھ ہی کنویں میں گئے اس لئے قدرت نے ڈول کو الٹا کر کے آپ کو اس کے اوپر بٹھا دیا اور اس طرح آپ ڈول کے ساتھ ہی پانی کے اوپر تیرتے رہے۔

بہر حال جو بھی صورت ہوئی ہو نتیجہ یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی حفاظت فرمائی۔ جس وقت آپ کے گرنے کا دھماکا ہوا تو مغرب کی ایک رکعت ہو چکی تھی۔ سلام پھیرنے کے بعد لوگ کنویں کی جانب لپکے حضرت کی دادی صاحبہ کے بھائی فیض علی صاحب نے کہا کہ گرنے والا رشید احمد معلوم ہوتا ہے۔ سب لوگ ہکے بکے ایک دوسرے کا

منہ دیکھنے لگے کہ اندر سے آواز آئی کہ گھبراؤ نہیں میں بالکل ٹھیک ہوں۔ جب آپ کو نکالا گیا تو معلوم ہوا کہ پاؤں کی چھوٹی انگلی پر خفیف سی خراش آئی ہے اس واقعہ سے استقامت واستقلال، مصیبت سے نہ گھبرانا، اللہ تعالیٰ پر توکل واعتماد کرنا اور عبادات میں تکالیف کا اٹھانا اور کلمہ شکایت زبان پر نہ آنے دینا یہ سب باتیں روز روشن کی طرح واضح ہیں یہ وہ صفات ہیں جو عام لوگوں کو نہ جانے کتنی محنتوں اور مجاہدوں سے حاصل ہوتی ہیں مگر حضرت میں بچپن سے ہی ودیعت رکھی گئی تھیں۔

تعلیم

حضرت گنگوہیؒ نے نوعمری ہی کے زمانہ میں فارسی اپنے منجھلے ماموں مولانا محمد تقی صاحب سے پڑھی جو فارسی میں مسلم الثبوت استاد تھے۔ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے فارسی کا کچھ حصہ مولانا محمد غوث سے بھی پڑھا ہے۔

فارسی سے فراغت کے بعد آپ کو عربی کا شوق ہوا تو آپ نے ابتدائی صرف ونحو کی کتابیں مولانا محمد بخش صاحب رامپوری سے پڑھیں اور اسی استاد سے حضرت کو حزب البحر کی اقرب طرق سے اجازت یقیناً اور دلائل الخیرات کی اجازت غالباً حاصل ہے۔ اور پھر اسی استاذ مشفق کے مشورے پر عمل کرتے ہوئے علوم عربیہ کی تکمیل کیلئے دہلی کا سفر فرمایا جو کہ علم وادب کا مرکز شمار ہوتا تھا۔ یہاں کے مختلف اساتذہ کے سبق میں حاضر ہوئے مگر کسی جگہ دل نہیں لگا یا تعلیم کا اطمینان نہ ہوا بالآخر استاذ الکل حضرت مولانا مملوک علی صاحب کے درس میں پہنچے تو دل بھی لگ گیا اور اطمینان بھی حاصل ہوگیا۔ یہ واقعہ ۱۲۶۱ھ کا اور یہیں پر قاسم العلوم والخیرات حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ سے بھی رفاقت ہوئی کہ وہ بھی مولانا مملوک علی صاحب کے پاس پڑھتے تھے۔ حضرت قدس سرہٗ اپنے ہم عمروں اور ہم سبقوں پر ہمیشہ فائق اور ممتاز رہتے تھے آپ کی خداداد صلاحیت کی وجہ سے اساتذہ آپ پر خصوصی شفقت وتوجہ فرماتے تھے اگر کبھی سبق میں غیر حاضری ہوتی تو اساتذہ معلوم کرنے کیلئے خود تشریف لایا کرتے تھے۔ اور حدیث آپ نے قدوۃ العلماء زبدۃ الصلحاء حضرت مولانا المولوی شاہ

عبدالغنی صاحب مہاجر مدنی قدس سرہ سے پڑھی۔ حضرت شاہ صاحب بڑے پایہ کے محدث تھے سنن ابن ماجہ کا حاشیہ انجاح الحاجۃ حضرت شاہ صاحب کا ہی لکھا ہوا ہے۔

مشہور اساتذہ

۱۔ فارسی میں حضرت مولانا محمد تقی صاحب (ماموں) مولوی محمد غوث صاحب

۲۔ عربی میں استادالکل حضرت مولانا مملوک علی صاحب

۳۔ حدیث میں حضرت مولانا شاہ عبدالغنی صاحب مہاجر مدنی

نکاح وحفظِ قرآن

اکیس سال کی عمر میں آپ کے دادا نے آپ کا نکاح آپ کی ماموں زاد محترمہ خدیجہ سے کردیا، نکاح کے بعد ہی امام ربانی نے ایک سال سے کم وقت میں ازخود قرآن مجید حفظ کرلیا اور اسی سال تراویح میں بھی سنادیا۔

اولاد

۱۲۷۴ھ ربیع الثانی میں صاحبزادی صفیہ خاتون کی ولادت ہوئی ۔۱۲۷۸ھ میں جمادی الثانی میں صاحبزادہ حکیم مسعوداحمد کی ولادت ہوئی۔ رجب ۱۲۸۷ھ میں مولوی محموداحمد کی ولادت ہوئی جنہوں نے عنفوان شباب میں ہی والد کوداغ مفارقت دیا۔ (تالیفات رشیدیہ)

بیعت وخلافت

سیدالطائفہ قطب العالم حضرت حاجی امداداللہ مہاجرمکی قدس سرہ' (متوفی ۱۳۱۷ھ) کے ہاتھ پر بیعت کی اور پھرتو ان پرمر مٹے۔ بیعت کے موقعہ پر قیام کا ارادہ طویل نہ تھا۔ مگر قیام ۴۲ روز تک مسلسل رہا۔ آٹھویں دن حضرت حاجی صاحبؒ نے فرمایا میاں مولوی رشید احمد جونعمت حق تعالیٰ نے مجھے دی تھی وہ میں نے آپ کودیدی۔ آئندہ اس کو بڑھانا آپ کا کام ہے۔ ۴۲ ویں روز رخصت کے موقعہ پر مسنون مشایعت کی اور فرمایا کہ اگر تم سے کوئی بیعت کیلئے کہے تو اس کو بیعت کرلینا، عرض کیا مجھے کون درخواست کرے گا؟ فرمایا جو کہتا ہوں وہ کرنا۔ (تالیفات اشرفیہ)

امام ربانی شیخ کی نظر میں

مولانا عبدالمومن راوی ہیں کہ ایک مرتبہ کسی شخص نے اعلی حضرت حاجی صاحب کوشکایت کی کہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی باوجود عالم ہونے کے ان میں خلق نہیں پایا جاتا۔

اعلی حضرت حاجی صاحب نے یوں جواب دیا تھا کہ ''میاں غنیمت سمجھو کہ مولانا آبادی میں ہیں۔ میرا رشید تو درجہ ملکوتیت تک پہنچ چکا تھا اگر حق تعالیٰ کو اصلاح خلق کا کام نہ لینا ہوتا تو آج خدا جانے کس پہاڑ کی کھوہ میں بیٹھا ہوتا علمی خدمت اور خداوند تعالیٰ کو ایک بڑا کام لینا منظور تھا اس لئے کمر پکڑ کر نیچے اتارا گیا۔ اور بستی میں رکھا گیا ہے۔

(تالیفات رشیدیہ)

علاوہ ازیں اگر ان مکاتیب اور خطوط کو دیکھا جائے جو اعلیٰ حضرت حاجی صاحبؒ نے حضرت گنگوہیؒ کے نام ارسال کئے اور قراں قدر القابات سے نوازا ہے۔ تو اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت گنگوہیؒ کا حضرت حاجی صاحبؒ کی نظر میں کتنا بلند مقام تھا۔ چنانچہ ایک دو مثالیں ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ از فقیر امداد اللہ عفی اللہ عنہ بخدمت فیض درجت سراپا خیر و برکت عزیزم مولوی رشید احمد صاحب عمت فیوضہم۔

۲۔ از فقیر امداد اللہ عفی عنہ بخدمت فیض درجت منبع علوم شریعت وطریقت عزیزم مولانا رشید احمد صاحب محدث گنگوہی سلمہ اللہ تعالی۔ (مکاتیب رشیدیہ)

خلفاء و تلامذہ

اس جگہ چند خلفاء اور شاگردوں کے صرف نام ذکر کئے جائیں گے تفصیلی حالات تذکرۃ الرشید میں دیکھے جاسکتے ہیں۔ چنانچہ خلفاء میں اکتیس حضرات کے نام تذکرۃ الرشید میں درج ہیں۔

۱۔ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری۔ ۲۔ حضرت مولانا محمود حسن صاحب دیوبندی۔ ۳۔ حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب رائپوری ۴۔ حضرت مولانا

صدیق احمد صاحب ۵۔ حضرت مولانا محمد روشن خان صاحب ۶۔حضرت مولانا محمد صدیق صاحب مہاجر مدنی ۷۔حضرت مولانا حسین احمد مدنی ۸۔حضرت مولانا محمد اسحاق صاحب ۹۔مولانا الحافظ محمد صالح صاحب ۱۰۔مولانا قدرت اللہ صاحب

اور تلامذہ میں سے چند نام یہ ہیں۔ ا۔ مولانا حکیم جمیل الدین صاحب نگینوی ۲۔مولانا حکیم نصیر الدین میرٹھی ۳۔مولانا محمد عبدالکریم پنجابی ۴۔مولانا محمد صدیق احمد ۵۔ مولانا حامد حسن دیوبندی ۶۔ مولانا محمد حسن صاحب مرادآبادی ۷۔ مولانا صادق الیقین ۸۔مولانا حافظ محمد مہتمم دارالعلوم دیوبند ۹۔ مولانا حبیب الرحمٰن عثمانی ۱۰۔مولانا محمد یحییٰ صاحب کاندھلوی وغیرہ وغیرہ۔(تذکرہ الرشید۔تالیفات رشیدیہ)

رفعت تواضع

آپ کی کسر نفسی اور تواضع یہاں تک بڑھی ہوئی تھی کہ عام مسلمانوں سے اپنے لئے دعا کراتے اور یوں فرمایا کرتے تھے کہ لوگوں کے حسن ظن کی وجہ سے نجات کی امید ہے ''من آنم کہ من دانم''۔ بیسیوں خطوط میں آپ کے یہ الفاظ موجود ہیں کہ'' مجھے دعا میں ضرور شامل رکھنا اور خدا کرے کہ تمہارے ظن کے موافق مجھ سے حق تعالیٰ کا معاملہ ہو۔ ایک بار مولانا حکیم محمد حسن صاحب نے اپنے حال قلب کی کچھ شکایت کی کہ مجھے کچھ نفع اور اثر محسوس نہیں ہوتا۔ جی چاہتا ہے کہ چھوڑ دوں۔ آپ نے ان کو تشفی دی اور فرمایا۔ میاں کام کئے جاؤ ہمت نہیں ہارتے چلتے کام کا چھوڑنا کس نے بتایا ہے، بہتیرا کچھ ہو رہا ہے۔ انہوں نے عرض کیا کہ حضرت مجھے کیونکر اطمینان ہو جبکہ میں دیکھتا ہوں کہ قلب میں کچھ اثر نہیں اس وقت آپ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور بھرائی ہوئی آواز میں یوں کہا کہ خدا کے بندے تمہیں اپنے بڑے کے کہنے پر بھی اعتماد نہیں، مجھے نہیں دیکھتے کہ عام مسلمانوں کے حسن ظن پر جی رہا ہوں۔

مکاتب رشیدیہ میں حکیم عبدالعزیز خان صاحب کے نام ایک مکتوب گرامی میں آپ تحریر فرماتے ہیں '' بخدا اپنے علم میں بحلف کہتا ہوں کہ تمہارے واسطے ہر روز تو دعا یقیناً کرتا ہوں مگر پانچ وقت میں شاید کسی وقت ترک ہوتی ہو۔ لیکن آپ کے اس حسن

ظن سے سخت پریشان ہوتا ہوں کہ تم کو میرے ساتھ اس قدر عقیدت بے محل ہو گئی جس سے صدہا عالم میں موجود اور بہتر بھی بہت ہیں۔ بندہ کا حال تو اسی سے واضح ہو جائے گا کہ تا ایندم شب و روز آپ کے باب میں دعا کرتا ہوں اور کچھ اجابت کے آثار نہیں۔ جس سے صاف روشن ہے کہ مثل دیگر عوام مومنین کے میں بھی ایک ہوں۔ کوئی شخص اپنی تعریف کو برا نہیں جانتا۔ میں بار بار اپنا عیب اور حقیقت جو ظاہر کرتا ہوں سو اس سبب سے کہ میرے سبب تم اپنے مقصود سے نہ رہ جاؤ، میری عقیدت تم کو مضر نہ ہو جائے، ناقص کے ساتھ ہو کر اپنا نقصان ہوتا ہے، دوسرے قیامت کو جب اپنا حال ظاہر ہوگا تو مجھ کو ندامت نہ ہو کہ خلاف توقع ظاہر ہو جائے گا۔ الخ۔

جس قدر لوگوں کو آپ کی خدمت میں محبت و تعظیم اور تواضع و تکریم کرتے اسی قدر حق تعالیٰ کی جناب میں آپ تواضع الحاح زیادہ کرتے اور یوں دعا مانگتے تھے کہ ''یا اللہ! میں جیسا ہوں تو جانتا ہے لیکن میرے ساتھ ان کے حسن ظن کے موافق معاملہ فرمانا''۔

عفو و درگزر

مولانا مولوی سراج احمد صاحب نے ایک مرتبہ چاہا کہ مولوی احمد رضا صاحب کی فحش گوئی کا ترکی بہ ترکی جواب دیں ہر چند حسن تقریر سے انہوں نے کوشش کی حضرت صراحتًا حکم نہ دیں تو ایماء ہی فرما دیں مگر حضرت نے فرمایا تو یہ فرمایا ''میاں کیا دھرا ہے ان قصوں میں! ان کی تحریر کا جواب لکھنے سے کوئی نفع نہیں تضییع اوقات ہے امید نہیں کہ وہ مانیں''۔ ایسی صورتوں میں جب آپ کے خدام کی خواہش جواب لکھنے کی ظاہر ہوئی تو آپ نے ان کو روک دیا اور یوں ارشاد فرمایا کہ'' آدمی جس قدر وقت کسی کی برائی میں صرف کرے اتنے وقت اگر اللہ اللہ کرے تو کتنا نفع ہو''۔ (تذکرہ)

بدگوئی و خرافات نویسی کی جتنی ایذائیں آپ کو مولوی احمد رضا صاحب سے پہنچیں شاید اتنی نہ کسی دوسرے کو مولوی احمد رضا صاحب نے پہنچائی ہوں اور نہ کسی دوسرے سے حضرت امام ربانیؒ کو پہنچی ہوں۔ مگر واللہ العظیم کہ حضرت کی زبان سے عمر بھر میں کبھی ایک کلمہ بھی ایسا سننے میں نہیں آیا جس سے یہ بھی معلوم ہو جائے کہ حضرت ان کو اپنا دشمن سمجھتے ہیں۔

جس زمانہ میں مولوی احمد رضا صاحب کو مرض جذام لاحق ہوا اور خون میں فساد آیا تو بعض لوگوں کو مسرت ہوئی کہ سب وشتم کا ثمرہ دنیا میں ظاہر ہوا مگر جس وقت کسی شخص نے حضرت سے عرض کیا کہ "بریلوی مولوی کوڑھی ہو گئے" تو حضرت گھبرا اٹھے اور یہ الفاظ فرمائے کہ میاں کسی کی مصیبت پر خوش نہ ہونا چاہیے خدا جانے اپنی تقدیر میں کیا لکھا ہے"۔

ایک دن آپ ڈاک میں آئے ہوئے خطوط سننے بیٹھے سب سے پہلا خط جو پڑھا گیا بمبئی سے آیا ہوا کارڈ تھا جس میں لکھا تھا کہ مولوی ہدایت رسول کو ایک منکوحہ عورت سے نکاح کرنے کے جرم میں عدالت سے سزائے قید کا حکم سنایا گیا۔ بعض سامعین کو تو مسرت ہوئی کہ یہ حضرت کے بڑے مخالف تھے مگر آپ کی زبان سے بے ساختہ نکلا۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔

دریائے معرفت

سید طاہر صاحب رئیس مولانگر نے قسم کھا کر فرمایا کہ ایک دن میں اپنے مرشد حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب گنج مرادآبادیؒ کی خدمت میں حاضر تھا۔ بزرگوں کا تذکرہ ہو رہا تھا کہ ایک شخص نے حضرت مولانا رشید احمد صاحب قدس سرہ کی حالت دریافت کی مجھے خوب یاد ہے کہ حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب نے فرمایا۔ مولانا رشید احمد صاحب کا کیا حال پوچھتے ہو وہ تو دریا پی گئے اور ڈکار تک نہیں لیا۔ (تذکرہ)

اتباع سنت اور فنائیت کی خاص شان

اتباع سنت اور اطاعت شریعت جو آپ کی طبعی عادت بن گئی تھی اس کا نتیجہ تھا کہ دس برس کے بعد حاضر ہونے والا شخص بھی آپ کو اسی حالت پر دیکھتا جس حال میں دس سال قبل دیکھ چکا تھا۔ اتباع شرع کی محویت اور فنائیت میں اس درجہ استحکام اور استقامت کا یہ بھی نتیجہ تھا کہ آپ کا وجود اور آپ کی نقل و حرکت ہی سنت نبوی کے طلب گاروں کیلئے سینکڑوں سوالات کا جواب تھی۔ یہی وہ کبریت احمر تھی جس کو دیکھ کر علماء نے گردنیں جھکا دیں اور ہزارہا انسانوں کو راہ ہدایت نصیب ہوئی۔ دیوبند کے جلسہ دستار بندی میں عصر

کی نماز کے وقت مخلوق کے اژدحام اور مصافحہ کی کثرت کے باعث عجلت کے باوجود، جس وقت آپ جماعت میں شریک ہوئے تو قرأت شروع ہوگئی تھی۔ سلام پھرنے کے بعد دیکھا گیا کہ آپ کے اداس چہرہ پر اضمحلال برس رہا تھا اور آپ رنج کے ساتھ یہ الفاظ فرمارہے تھے کہ افسوس بائیس برس کے بعد آج تکبیر اولیٰ فوت ہوگئی۔ (تذکرہ)

وفات

۱۲ یا ۱۳ جمادی الاول ۱۳۲۳ھ کی شب حجرہ مبارک میں نوافل ادا فرمارہے تھے اور حق تعالیٰ سے مناجات میں محویت تھی کہ دو انگلیوں کے درمیان کسی زہریلے جانور نے کاٹا محویت کے سبب وقتی طور پر احساس نہ ہوا مگر صبح صادق کے بعد دو انگلیوں اور کپڑوں پر خون کی سرخی دیکھی گئی مصلی بھی خون سے تر تھا۔ یہی زخم مرض وفات کا پیش خیمہ بن گیا۔ تکلیف بڑھتی رہی اس میں تیز بخار کا حملہ ہوا۔ اور بالآخر جمادی الثانی ۱۳۲۳ھ مطابق ۱۱ اگست ۱۹۰۵ء کو جمعہ المبارک کے دن اذان جمعہ کے فوراً بعد دوپہر کے ساڑھے بارہ بجے آپ اپنے پروردگار سے جاملے۔ عمر مبارک کل اٹھہتر سال سات ماہ تین یوم کی ہوئی۔ پسماندگان میں صاحب زادہ مولانا حکیم مسعود احمد صاحب پوتے سعید احمد بن صاجزادہ محمود احمد صاحب مرحوم اور صاحب زادی صفیہ خاتون تھے۔ روحانی اولاد کا شمار ناممکن ہے جو آج مشرق و مغرب میں پھیلی ہوئی ہے۔ رحمہ اللہ رحمتہ واسعۃً۔

کلمات وصیت

از قطب الارشاد امام گنگوہی قدس سرہ العزیز

حامداً و مصلیا : یہ وصیت عام ہے سب دیکھیں اور سناویں اور عمل کریں۔

☆ اپنی اولاد اور زوجہ اور سب دوستوں کو بتاکید وصیت کرتا ہوں کہ اتباع سنت کو بہت ضروری جان کر شرع کے موافق عمل کریں اور رسوم دنیا کو سرسری جان کر کرنا نہایت خرابی کی بات ہے۔

☆ اور لذت کھانے اور کپڑے کی قید نہایت خرابی ڈالنے والی دین اور دنیا کی ہے اس سے بہت اجتناب کریں۔

☆ اپنے مقدور سے بڑھ کر کام کرنا مآل کار ذلیل ہونا ہے اس کی رسوائی دین و دنیا میں اٹھانی ہوتی ہے

☆ بدمزاج و کج خلقی، سخت نامرضی حق تعالیٰ کی ہے، دنیا میں ایسا آدمی خوار رہتا ہے اور آخرت میں نہایت ذلت اٹھاتا ہے نرمی سب کے ساتھ لازم ہے۔

☆ اور برا کام قلیل بھی برا ہے اور اطاعت و اچھا کام اگرچہ تھوڑا ہو بہت بڑا رفیق ہے۔

☆ تکلفات شادی و غمی کے بدعت سے خالی نہیں ہیں اس کو سرسری نہ جانیں۔

☆ طعن و تشنیع خلق و برادری کے سبب سے اپنے مقدور سے زیادہ کام کرنا یا خلاف شرع یا بدعت کو کرنا عقل کی بات نہیں۔ دنیا و دین میں اس کا خمیازہ برا ہے۔

☆ اسراف کی مذمت اور برائی شریعت میں سخت آئی ہے کہ شیطان کا بھائی اس کو قرآن میں فرمایا ہے۔

☆ اگر میرا انتقال ہو جائے تو حسب مقدور ثواب پہنچائیں۔ اندازہ سے زیادہ ہرگز نہ کریں نہ کوئی تکلف غیر مشروع کریں جو کچھ ہو موافق سنت کے ہو۔

☆ باہم اتفاق سلوک سے رہیں۔ (تذکرۃ الرشید ص ۳۴۱ ج ۲)

حضرت گنگوہیؒ کی شان تفقہ اور فتاوی رشیدیہ

از مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب قدس سرہٗ

قطب عالم (یہ مضمون حضرت اقدس مفتی محمد شفیع صاحب قدس سرہ کا مستقل مضمون نہیں ہے بلکہ امداد المفتین (فتاوی دار العلوم دیو بند جلد دوم) کے مقدمہ سے لیا گیا ہے جس میں فتاوی دار العلوم دیو بند کی مختصراً تاریخ بیان کی گئی ہے) حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہ تاسیس دار العلوم کے وقت سے دار العلوم کے رکن شوری اور ارکان و بانیان دار العلوم کے ساتھ مدرسہ کی صلاح و فلاح میں ہمیشہ سے ساعی تھے۔ ۱۲۹۷ھ میں حضرت قاسم العلوم والخیرات (حضرت نانوتویؒ) کی وفات کے بعد سب اہل مدرسہ کی نظر حضرت ممدوح پر پڑی اور آپ ہی کو مدرسہ کا سرپرست قرار دیا گیا۔

حضرت گنگوہی قدس سرہٗ کے یہاں فتاوی کی کثرت تھی اور یہیں سے دار العلوم کے فتاوی کا ابتدائی دور شروع ہوتا ہے اور فقہ و فتوی کے باب میں اس دور کی پوری جماعت میں سے حق تعالی نے حضرت گنگوہیؒ قدس سرہ کو چن لیا تھا۔ اس زمانہ کے تمام علماء و مشائخ فتوی کے باب میں حضرت گنگوہی قدس سرہ کے فتاوے پر اعتماد کرتے تھے۔ احقر نے سیدی حضرت حکیم الامت قدس سرہ سے خود سنا ہے کہ حضرت نانوتوی قدس سرہ حضرت گنگوہیؒ کو ابوحنیفہ عصر فرمایا کرتے تھے۔ (بلفظہ اوکما قال) اور سیدی حضرت حکیم الامت تھانوی قدس سرہ کا اعتقاد و عمل بھی حضرت گنگوہی کے فتاوی کے ساتھ اسی طرز کا تھا۔

اور میرے استاذ محترم شیخ مشائخ العصر حضرت العلامہ مولانا سید محمد انور شاہ صاحب کشمیری سابق صدر مدرس دار العلوم دیو بند فرمایا کرتے تھے کہ اب سے ایک صدی پہلے تک اس شان کا فقیہ النفس علماء کی جماعت میں نظر نہیں آتا۔ حضرت شاہ صاحب کی زبان سے فقیہ النفس کا لفظ متاخرین میں سے یا تو صاحب بحر الرائق کی نسبت سنا ہے اور یا حضرت گنگوہیؒ کی نسبت۔ یہاں تک کہ علامہ ابن عابدینؒ شامی کے تبحر علمی کا اعتراف کرنے کے باوجود ان کو فقیہ النفس نہ فرماتے تھے۔

الغرض دارالعلوم کے فتاویٰ کا ابتدائی دور فتاوی رشیدیہ سے شروع ہوتا ہے۔ لیکن نہایت حسرت کا مقام ہے کہ حضرت ممدوح کے فتاوی کی نقول محفوظ رکھنے کا شروع میں تو کوئی انتظام ہی نہ تھا۔ پھر کچھ مختصر اور ناتمام سا انتظام ہوا بھی مگر ان کے ضبط واشاعت یا حضرت ممدوح کی نظر ثانی کا کوئی موقع نہیں آیا۔ ان کی اشاعت حضرت کی وفات کے بعد مختلف اطراف میں گئے ہوئے خطوط کو جمع کر کے کی گئی اور ان میں ایک اختلاط یہ بھی پیش آ گیا کہ ۱۳۱۴ھ میں حضرت گنگوہی قدس سرہ کی ظاہری بینائی نزول ماء سے جاتی رہی تھی۔ (تذکرہ) خود لکھنے پڑھنے سے معذور ہو گئے تھے اس وقت اکثر خطوط اور فتاوی کا جواب حضرت مولانا محمد یحییٰ صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرمایا کرتے تھے جن میں کبھی تو حضرت بطور املاء کے الفاظ لکھواتے تھے اور کبھی مضمون بتلا دیا کہ یہ لکھ دیں۔ اس لئے جو استناد واعتماد کا درجہ حضرت ممدوح کے فتاوی کو ہونا چاہیے تھا اس میں ایک حد تک کمی رہ گئی۔

فتاویٰ رشیدیہ کے نام سے جو تین حصے شائع ہوئے ہیں ان میں بعض مسائل ایسے بھی ہیں جن کے متعلق حضرت گنگوہی قدس سرہ کے مخصوص تلامذہ ومریدین اور خلفاء حضرت ممدوح کا فتویٰ شائع شدہ فتویٰ کے خلاف نقل کرتے ہیں۔ یہ ممکن ہے کہ ان میں ابتداءً حضرت گنگوہیؒ کا وہی فتوی ہو جو شائع ہوا لیکن آخر تک حاضر خدمت رہنے والے اکابر علماء نے جو نقل کیا وہ ہی آخری فتوی اور راجح قول شمار ہو گا۔ مثلاً ربوا فی دارالحرب کے متعلق فتاوی رشیدیہ میں امام اعظم ابوحنیفہؒ کے قول مشہور کے موافق دارالحرب میں کفار سے سود لینے کو ناجائز لکھا ہے مگر حضرت گنگوہی قدس سرہ کے متعدد خلفاء اور حضرت حکیم الامت قدس سرہ سے بارہا یہ سنا کہ حضرت گنگوہی کا فتوے اس باب میں صاحبین اور جمہور کے موافق تھا اور اسی وجہ سے حضرت ممدوح نے حضرت حکیم الامت کے رسالہ تحذیر الاخوان پر دستخط نہیں فرمائے کہ اس کے مضمون سے حضرت کو اختلاف تھا۔ اسی طرح سماع موتی کے سلسلہ میں جو مضمون فتاوی رشیدیہ میں طبع ہوا ہے استاذی وسیدی حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب سابق مفتی دارالعلوم حضرت گنگوہیؒ کا فتوی اس کے خلاف نقل فرماتے تھے۔

واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔ خلاصہ یہ ہے کہ دارالعلوم کے ابتدائی دور میں اصل مدار فتاوی حضرت گنگوہی قدس سرہ تھے۔ (فتاوی دارالعلوم دیوبند مطبوعہ کراچی جلد دوم ص ۸۵، امداد المفتین)

حضرت گنگوھی رحمہ اللہ کے تفقہ پر حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کی شہادت

حکیم الامت حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ فرمایا کرتے تھے کہ آجکل اگر کوئی یہ قسم کھائے کہ آج میں کسی فقیہ کو ضرور دیکھوں گا وہ اس وقت تک اپنی قسم سے سبکدوش نہ ہوگا جب تک مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کی زیارت نہ کرے۔

مطلب یہ تھا کہ ہمارے اس خطہ میں صرف حضرت گنگوہیؒ فقیہ کہلانے کے مستحق ہیں اور کوئی نہیں۔ (ملفوظات حکیم الامت)

ارشادات

گفتم کیم دہان و بست کامران کنند ☆ گفتا بچشم ہرچہ تو گوئی ہمان کنند
گفتم خراجِ مصر طلب میکند بست ☆ گفتا درین معاملہ کمتر زیان کنند
گفتم زلعل نوش لبان پیر راچہ سود ☆ گفتا ببوسۂ شکر ینش جوان کنند
گفتم دعائے دولت تو ورد حافظ است ☆ گفت این دعا ملائک ہفت آسمان کنند

مجاہدات کے بعد یہ سمجھنا کہ کچھ حاصل نہیں تو سب کچھ حاصل ہو گیا

فرمایا: مجاہدات اور ریاضات کے بعد اگر یہ بات حاصل ہو جائے کہ ہم کو کچھ حاصل نہ ہوا تو بس سب کچھ حاصل ہو گیا۔ (بحوالہ معارف گنگوہی)

تحمل سے زیادہ کام ذمہ میں لینا

فرمایا: کبھی تحمل سے زیادہ اپنے ذمہ کام نہ لو۔ (معارف گنگوہی)

کسی سے توقع مت رکھو

فرمایا: کسی سے کسی قسم کی توقع مت رکھو چنانچہ مجھ سے بھی مت رکھو، یہ بات دین و دنیا کا گر ہے۔ (معارف گنگوہی)

گناہ پر افسوس کی بجائے توبہ کرلو

ایک صاحب کی غلطی پر فرمایا: کیوں قصہ پھیلایا ہے گناہ ہو گیا ہے تو توبہ کرلو۔ (معارف گنگوہی)

تشدد سے اصلاح نہیں ہوتی

ایک متشدد واعظ کی نسبت فرمایا: وہ متشدد بہت تھے اس قدر تشدد سے اصلاح نہیں ہوتی

چندہ کرنے والوں کیلئے نصیحت

کوئی لمبے چوڑے چندہ کی فہرست لے کر آتا تو فرماتے: میاں کیوں لوگوں

کے پیچھے پڑے ہو، مسجد یا مدرسہ بنانا ہی ہے تو کچی دیواریں اٹھا کر بنالو۔ اگر وہ کہتا کہ حضرت کچی دیواریں گر جائیں گی تو فرماتے کہ میاں پکی بھی آخر گریں گی تو جب گر جائیں گی دوسرا بنادے گا۔ تم قیامت تک کا بندوبست کرنے کی فکر میں کیوں پڑے ہو؟

مدرسہ مقصود نہیں رضائے حق مقصود ہے

فرمایا: ہم کو مدرسہ مقصود نہیں رضائے حق مقصود ہے اور نااہل کو (مدرسہ کا) ممبر بنانا معصیت ہے جو خلاف رضائے حق ہے اس لئے ہم اپنے اختیار سے ایسا نہیں کریں گے۔ (تذکرۃ الرشید)

ایک کٹورہ پانی کا بھی شکریہ ادا نہیں کر سکتے

فرمایا: میاں ہم تو حق تعالیٰ کے عطا فرمائے ہوئے ایک کٹورہ پانی کا بھی شکریہ ادا نہیں کر سکتے جو ہزارہا سال کی عبادت کے معاوضہ میں بھی ارزاں ہے چہ جائیکہ ہزارہا انعام اور لکھوکھا احسانات! انسان پہلے پیشگی لی ہوئی تو بیباک کردے تب ہی آئندہ چڑھاؤ کا استحقاق قائم کرے۔ (تذکرۃ الرشید)

گھبراؤ مت استقلال کے ساتھ کام کیے جاؤ

شیخ الشیوخ حضرت عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کا مقولہ سالکین کی تسلی کیلئے نقل فرمایا ''گھبراؤ مت استقلال کے ساتھ کام کیے جاؤ۔

ہر چند کہ دیر است آہو بجنگ شیر است

جس قدر نفس سے دوری ہے اسی قدر اللہ کا قرب ہے

اپنے استاذ حضرت شاہ عبدالغنیؒ کا مقولہ نقل فرمایا: جس قدر اپنے نفس سے دوری ہے اسی قدر قرب حق تعالیٰ حاصل ہے۔ (تذکرہ الرشید)

حضرت حاجی صاحبؒ کی طرف سے بیعت کی تاکید

فرمایا کرتے تھے: مجھ کو حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی سخت تاکید بیعت

کرنے کی ہے اس لئے کر لیتا ہوں ورنہ جی اندر سے نہیں چاہتا۔ (تذکرۃ الرشید)

دنیا کی ناپائیداری اور ہماری غفلت

تحریر فرمایا: ہائے ہائے دنیا کیا ناپائیدار جا ہے اور ہم کو کس قدر غفلت ہے۔

تمام اذکار کا خلاصہ

فرمایا: تمام اذکار واشغال ومراقبات کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان کو اللہ تعالیٰ کی حضوری ہر وقت میسر رہے۔

حضور قلب کے بغیر زبانی ذکر بھی مفید ہے

فرمایا: اللہ کا ذکر کرنا ہی زندگی کا فائدہ ہے۔ باقی تمام نقصان ہی نقصان ہے۔ اگر کسی سے بحضور قلب نہ ہوسکے زبان ہی زبان تک رہے تاہم فائدہ سے خالی نہیں۔

شریعت کا تابع خلاف شرع سے بہتر ہے

فرمایا: وہ شخص جو شریعت کا تابع ہو اگرچہ اس کے قلب میں نور نہ ہو مگر اس شخص سے بہتر ہے جس کے قلب میں نور معلوم ہوتا ہو مگر وہ خلاف شرع ہو۔

کسی کی برائی کی بجائے ذکر اللہ میں نفع ہے

فرمایا: آدمی جس قدر قوت کسی کی برائی میں صرف کرے اتنے وقت اگر اللہ اللہ کرے تو کتنا نفع ہو۔

جو اللہ توفیق دے کئے جاؤ ہمت نہ ہارو

بارہا فرمایا: جو کچھ حق تعالیٰ توفیق دے کئے جاؤ ہمت نہ ہارو اگر قلب میں اثر نہ ہو نہ سہی آخر زبان سے ہونا کیا تھوڑا نفع ہے جب زبان اللہ کی یاد کے سبب دوزخ سے بچ گئی تو دل بھی بچ جائے گا۔

کشف وکرامات کے باوجود مغرور کو کچھ نہیں آتا

ایک روز ارشاد فرمایا: کوئی شخص کیسا ہی پرہیزگار کیوں نہ ہو کتنے ہی کشف وکرامات اس سے ظاہر ہوں لوگوں کے قلوب میں تصرف کرسکتا ہو مگر ہو اس کے دل میں غرور بس سمجھ لو کہ اسے کچھ نہیں آتا۔

مرید کا یہ سوچنا کہ اپنی اصلاح کے بعد لوگوں کی اصلاح کروں گا یہ فاسد نیت ہے

ایک بزرگ کا نام لے کر فرمایا کہ ان کے پاس ایک شخص مدتوں رہا اور پھر شکایت کی کہ قلب کی حالت درست نہیں ہوئی۔ شیخ نے دریافت فرمایا کہ میاں درستی سے تمہارا کیا مقصود ہے؟ اس شخص نے جواب دیا کہ حضرت جو نعمت آپ سے ملے گی وہ آپ سے لے کر دوسروں کو پہنچاؤں گا۔ شیخ نے فرمایا بس اسی نیت کی تو ساری خرابی ہے کہ پہلے سے پیر بننے کی ٹھان رکھی ہے۔ اس بے ہودہ خیال کو جی سے نکال دو اور یوں خیال کرو کہ اللہ تعالیٰ نے جو ہمیں طرح طرح کی نعمتیں دی ہیں ان کا شکر اور بندگی ہم پر فرض ہے۔ پس جو لوگ اس امید پر ذکر وشغل کرتے یا نماز پڑھتے ہیں کہ ہمیں اس کا نفع ملے یہ ان کی حماقت ہے، ان کی نیت میں فساد ہے۔ کیسا نفع کہاں کا اجر؟ یہ ہستی، یہ جسم، یہ آنکھیں، یہ ناک، یہ کان، یہ حواس جو حق تعالیٰ نے ہمیں دے رکھے ہیں پہلے ان کے شکریہ سے تو فراغت ہو لے تب دوسرے نفع اور اجر کی توقع رکھے۔

فرائض اور سنن مؤکدہ کے بعد ذکر اللہ ہی بندگی کا فائدہ ہے

حافظ زاہد حسن صاحب نے اس موقع پر سوال کیا کہ حضرت جیسا کہ آپ نے فرمایا اگر کوئی شخص ہر وقت اللہ کو یاد رکھے تو بس کافی ہے اور کچھ اس کے واسطے ضروری نہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا! بس فرائض اور سنن موکدہ۔ اس کے بعد یہ بھی فرمایا اللہ کا ذکر کرنا ہی بندگی

کا فائدہ ہے باقی تمام نقصان ہے اگر کسی سے حضور قلب نہ ہو سکے زبان ہی زبان تک رہے تاہم فائدہ سے خالی نہیں۔

ابوالوقت اور ابن الوقت

ایک بار ارشاد فرمایا بعض لوگ ابوالوقت ہوتے اور بعض ابن الوقت۔ ابوالوقت وہ ہیں جن کا حال تابع ہوتا ہے کہ جب چاہیں غلبہ کی کیفیت اپنے اندر لائیں اور جب چاہیں اس کو دفع کر دیں اور ابن الوقت دونوں صورتوں میں مجبور ہے نہ لانے کی ہمت ہے نہ اس کے دفع کی قوت۔

صاحب حال

ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ جس کے قلب میں ذکر کا اثر آجائے گا وہ شخص اہل بصیرت کے نزدیک صاحب حال ہوگا مگر اثر جو اس کے بدن پر ظاہر ہوتا ہے جس کو اہل ظاہر حال کہتے ہیں اس کا کوئی وقت معین نہیں بعض کو ابتدا میں پیدا ہوتا ہے پھر جاتا رہتا ہے بعض کو درمیان میں ہوتا ہے آخر میں رفع ہو جاتا ہے اور بعض کو آخر میں پیدا ہوتا ہے اور باقی رہتا ہے اور بعض کو درمیان میں پیدا ہوتا ہے اور نہیں جاتا اور بعض کو ابتداء سے آخر تک رہتا ہے اس پر شاہ عبدالقدوس رحمۃ اللہ علیہ کا تمثیلاً تذکرہ فرمایا اس کے بعد فرمایا اور بعض کو بالکل ہوتا ہی نہیں کمال مقصود کے واسطے دونوں ضرور نہیں جس کو جو طریق بھی حق تعالےٰ نصیب فرمائے۔

حقیقت حال

ایک روز کسی شخص نے حال کی حقیقت دریافت کی آپ نے ارشاد فرمایا ہر شخص میں ایک قوت بہیمیت کی رکھی ہوئی ہے اور بہایم کی قوتیں مختلف ہیں اور اس بہیمیت کو تعلق اس عالم سے ہے اسی سے اس کو راحت ہے نیز ہر شخص میں روح ہے اور اس کا تعلق عالم قدس سے ہے وہی اس کے لئے سبب راحت ہے جس وقت روح اس عالم کی طرف چلتی ہے اس

بہیمیت کو تکلیف ہوتی ہے اس وقت اس میں حرکت و بے قراری شروع ہوتی ہے پس اگر یہ بہیمیت ضعیف ہے تو مغلوب ہو کر بیہوش ہو جاتی ہے اور روح اپنا کام کرتی ہے اور اگر قوی ہے تو کچھ تڑپ کر بیہوش ہو جاتی ہے اور اگر بہت ہی قوی ہے تو روح اپنا کام کرتی رہتی ہے اور یہ ادھر تڑپتی رہتی ہے آخر میں اس وقت کے موافق آثار پیدا ہوتے ہیں اگر کسی شخص میں شیر کی قوت ہے تو درجہ کمال پر پہنچ کر اس میں شجاعت و ہمت غایت درجہ بڑھ جاتی ہے اس مضمون کو شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ہمعات میں مفصل لکھا ہے۔

حضرت حاجی صاحب کا حضرت گنگوہی کو سونا بنانے سے منع کرنا

ایک دن ارشاد فرمایا کہ جب میں مکہ معظمہ گیا وہاں ایک درویش تھے سید قاسم نقشبندی ان کو اہل مکہ بہت مانتے تھے ایک شخص ان کے سامنے حضرات نقشبند کی توہین کیا کرتے اور وہ بیچارے ضبط فرماتے تھے ایک دن غصہ میں آ کر اس پر توجہ ڈال دی وہ شخص تڑپنے لگا مجاورین کعبہ نے جب دیکھا کہ اب یہ شخص مر جائے گا برا حال ہے تو شبری پر لادرسی سے باندھ کر اس کے مکان پر پہنچا دیا آٹھ روز تک وہ شخص تڑپا کیا آخر اس کی ماں نے سید صاحب کی منت خوشامد کی تب آپ نے پانی پڑھ کر دیا اور فرمایا کہ تیرے بڑھاپے پر مجھ کو ترس آتا ہے ورنہ میں کبھی نہ ہٹاتا یہاں تک کہ اس کی روح نکل جاتی۔ اس کے بعد حضرت نے فرمایا کہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے ان کی تعریف فرمائی میں بھی ان سے ملنے گیا مجھ سے نہایت محبت سے ملے اور فرمایا اس زمانہ میں اکل حلال بہت دشوار ہو گیا حالانکہ بڑی ضرورت اس کی ہے میں کسی سے کچھ لیتا نہیں ہوں خود سونا بنا لیتا ہوں تم بھی سیکھ لو میں نے انکار بھی کیا مگر انہوں نے زیادہ اصرار کیا تو میں نے عرض کیا کہ حضرت اس وقت تو اس قدر مہلت نہیں کہ آپ میرے سامنے بنائیں اور میں دیکھوں اور اچھا نہیں معلوم ہوتا کہ حج کو آؤں اور سونا بناتا پھروں ایسا ہی آپ کا اصرار ہے تو نسخہ لکھ دیجئے چنانچہ انہوں نے نسخہ لکھ دیا اور فرمایا اگر کچھ بھول جائے تو مجھ سے پھر دریافت کر لینا۔ میں نے آ کر حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے سارا قصہ ذکر کیا آپ نے فرمایا ''تو ہرگز مت بنائیو

بلکہ وہ نسخہ بھی اپنے دل سے بھلا دیجیو کیونکہ اس سے توکل میں فرق آئے گا'' میں نے ایسا ہی کیا کہ وہ نسخہ اس وقت تو بیگ میں لاکر رکھ دیا اور یہ خیال کیا کہ ہمارے دوست حکیم جی نے کہا تھا کوئی چیز ہمارے واسطے لانا بس یہ تحفہ ان کے واسطے اچھا ملا پھر جب وطن آیا اور حکیم ضیاء الدین مرحوم ملنے آئے تو وہ کاغذ جوں کا توں ان کو دے دیا اور خود بھلا دیا اس کے بغیر فرمایا کہ بھائی الحمدللہ میری کوئی حاجت بند نہیں رہتی ہے۔

شاہِ نانک کی کرامتوں کی وجہ سے سکھ ان کو ماننے لگے

ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ شاہ نانک جن کو سکھ لوگ بہت مانتے ہیں حضرت بابا فرید الدین شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء میں سے ہیں چونکہ اہل جذب سے تھے اس وجہ سے ان کی حالت مشتبہ ہوگئی مسلمانوں نے کچھ ان کی طرف توجہ کی اور دوسری قومیں کشف و کرامات دیکھ کر انکو ماننے لگے۔

تصورِ شیخ کی دو قسمیں

ایک بار کسی خادم نے تصور شیخ کے متعلق دریافت کیا آپ نے ارشاد فرمایا کہ خیال دو طرح کا ہوتا ہے ایک آمد جیسے خیال ولد وغیرہ کا جو خود بخود آئے اس طرح پیر کا تصور بوجہ محبت ہو تو کچھ مضائقہ نہیں دوسرا آورد کہ خواہ مخواہ تصور باندھا جائے سو اس کی حاجت نہیں۔

ذکر الٰہی کا فائدہ

ایک روز فرمانے لگے کسی نے ایک شخص سے دریافت کیا کہ میاں تیرا کوئی پیر بھی ہے؟ اس نے کہا جی پیر تو میرے بہت سے ہیں مگر دو پیر میرے اصلی ہیں ایک طوطا اور ایک تلنگا (سپاہی) اور یہ اس طرح کہ میرے محلّہ میں ایک تلنگا رہتا تھا ہمیشہ سویرے اٹھتا منہ ہاتھ دھو تا وردی پہنتا اور بن سنور کر بادشاہ کے یہاں اپنی نوکری پر جایا کرتا تھا میں اس کو دیکھا کرتا تھا آخر ایک دن مجھے خیال ہوا کہ اگر ایک دن یہ اپنی نوکری پر نہ جائے تو بادشاہ اس کو موقوف کردے اسی طرح اگر تو اپنے آقائے وحدہ لاشریک کی حضور اور اللہ کی یاد سے غافل ہوا تو تو

بھی تلنگے کی طرح موقوف کر دیا جائے گا پس اسی دن سے میں ذکر الٰہی میں شاغل ہوں کبھی ناغہ نہیں کرتا۔ طوطے کا پیر ہونا اس طرح ہے کہ میرے محلّہ میں ایک پڑوسی نے طوطا پال رکھا تھا جو میٹھی میٹھی باتیں کرتا اور اپنی بولیوں پر لوگوں کو فریفتہ بنایا کرتا تھا ایک دن ایسا اتفاق ہوا کہ اس کو بلی نے آ دبوچا جس وقت بلی کے پنجہ اس پر پڑے تو اس نے کہا ٹیں بجز اس لفظ کے اس کو کچھ بھی یاد نہ رہا ساری بولیاں اور دل بہلاؤ چہچہانا بھول گیا میں یہ قصہ دیکھ رہا تھا اسی وقت دل میں یہ مضمون پیدا ہوا کہ اسی طرح موت کے پنجہ کا شکار ہوتے وقت آدمی سب کچھ بھول جاتا ہے بجز اس اصلی حالت کے جو طبعی ہے اور کوئی بات یاد نہیں رہتی پس میں سب کچھ چھوڑ چھاڑ اللہ کی یاد میں لگ گیا تاکہ مرتے وقت ذکر اللہ کے سوائے کچھ نہ نکلے۔ اس کے بعد حضرت نے فرمایا سو ذکر الٰہی اسی واسطے کرتے ہیں کہ منہ سے آخری وقت میں اللہ ہی کا نام نکلے۔

خواب میں حج کرنے کی تعبیر اور اس پر عجیب واقعہ

ایک دن تقریباً دس بجے دن کو چارپائی پر لیٹے تھے کہ آنکھ لگ گئی تھوڑی دیر بعد بیدار ہوئے اور فرمایا کہ اس وقت میں یہ خواب دیکھ رہا تھا کہ "حج مکہ معظمہ میں ہوں" پھر فرمایا کہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے اگر کوئی شخص خواب میں حج کرتے دیکھنے کی تعبیر پوچھتا تو آپ فرمایا کرتے تھے کہ تو حج کرے گا مگر میں نے یہ بات زاید کر دی کہ اگر حج نہیں کرے گا تو ثواب حج کا ضرور مل جائے گا اور یہ بات یوں ہے کہ ایک بزرگ حج کے لئے تشریف لے گئے جب حج سے فارغ ہوئے تو خواب دیکھا کوئی شخص کہتا ہے کہ اب کے سال تین لاکھ آدمی نے حج کیا مگر حج کسی کا قبول نہیں ہوا بجز ایک شخص کے جو حج کو آیا نہیں مگر اس کا حج قبول ہوا۔ ان بزرگ نے اس شخص سے کہا تعجب ہے جو شخص حج میں حاضر نہ ہو حج قبول کیونکر ہوا اس نے جواب دیا کہ ضرور قبول ہوا اس میں کچھ شک نہیں بزرگ نے خواب ہی میں کہا اچھا اس شخص کا مجھے پتہ بتاؤ میں اس سے ملوں گا اور بات پوچھوں گا اس شخص نے نام اور

نشان بتادیا کہ فلاں شہر میں رہتا ہے اس کے بعد ان کی آنکھ کھل گئی یہ وہاں سے چلے اور تلاش کے بعد پتہ لگا ہی لیا اس شخص سے جا کر ملے اور اپنا خواب سنا کر دریافت کیا کہ اب بتاؤ تم نے کون سا ایسا عمل نیک کیا جس کا یہ ثمرہ ملا ہے اس شخص نے جواب دیا کہ میں تو بجز فریضہ نماز کے کوئی عمل اپنے اندر نہیں پاتا بزرگ نے کہا سوچو غور کرو کوئی عمل ضرور ایسا ہے جس نے حج مبرور تمہارے نامہ اعمال میں لکھوایا آخر اس شخص نے کہا ہاں یاد آیا میں نے ایک سال حج کے لئے روپے جمع کئے تھے الحمد للہ سارا سامان پورا ہو گیا تھا صرف جانے کی دیر تھی میری عورت حاملہ تھی ایسا اتفاق ہوا کہ ایک رات میں سویا تھا کہ آدھی رات کو اس نے مجھے جگایا اور کہا کہ اس وقت میرا جی گوشت کھانے کو بہت چاہتا ہے میں نے کہا کہ خدا کی بندی آدھی رات کو کہاں سے گوشت لاؤں؟ اس نے ضد کی اور کہا جہاں سے ہو سکے مجھے اس وقت گوشت کھلاؤ میں پریشان ہوا اور محض اس کی دلدہی کے لئے اچھا کہہ کر گھر سے باہر نکل آیا باہر جو نکلا تو ایک پڑوسی کے گھر میں سے گوشت کے بگھار کی بو میری ناک میں آئی میں اس کی طرف چلا اور دروازہ پر کھڑے ہو کر پڑوسی کو آواز دی وہ بیچارا میری آواز سنتے ہی گھبرایا ہوا باہر آیا میں نے کہا کہ تمہارے یہاں گوشت پک رہا ہے میری حاملہ عورت نے گوشت کی خواہش کی اور مجھ پر تقاضہ شدید کیا ہے سو مہربانی کر و تھوڑا سا گوشت دے دو وہ میری درخواست سن کر چپ ہو رہا اور گردن جھکا کر کہا کہ گوشت تو میرے گھر میں ضرور پک رہا ہے مگر تمہارے کام کا نہیں میں نے کہا ایسا کون سا گوشت ہے کہ تم کھا سکو اور ہم نہ کھا سکیں اس نے بات کو ٹلایا اور کہا میری بات کو سچ مانو اگر تمہارے کھانے کا ہوتا تو واللہ مجھے دینے میں عذر نہ ہوتا کبھی کالا دیا ہوتا آخر میں نے باصرار دریافت کیا کہ بات بتاؤ کیسا گوشت ہے جب وہ مجبور ہوا تو آبدیدہ ہو کر کہنے لگا کہ ہم سارا کنبہ چار دن کے فاقہ سے ہیں آخر جب حالت غیر ہوئی تو ایک کتا ذبح کیا اور اس وقت اس کا گوشت پکایا ہے کہ کھا کر جان بچائیں۔ میں ہمسایہ کی یہ بات سن کر کانپ اٹھا چپکا گھر کی طرف چلا دل میں اپنے آپ کو نفرین کرتا تھا کہ پڑوسی کی یہ حالت اضطرار ہے کہ اس پر حرام بھی حلال ہو گیا اور تیرا ارادہ حج کا ہے میں نے چپکے ہی جمع کئے ہوئے روپے

نکالے اور اس ہمسایہ کو دے آیا کہ لو اپنا کام چلاؤ ہر چند کہ لیتے وہ شرمایا مگر میں نے اصرار کے ساتھ دے ہی دیئے بس یہ عمل تو ایک ہے جو شاید حق تعالیٰ کے یہاں قبول ہوا ہو باقی خیر صلا۔ بزرگ نے فرمایا مبارک ہو میاں بیشک یہی عمل ہے کہ حج میں شریک سمجھے گئے اور تین لاکھ کی جماعت میں قبولیت سے نوازے گئے۔

میں اللہ کی تلاش میں آیا ہوں کیمیا کی تلاش میں نہیں

پیر جیو محمد جعفر صاحب ساڈھوروی نے ایک دن عرض کیا کہ حضرت کیمیا مرکبات سے بنتی ہے یا قدرتی جمادات سے؟ آپ نے فرمایا کیمیا مرکبات سے بنتی ہے مگر تم اس کو ہرگز نہ سیکھنا ایک شخص نے مجھ کو کیمیا کا نسخہ بتایا تھا میں نے کبھی اس نسخہ کے بنانے کا ارادہ بھی نہیں کیا اور نہ وہ نسخہ اب میرے یاد رہا اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ حضرت مرشدنا حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک دن فرماتے تھے کہ ایک شخص نے مجھے کیمیا کا نسخہ بتایا اور کہا کہ اس نسخہ اکسیر سے سونا بنتا ہے میں نے اس مہوس سے کہا کہ میں ہندوستان کو چھوڑ کر مکہ معظمہ میں جو آیا ہوں تو اللہ کی تلاش کے لئے آیا ہوں کیمیا کی تلاش میں نہیں آیا۔

شاہِ قمیص رحمۃ اللہ کے مزار کی تحقیق

پیر جی صاحب ہی فرماتے ہیں کہ مجھ سے ایک صوفی مشرب شخص نے ایک مرتبہ کہا کہ شاہ قمیص رحمۃ اللہ علیہ ساڈھورہ میں مدفون نہیں ہیں یوں ہی مزار بنا کر مشہور کر دیا گیا ہے ایک صالح صورت کی زبان سے یہ سن کر مجھے بھی شک پیدا ہو گیا اور نیت کی کہ حضرت سے تحقیق کرونگا چند روز کے بعد جب گنگوہ آیا تو اس قصہ کا بھی خیال آیا تصدیق کی نیت سے میں حضرت کے پاس جا کر بیٹھنا چاہتا تھا کہ بات کروں مگر ہیبت کی وجہ سے بول نہ سکا تھوڑی دیر میں حضرت نے خود ارشاد فرمایا کہ جس زمانہ میں حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ پنجلاسہ میں ٹھہرے ہوئے تھے راؤ سراج الدین خان نبیرہ راؤ عبداللہ خان ایک دن گنگوہ آئے میں نے حضرت کی زیارت کے لئے ان کے ہمراہ پنجلاسہ کا قصد کر دیا جب ساڈھورہ پہنچا تو شہر کے اندر نہیں گیا بالا ہی بالا شاہ قمیص رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضر ہوا اور

پھر پنجلاسہ روانہ ہوگیا وہاں پہنچ کر حضرت سے عرض کیا کہ ایک شخص نے مجھ سے کہا تھا کہ حضرت قمیص خانقاہ ساڈھورہ میں دفن نہیں ہیں حضرت مرشدنا نے فرمایا تم سے جس شخص نے ایسا کہا غلط کہا ہے حضرت شاہ قمیص رحمۃ اللہ علیہ اسی جگہ تشریف رکھتے ہیں اور جب میں ساڈھورہ حاضر ہوا تھا تو میرے حال پر حضرت نے بہت عنایت فرمائی تھی کیونکہ میں شاہ رحم علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ میں بیعت ہوں اسی طرح حضرت مرشدنا حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میرے حال پر شاہ قمیص رحمۃ اللہ علیہ نے بہت عنایت فرمائی ہے کیونکہ شاہ رحم علی رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ میں بیعت ہیں۔

جس کام کو آئے ہو وہ کرو

ایک دن مولوی سید احمد صاحب مدنی کو مخاطب بنا کر فرمایا ''میاں مولوی سید تم جو مدینہ منورہ چھوڑ کر آئے ہو تو چائے پلانے نہیں آئے جس کام کو آئے ہو وہ کرو فضول جھگڑوں میں اپنا وقت صرف کرنا اچھا نہیں اس کے بعد فرمایا ایک دن حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ اصلاح بنوا رہے تھے دفعۃً اللہ اللہ کرنے لگے حجام نے کہا حضرت تھوڑی دیر کے لئے اللہ اللہ کہنا موقوف فرمائیں ورنہ لب مبارک کٹ جائے گا حضرت بابا صاحب نے فرمایا کہ میں لب کے کٹنے پر صبر کر سکتا ہوں مگر ذکر الٰہی ترک کرنے پر صبر نہیں کر سکتا۔

ہمارے ہاں تو اللہ اللہ ہے بھوتوں کے ساتھ کون بسیرا کرے

ایک دن میرٹھ کے ایک شخص حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا کہ حضرت میری عورت پر آسیب ہے لوگ کہتے ہیں کہ ماموں اللہ بخش ہیں حضرت نے ارشاد فرمایا بھائی الہ بخش کی یہ شناخت ہے کہ کبھی ہنسنا کبھی رونا اور حق حق کرنا یا کلام مجید کی آیات کا پڑھنا جس مریض کی یہ حالت ہو اس پر سمجھو کہ الہ بخش ہے ہمارے ہاں تو اللہ اللہ کرنا ہی ہے بھوتوں کے ساتھ کون بسیرا کرے اس کے بعد فرمایا کہ ہمارے یہاں ایک پیر جی غلام محمد ہیں وہ اکثر حاضرات وغیرہ کیا کرتے ہیں انہوں نے ایک دن مجھ سے کہا کہ میں دن کو ایک روز باہر جنگل میں گیا ہوا تھا کہ دو آدمی مجھے جنگل سے اٹھا کر لے چلے اور بوڑھے کھیڑے کے جنگل میں لا کر چھوڑ

دیا وہاں دیکھتا ہوں کہ ہزاروں آدمیوں کی فوج ہے وہ سب مجھ پر حملہ آور ہیں کہتے ہیں اس کو مارو اس کو مارو میں بہت خوف زدہ اور حیران تھا کہ دیکھئے اب کیا ہو یکا یک ایک بزرگ معمر سفید ریش تشریف لائے اور ان آدمیوں سے مخاطب ہو کر فرمایا میاں چھوڑ بھی دو انکو کیوں مارتے ہو پھر ان بزرگ نے مجھے وہاں سے اٹھا کر گنگوہ کے جنگل میں چھوڑ دیا اور یوں فرمایا کہ تم جو روپیہ آٹھ آنہ کے لالچ میں حاضرات کیا کرتے ہو اس کو چھوڑ دو ورنہ آج تمہاری جان جاتی رہتی اس کے بعد حضرت امام ربانی نے فرمایا کہ اتفاقاً مولوی محمد قاسم صاحب تشریف لائے تو میں نے یہ قصہ پیر جی غلام محمد ہی کی زبانی مولوی صاحب کو سنوایا۔

لڑکوں کو بیعت نہ کرنے کی وجہ

ایک روز فرمایا کہ شیخ جلال الدینؒ تھانیسری اور حضرت شاہ قمیصؒ کا زمانہ ایک تھا اور دونوں حضرات کا آپس میں دوستانہ تھا۔

ایک دن حضرت کی خدمت میں بے ریش لڑکا حاضر ہوا اور بیعت کی درخواست کی آپ نے بیعت نہیں فرمایا اور یہ قصہ بیان کیا کہ شاہ عبدالقدوس رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں مجدد الف ثانی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے والد بغرض بیعت حاضر ہوئے یہ حضرت صغیر سن تھے حضرت نے فرمایا تم علم حاصل کرو بعد تحصیل علوم ہمارے لڑکے رکن الدین سے بیعت ہو جانا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ شاہ صاحب کی وفات کے بعد مجدد صاحب کے والد نے گنگوہ آ کر مولوی رکن الدین صاحب سے بیعت کی اور فیضان سلسلہ حاصل کیا اس کے بعد آپ نے فرمایا اسی واسطے میں لڑکوں کو بیعت نہیں کرتا صاحبزادہ تم علم حاصل کرو بعد حصول علم بیعت ہو جانا۔

بادشاہ دہلی کا مجدد الف ثانی کو قید کرنا اور شاہ نظام الدین کو جلا وطن کرنا

ایک بار ارشاد فرمایا کہ شاہ نظام الدین بلخی رحمۃ اللہ علیہ اور مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

کا ایک زمانہ تھا بادشاہ دہلی کے پاس جا کر کسی نے چغلی کھائی کہ شہزادہ صاحب حضور کے واسطے بددعا کرانے کہ بادشاہ مرجائیں مجدد صاحبؒ اور شاہ نظام الدین صاحبؒ کے پاس حاضر ہوئے تھے شاہ دہلی نے غصہ ہو کر حضرت مجدد صاحبؒ کو تو گوالیار کے قلعہ میں قید کر دیا اور شاہ نظام الدین صاحبؒ کیلئے جلاوطنی کا حکم دیا چنانچہ شاہ صاحب تھانیسر سے بلخ تشریف لے گئے اور تا دمِ اخیر وہیں قیام پذیر رہے اس دن سے اس ہندوستان کو دارالکفر کہتے ہیں اور اسی واسطے اولیاء اللہ اس میں نہیں رہتے اور جو رہتے ہیں وہ محض بغرض ہدایت رہتے ہیں۔

قلندر صاحب کے مزار کے متعلق

مولوی ولایت حسین صاحب نے ایک دن دریافت کیا کہ حضرت قلندر صاحب کا مزار کرنال اور پانی پت دونوں جگہ کیوں ہے؟ حضرت نے فرمایا اصل قبر پانی پت میں ہے بات یہ ہوئی کہ جب قلندر صاحب پانی پت میں بہت بیمار ہوئے تو کرنال کے معتقدین لانے کو گئے وہاں حضرت کا انتقال بھی ہو چکا تھا پانی پت والوں نے نعش جانے نہ دی تب یہ لوگ شرم مٹانے کو ایک خالی نعش کی صورت بنا کر لے چلے اور کرنال میں آ کر پردہ کر کے دفن کر دیا اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ ابتدائی زمانہ میں ہمارے حضرت حاجی صاحبؒ کو وحشت طاری ہوئی تین دن تک حضرت قلندر صاحب کی قبر پر مراقب رہے مگر کچھ پتہ نہ چلتا تھا آخر حضرت میاں جی نور محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ وہ تشریف لائے اور فرمایا امداد یہاں کیا بیٹھے ہو؟ پھر قبر کھود کر دکھلا دیا کہ کچھ نہیں ہے۔

خفیہ اسلام کی تبلیغ کا عجیب واقعہ

ایک دن ارشاد فرمایا شاہ حکیم اللہ صاحب ایک بزرگ سہارنپور میں رہتے تھے ان کی خدمت میں ایک شخص بغرض سلام حاضر ہوا اور عرض کیا کہ حضرت میں حیدر آباد دکن کو جاتا ہوں۔ شاہ صاحب نے فرمایا ''اچھا جاؤ حیدر آباد کے راستہ میں فلاں شہر پڑے گا اس شہر کے متصل ایک جھڑی ہے اس میں ایک بزرگ رہتے ہیں یہ ان کا نام ہے ان سے ملنا اور میرا

سلام کہنا'' یہ شخص رخصت ہو کے حیدر آباد روانہ ہوئے شاہ صاحب کے ارشاد کے موافق جب جھڑی کے پاس پہنچے تو دیکھا کہ ایک مندر بنا ہوا ہے اس کی چار دیواری کے گرد بہت سے ہندو فقیر الگ الگ بت ہاتھوں میں لئے پوجا کر رہے ہیں یہ شخص بہت متحیر ہوا کہ یہاں یہ کیا قصہ ہو رہا ہے آخر آگے بڑھا اور ایک ہندو فقیر سے پوچھا کہ اس مندر میں کون رہتا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ ہمارا گرو رہتا ہے انہوں نے نام پوچھا تو وہی تھا جو شاہ صاحب نے بتایا تھا اس شخص نے فقیر سے کہا کہ اپنے گرو کو اطلاع کر دو کہ ایک شخص شاہ حکیم اللہ سہارنپوری کا بھیجا ہوا اسلام کے لئے حاضر ہونا چاہتا ہے ہندو فقیر نے جواب دیا کہ ہم لوگ تو وہاں تک پہنچ نہیں سکتے البتہ تمہارا پیام ڈیوڑھی کے فقیروں تک پہنچاتا ہوں وہاں سے سلسلہ بسلسلہ گرجی تک پہنچ جائے گا غرض اس طرح پر جب پیام اندر پہنچا تو انہوں نے ان مہمان مسافر کو اندر بلالیا وہاں جا کر دیکھتے ہیں تو ایک بزرگ سفید ریش صاف ستھرے چبوترہ پر بیٹھے قرآن شریف کی تلاوت کر رہے ہیں جب فارغ ہو کر کلام مجید جزدان میں رکھ لیا تو ان کی طرف متوجہ ہوئے اور سلام وکلام ہوا اس شخص نے کہا کہ حضرت یہاں کے قصے نے تو مجھے حیران بنا دیا باہر بت پرست جوگیوں کا مجمع کیسا ہے؟ بزرگ نے فرمایا میاں کیا پوچھتے ہو باہر جتنے لوگ معتقد بنے بیٹھے ہیں سب ہندو ہیں ان کو یہاں تک پہنچنے کی ممانعت ہے جب کسی قدر ان کی اصلاح ہو جائے گی تو ڈیوڑھی پر آجائیں گے اور پھر جب حالت زیادہ سنورے گی تو یہاں آجائیں گے یہاں آکر مسلمان بنیں گے چنانچہ یہ لوگ جن کو میرے پاس دیکھتے ہو بحمد اللہ سب مسلمان ہیں اور جب مکمل ہو جائیں گے تو اس سامنے والے دروازہ سے انکو نکال دوں گا اس دروازہ سے باہر جانے والے لوگ پھر کبھی باہر کے لوگوں سے نہ ملیں گے غرض یہی سلسلہ رہے گا یہاں تک کہ میرا وقت پورا ہو جائے جتنے لوگ تم دیکھ کر رہے ہو سب میں فرق مراتب ہے ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ پڑھنے کیلئے بتایا گیا ہے اور ہر ایک کو دوسرے سے اپنا حال کہنے کی ممانعت ہے اسی طرح بہتیرے خدا کے کافر بندے مسلمان بن کر یہاں سے روانہ ہوئے اگر کھلم کھلا اسلام کی طرف ان لوگوں کو بلایا جائے

تو یہاں کے لوگ مسلمانوں کو قتل کر دیں اور میں بھی مارا جاؤں اور یہ بھی اس لئے اسلام کی خدمت اور دین کی جانب ہدایت کا میں نے یہ طریقہ اختیار کر رکھا ہے اس قصہ کے بعد حضرت امام ربانی نے ارشاد فرمایا اسی طرح اکثر بزرگ پوشیدہ ہو کر خلقت کو راہ ہدایت پر لاتے ہیں اسی طرح بابا نانک بھی مسلمان تھے اور پوشیدہ ہو کر ہدایت کرتے تھے ان کی گرنتھ کا پہلا شعر یہ ہے ؎

اول نام خدا دا دوجا نام رسول ☆ تیجا کلمہ پڑھ لے نانکا جو درگاہ پویں قبول

سکھوں کا حضرت حاجی صاحب کا ادب کرنا

ایام غدر میں حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ قصبہ کیتھل میں بھی کچھ دنوں مقیم رہے میں بھی حضرت کی خدمت میں حاضر تھا وہاں ایک بزرگ حضرت کی ملاقات کے لئے اکثر تشریف لایا کرتے تھے سکھ لوگ ان کے معتقد زیادہ تھے چنانچہ ان کے ہمراہ سکھ بھی حضرت حاجی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوتے اور گرو کی حالت دیکھ کر حضرت حاجی صاحب کا ادب کیا کرتے تھے۔

کفر کی سیاہی دور کرنے کا نسخہ

ایک دن پیر جی محمد جعفر صاحب ساڈھوری نے عرض کیا کہ صوفی اسمعیل مدنپوری نو مسلم نے سلام عرض کیا ہے اور یوں کہا ہے کہ میں نے اپنی ماں کو ہر چند سمجھایا مگر وہ مسلمان نہیں ہوتی آپ دعا فرمائیں کہ حق تعالیٰ اس کو بھی اسلام کی توفیق عطا فرمائے اس وقت حضرت نے یہ نکتہ ارشاد فرمایا کہ صوفی اسمعیل نومسلم سے کہد ینا کہ دوسرے تیسرے دن گوشت کی بوٹی ماں کے منہ کو ہنسی سے لگا دیا کریں رفتہ رفتہ کفر کی سیاہی دور ہو جائے گی اور اس تدبیر سے انشاء اللہ چند روز بعد مسلمان ہو جائے گی اسی سلسلہ میں ارشاد فرمایا کہ ایک قانون گو مسلمان میرے دوست تھے وہ بیان کرتے تھے کہ میں اور ایک ہندو منشی دونوں ایک جگہ ملازم تھے وہ ہندو میرے مکان کے پاس ہی رہتا اور حسب رواج چوکے پر بیٹھ کر روٹی کھایا کرتا تھا ایک روز میں اس کے مکان پر گیا دیکھا کہ چوکے پر بیٹھا روٹی کھا رہا ہے میں

اس کے چوکے کے قریب جا کر کھڑا ہو گیا وہ گھبرایا اور بولا بھائی جی ذرا میرے چوکے سے الگ رہنا میں ہنسنے لگا اور تھوڑی دیر بعد چلا آیا اگلے روز پھر اسی وقت گیا اور اس مرتبہ ہنسی سے اس کے چوکے کو اپنی لاٹھی کا سرا لگا دیا وہ اچھل پڑا اور کہا ہا ہا یہ تم نے کیا کیا میرا چوکا ہی خراب کر دیا چونکہ ایک جگہ دونوں نوکر تھے ہر وقت کا پاس اٹھنا بیٹھنا تھا اسلئے اور کچھ نہ کہہ سکا میں ہنس کر چپ ہو رہا تیسرے دن پھر اسی وقت میں آموجود ہوا اور اس دفعہ چوکے پر اپنا جوتہ ہی رکھ دیا یہ دیکھ کر وہ ہندو کچھ رنجیدہ اور ترش رو ہوا مگر پھر کچھ نہیں خاموش ہو گیا اگلے روز میں اس کے چوکے پر جا کر کھڑا ہی ہو گیا اسی طرح چند بار ہونے پر اس بے چارے نے چوکا کرنا ہی چھوڑ دیا اور اس کو جو نفرت مسلمانوں سے تھی وہ جاتی رہی آگے یہ معلوم نہیں ہوا کہ مسلمان بھی ہوا یا نہیں؟

آجکل کے واعظوں کا حال

ایک دن فرمایا کہ آجکل کے واعظ وعظ کہہ کر فخر کیا کرتے ہیں مولوی نواب قطب الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا یہ حال تھا اگر کوئی شخص آ کر کہتا کہ حضرت آپ نے جو وعظ کہا تھا میری عورت نے نہیں سنا اسی وقت اس کے ساتھ ہو لیتے اور اس کے گھر جا کر وعظ دوہراتے تھے اس کے بعد فرمایا کہ جب میں نواب صاحبؒ کی خدمت میں سلام کے لئے حاضر ہوتا تو خوش ہوتے اور فرمایا کرتے تھے ''ہا ہا رشید احمد ہے'' میرا طالبعلمی کا زمانہ تھا کچھ خیال نہیں تھا اب بہت یاد آتے ہیں۔

شاہ احمد سعید صاحبؒ کی تواضع

ایک روز ارشاد فرمایا کہ شاہ احمد سعید صاحب نہایت پرہیزگار تھے اور پھر بھی یوں فرمایا کرتے تھے کہ ہم سے پرہیز نہیں ہو سکتا اس کے بعد فرمایا کہ اکثر لوگ جو پہاڑوں میں چلے گئے ہیں بوجہ پرہیزگاری چلے گئے ہیں مگر ہم کہاں چلے جائیں ہم سے تو بالکل پرہیزگاری نہیں ہو سکتی۔

والدین کو اولاد سے جتنی محبت ہوتی ہے اولاد کو نہیں اس کی وجہ!

ایک دن ارشاد فرمایا کہ شاہ اسحٰق صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی شخص نے سوال کیا کہ حضرت اولاد کی محبت ماں باپ کو زیادہ ہوتی ہے حالانکہ اولاد کو اپنے ماں باپ کی اتنی محبت نہیں ہوتی اس کی کیا وجہ؟ شاہ صاحب نے فرمایا جسم سے گوشت کی بوٹی کاٹ کر اگر دور ڈالدی جائے تو اس بوٹی کو کچھ تکلیف نہیں ہوتی اسی جگہ کو ہوتی ہے جہاں سے بوٹی کاٹی گئی۔

شاہ اسحٰق صاحب کا اپنے مخالف مولوی صاحب کو مُسکت جواب دینا

ایک مولوی حضرت شاہ اسحٰق صاحبؒ کا مخالف تھا اس کو کچھ ضد ہوگئی تھی کہ شاہ صاحب جو کچھ فرماتے اس کی تردید کرتا ایک دن اس نے شاہ صاحب کی خدمت میں کہلا کر بھیجا کہ یاد رکھنا جس چیز کو تم حرام کہو گے میں اسے حلال بتاؤں گا اور جسے تم حلال بتاؤ گے میں اس کو حرام کہوں گا شاہ صاحب نے بیساختہ فرمایا ہم تو اس کی ماں کو اس پر حرام کہتے ہیں وہ حلال کہہ دے۔اس جواب کو سن کر مولوی صاحب دم بخود رہ گئے۔

اولیاء اللہ کا جسم قبر میں باقی رہتا ہے یا نہیں

ایک مرتبہ کسی شخص نے حضرت امام ربانی سے سوال کیا کہ حضرت اولیاء اللہ کا جسم قبر میں گل جاتا ہے یا باقی رہتا ہے آپ نے فرمایا بعض کا گل جاتا ہے اور بعض کا نہیں اس کے بعد ارشاد فرمایا جس زمانہ میں میں سہارنپور شائستہ خان کے پڑھایا کرتا تھا دہلی کے دو معتبر آدمیوں نے مجھ سے نقل کیا کہ دہلی میں ایک پرانی قبر سے دو مردے برآمد ہوئے ایک مرد کی نعش تھی دوسری نعش تیرہ چودہ برس کی لڑکی کی تھی دونوں کا کفن ویسا ہی سفید تھا نہ ان کے بدن کو مٹی نے کھایا جیسے دفن کئے گئے تھے ویسے ہی تھے۔

حضرت گنگوہیؒ کی تواضع

ایک روز ارشاد فرمایا کہ ایک قزاق تھا لوٹ مار میں بہت مشہور تھا تمام عمر اس نے قزاقی

میں گزاری آخر جب بوڑھا اور ضعیف ہو گیا تو دل میں سوچا کہ اب اگر کہیں چوری کی تو پکڑا جائے گا کوئی اور حیلہ ایسا کرنا چاہئے جس سے بڑھاپا آرام سے گزر جائے بہت سوچا آخر خیال کیا کہ سوائے پیری مریدی کے اور کوئی پیشہ ایسا نہیں جس میں یہ آخری عمر راحت سے کٹے بس یہ سوچ کر وہ شخص ایک گاؤں کے قریب جنگل میں برلبِ دریا تسبیح ہاتھ میں لے کر بیٹھ گیا۔ پانچوں وقت فریضہ نماز ادا کرتا اور تسبیح پڑھا کرتا لوگ جو ادھر کو آتے جاتے وہ اس کو دیکھا کرتے آخر چند روز کے بعد گاؤں والوں میں اس کی عقیدت پیدا ہونے لگی باہم تذکرے ہونے لگے کہ یہ کوئی بزرگ ہیں ہماری خوش نصیبی سے ادھر آنکلے رفتہ رفتہ لوگوں کی آمد شروع ہو گئی اور لگے ان کی خاطر مدارت کرنے یہاں تک کہ دونوں وقت کھانا آتا اور ہر ایک یوں چاہتا کہ میں ان کی خدمت کروں ایک جھونپڑا بھی ان کے رہنے کو لوگوں نے وہیں دریا کے کنارے پر بنا دیا۔ اس شخص نے کم گوئی اختیار کر لی تھی مشائخ کی سی صورت بنا کر کچھ وظیفہ بھی شروع کر دیا تھا غرض لوگ زیارت کو آتے بیعت کی خواہش بھی کرنے لگے اس نے ان کو مرید بنایا اور ذکر کرنے کے لئے کلمۂ توحید تلقین کر دیا۔ مرید بیعت ہونے کے بعد اپنا کام کرنے لگے اور یوں سوچ کر کہ میاں صاحب تن تنہا جنگل میں پڑے رہتے ہیں رات برات کو تکلیف ہوتی ہو گی لاؤ دریا کے کنارے ان کے قدموں میں رہائش اختیار کریں وہ بھی یہیں آپڑے اب تمام شب نفی اثبات کا ذکر ہونے لگا غرض کثرتِ ذکر سے جنگل معمور و منور ہو گیا۔ لوگ دور دراز سے ان کی خدمت میں آتے اور نذریں پیش کیا کرتے۔ فتوحات کی جب زیادتی ہوئی تو خدام نے لنگر بنایا اور آئندہ و روند کو روٹی دینے لگے پھر تو آنے والوں کی تعداد اور بھی بڑھ گئی خدا کی شان وہ دس بیس خدام بباعث اعتقاد تھوڑے عرصے میں منزل مقصود کو پہنچ گئے اس وقت ان خادموں نے مشورہ کیا کہ لاؤ خیال تو کریں کہ حضرت کس مرتبہ پر پہنچے ہوئے ہیں لگے خوض کرنے چھ ماہ تک فکر کیا مگر پیر کے مقام کا پتہ نہ لگا آخر کہنے لگے کہ حضرت کے مقامات اسد درجہ عالی ہیں کہ ہمارا کمند فکر وہاں تک پہنچنے سے قاصر ہے سب نے متفق ہو کر مرشد کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت ہم

خدام نے چھ ماہ تک غور کیا مگر آپ کے مقامات کا پتہ نہ چلا آپ ہم کو برائے خدا اپنے مرتبہ سے مطلع فرمائیں۔ پیر صاحب میں نیک لوگوں کی صحبت اور کثرت نماز و روزہ سے حق گوئی کی خصلت پیدا ہوگئی تھی اسلئے جواب دیا ''بھائیو میں ایک قزاق ہوں عمر بھر لوٹ مار کر کے کھاتا رہا اب بڑھاپے میں جب مجھ سے یہ پیشہ نہ ہوسکا تو کھانے کا یہ حیلہ اختیار کیا باقی درویشی کے فن سے مجھے کچھ بھی مناسبت نہیں'' خادموں نے کہا اجی نہیں حضرت تو کسر نفسی سے ایسے الفاظ فرماتے ہیں تب اس شخص نے قسم کھائی اور کہا واللہ میں نے جو کچھ کہا ہے سچ کہا ہے اس میں انکسار نہیں ہے میں ہرگز اس قابل نہیں ہوں کہ کوئی بیعت ہو میں نہایت گناہگار اور نااہل شخص ہوں تم لوگ محض حسن عقیدت کی بنا پر اس مرتبہ کمال کو پہنچ گئے ہو اس وقت ان لوگوں نے پیر کے ارشاد کو حق سمجھ کر جناب باری میں التجا کی بار الٰہی جن کے باعث تو نے اپنی رحمت کاملہ سے ہم کو ہدایت فرمائی ہے ان کو بھی اپنے خاص بندوں شامل فرما لے'' اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی دعا سن لی اور پیر کو بھی اپنے پاک لوگوں میں شامل فرمالیا اس قصہ کو نقل فرما کر حضرت امام ربانی قدس سرہ نے ارشاد فرمایا ''مجھے بھی کچھ آتا جاتا نہیں ہے لوگوں کو توبہ کرادیا کرتا ہوں کہ یہی وسیلہ میری نجات کا ہو''۔

حافظ مینڈھو کے متعلق امام ربانی کی رائے

ایک روز حضرت مولانا خلیل احمد صاحب زیدہ مجدہ نے دریافت کیا کہ حضرت یہ حافظ لطافت علی عرف مینڈھو شیخ پوری کیسے شخص تھے حضرت نے فرمایا ''پکا کافر تھا'' اور اس کے بعد مسکرا کر ارشاد فرمایا کہ ''ضامن علی جلال آبادی تو توحید ہی میں غرق تھے۔''

ضامن علی جلال آبادی کا ایک واقعہ

ایک بار ارشاد فرمایا کہ ضامن علی جلال آبادی کی سہارنپور میں بہت رنڈیاں مرید تھیں ایک بار یہ سہارنپوری میں کسی رنڈی کے مکان ٹھہرے ہوئے تھے سب مریدنیاں اپنے میاں صاحب کی زیارت کیلئے حاضر ہوئیں مگر ایک رنڈی نہیں آئی میاں صاحب بولے کہ

فلانی کیوں نہیں آئی رنڈیوں نے جواب دیا'' میاں صاحب ہم نے اس سے بہتیرا کہا کہ چل میاں صاحب کی زیارت کو اس نے کہا میں بہت گناہگار ہوں اور بہت روسیاہ ہوں میاں صاحب کو کیا منہ دکھاؤں میں زیارت کے قابل نہیں' میاں صاحب نے کہا نہیں جی تم اسے ہمارے پاس ضرور لانا چنانچہ رنڈیاں اسے لیکر آئیں جب وہ سامنے آئی تو میاں صاحب نے پوچھا'' بی تم کیوں نہیں آئی تھیں؟'' اس نے کہا حضرت روسیاہی کی وجہ سے زیارت کو آتی ہوئی شرماتی ہوں۔ میاں صاحب بولے'' بی تم شرماتی کیوں ہو کرنے والا کون اور کرانے والا کون وہ تو وہی ہے' رنڈی یہ سن کر آگ ہوگئی اور خفا ہو کر کہا لاحول ولاقوۃ اگرچہ میں روسیاہ وگنہگار ہوں مگر ایسے پیر کے منہ پر پیشاب بھی نہیں کرتی۔'' میاں صاحب تو شرمندہ ہو کر سرنگوں رہ گئے اور وہ اٹھ کر چل دی۔

ایک ملحد کے پاس سے تین مختلف آدمیوں کا گزرنا

ایک بار ارشاد فرمایا کہ ایک ملحد کے سامنے سے تین شخص گزرے پہلا تو خاموش اور تیز رفتاری کے ساتھ لپکا چلا گیا ملحد کی طرف منہ پھیر کر بھی نہ دیکھا اور دوسرا شخص آہستہ آہستہ سامنے کو نکلا مگر چلا گیا کچھ بولا نہیں اور تیسرا شخص ملحد کی تردید کے درپے ہو گیا اور کھڑا ہو کر کہنے لگا تو فاسق ہے اور ایسا ہے ویسا ہے ملحد نے کہا یہ تیسرا شخص تو یقیناً میرا ہو لیا پنجہ سے نکلنا محال ہے اور دوسرا ابھی غالب ہے کہ قابو میں آجائے مگر پہلا سالم بچ نکلا اور کورا گیا۔

ایک بے دین کے تصرف کا قصہ

ایک دن رسول شاہی فقیروں کا تذکرہ تھا حضرت امام ربانی نے فرمایا رسول شاہ الور کا باشندہ ایک فقیر تھا اگرچہ احکام شرع کا پابند تھا مگر شراب پیا کرتا تھا اور شاید اس کی وجہ ہوگی کہ اس نے اپنی جہالت سے یوں سمجھا کہ حالت سکر میں طبیعت زیادہ لگتی ہے اس کا ایک مرید تھا محمد حنیف اس نے چار ابرو کا صفایا یعنی سر داڑھی بھوں اور مونچھوں کا منڈانا ایجاد کیا اس کا خلیفہ ہوا فدا حسین اس کمبخت نے یہ زیادتی کی کہ نماز سے منع کرتا اور جنابت کے لئے

بدن پر بھبوت کامل لینا کافی سمجھتا تھا ساری شریعت کا یہ مردود انکار کرتا تھا مگر بااین ہمہ صاحب تصرف تھا حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں یہ شخص دہلی آیا تو بہت لوگ اس کے معتقد ہو گئے شاہ صاحب نے اس کو کہلا بھیجا کہ تو مسلمان کہلاتا ہے اور شریعت کا انکار کرتا ہے تجھے زیبا نہیں کہ دعوی اسلام کرے اور پھر قطعیات کا انکار کرے اس نے شاہ صاحب کے پاس جواب بھیجا کہ نہ تو آپ میرے پاس آئیں اور نہ میں آپ کے پاس جاؤں یوں کرو کہ اپنے کسی معتبر شاگرد کو بھیج دو کہ ہم سے مناظرہ کر جائے۔ شاہ صاحب کے شاگردوں میں عبداللہ بڑے ذکی اور ذی استعداد طالب علم سمجھے جاتے تھے انہوں نے کہا حضرت مجھے بھیج دیجئے شاہ صاحب نے فرمایا اچھا کوئی بات دریافت کرنی ہو تو کر لینا۔ گرمی کا زمانہ تھا دہلی میں یوں بھی گرمی زیادہ ہوتی ہے اور پہلے تو آجکل سے بھی زیادہ گرمی پڑتی تھی بلکہ ہماری طالب علمی کے وقت دہلی میں جتنی گرمی پڑتی تھی اتنی اب نہیں پڑتی اس سے پہلے تو اور بھی زیادہ ہوگی غرض سبق کے بعد عبداللہ مناظرہ کے لئے بھیجا گیا۔ گرمی کا وقت تھا عین دوپہر کو فدا حسین کے پاس پہنچا اس نے ان کی بڑی خاطر کی اپنے چیلوں سے کہا مولوی صاحب کو پنکھا کرو اور ان سے کہا کہ آپ تھوڑی دیر لیٹ رہے ٹھنڈی ہوا میں عافیت معلوم ہوئی لیٹتے ہی سو گئے اور فدا حسین پاس بیٹھ کر توجہ دینے لگا اور چیلوں سے کہا کہ ہنڈیا پکاؤ کسی نے کہا بھی کہ حضرت کوئی چیلہ تو ہونے والا ہے نہیں پھر ہنڈیا کیوں پکواتے ہیں؟ اس نے دھمکا کر کہا تمہیں اس سے کیا غرض (اسکے یہاں چیلہ بنانے کے وقت کسی قسم کی ہنڈیا پکتی تھی) تھوڑی دیر بعد مولوی صاحب جو اٹھے تو یہی کہتے اٹھے کہ حضرت مجھے چیلہ کر لیجئے۔ اس کمبخت نے سوتے سوتے اپنا کام کر لیا فدا حسین نے کہا میاں تم تو مناظرہ کرنے آئے تھے مرید ہونا کیسا؟ بولے بس حضرت ہو لیا مباحثہ مجھے تو مرید کر لیجئے آخر فدا حسین نے مولوی عبداللہ کی داڑھی مونچھ منڈوائی اور وہ ہنڈیا منگائی جو مریدوں سے پکوائی تھی جب ہنڈیا آئی تو مولوی عبداللہ سے پوچھا تم اسے اپنے استاد کے پس بھی لے جا سکتے ہو؟ عبداللہ نے کہا جہاں حکم ہو لے جاؤں غلام کو کیا انکار ہے۔ غرض ہنڈیا لے

کر شاہ عبدالعزیز صاحب کی خدمت میں پہنچا ادھر شاہ صاحب اس کے انتظار میں بیٹھے بار بار فرماتے تھے "شاید مناظرہ طویل ہوگیا" اتنے میں عبداللہ سر پر ہنڈیا رکھے آپہنچا حضرت شاہ صاحبؒ تو اس وقت نابینا ہوچکے تھے میر محبوب علی صاحبؒ جو حضرت کی خدمت میں بہت ہی بے تکلف تھے عبداللہ کو چار ابرو کا صفایا کئے دیکھ کر کہنے لگے "لیجئے حضرت آپ کے مولوی عبداللہ مچھندر بنے آرہے ہیں" شاہ صاحب حیران ہوئے اور فرمایا تم یوں ہی بکا کرتے ہو میر صاحب نے عرض کیا اب پہنچا چاہتے ہیں معلوم ہوجائے گا۔ تھوڑی دیر میں عبداللہ پاس آیا اور کہا "مرشد نے بھیجا ہے لینا ہو تو لیجئے ورنہ جاتا ہوں" شاہ صاحب متحیر تھے کہ کیا قصہ ہے آخر فرمایا "میں کیا شبہ پیش آیا جس کا جواب بن نہ پڑا تجھے کیا ہوا کس بلا میں گرفتار ہوا؟" شاہ صاحب نے سب کچھ کہا مگر اس نے کچھ جواب نہ دیا کہا تو یہ کہا "کچھ نہیں ہوا بس مرید ہوگیا" شاہ صاحب نے خفا ہو کر فرمایا دور ہو۔ اس نے کہا "بہتر مجھے اس کی بھی پروا نہیں۔ اور چلا گیا۔

اس کے بعد حضرت امام ربانی نے غالباً اسی عبداللہ کا نام لیکر یوں فرمایا کہ اس میں یہ اثر تھا کہ جو اس کے پاس گیا وہ اسی کا ہوگیا ایک شخص کا نام لیکر فرمایا کہ وہ کہتے تھے ایک دن میں اس کے پاس چلا گیا اس کمبخت نے مجھے گلے سے لگالیا اسی وقت میرے سینہ میں ایک آگ لگ گئی اور میں فوراً اس کے پاس سے بھاگا۔

حضرت نے فرمایا میری طالبعلمی کے زمانہ میں وہ دہلی کے اندر موجود تھا اور دہلی بھر میں یہ بات مشہور تھی کہ اس سڑک سے لوگ نہیں جاتے۔ ایک مرتبہ اس قصہ کے بعد یہ بھی ارشاد فرمایا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب دجال نکلے تو اس کے سامنے مت پڑنا پہاڑ کی چوٹیوں پر اور غاروں کے اندر پناہ پکڑنا" ہزارہا مخلوق اس کے مقابلہ پر آئے گی مگر اسی کی ہورہے گی۔ جناب رسول اللہ ﷺ کی اس تعلیم سے اہل باطل کا تصرف اور اہل حق پر غلبہ ظاہر ہوتا ہے آخر اس کے مقابلہ کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں گے۔

ایک اور گمراہ کے تصرف کا قصہ

ایک بار شاہ سلیمان تونسی کے مرید میاں دادار بخش جو ایک لاکھ مرتبہ اسم ذات اور کئی ہزار مرتبہ درود شریف پڑھا کرتے تھے اس بات پر کہ توکل حسین نے ان کے پیر کا ایک مرید توڑ لیا تھا فدا حسین کے خلیفہ توکل حسین مچھندر کے پاس چلے گئے اور شکایت کی کہ تجھے مناسب نہیں ہے کہ دوسروں کے مرید کو اپنا مرید بنائے اس نے جواب دیا ''سلیمان زنخہ کیا جانے درویشی اور فقیری کیا چیز ہے اسی لئے میں اس کے مریدوں کو اپنا مرید بنالیتا ہوں پیر کی شان میں یہ کلمہ ان سے ضبط نہ ہوسکا غصہ آگیا اور لگے برا کہنے کہ تو خود گمراہ ہے دوسروں کو گمراہ بناتا ہے تجھے نماز روزہ سے سروکار نہیں ان باتوں پر توکل حسین کو بھی غصہ آگیا اس نے لال پیلی آنکھیں نکالیں اور چیلوں سے کہا نکال دو کان پکڑ کے مجھ سے شکایت کرنے آیا ہے'' بس اتنے ہی قلیل عرصہ میں ان پر اثر ہوگیا اور ہاتھ جوڑ کر لگے کہنے مجھے مرید کر لیجئے وہ تو خدا کا فضل تھا کہ غصہ کے جوش میں توکل حسین نے ان کی طرف التفات نہیں کیا نہ ان کی درخواست پر توجہ کی یہی کہے گا کہ نکال دو کان پکڑ کے مریدوں نے دونوں کان پکڑ کر ان کو باہر دھکیل دیا آخر جب نیچے آئے تو آنکھ کھلی اور ہوش آیا کہ زبان سے کیا درخواست نکلی اسی وقت اٹھ کر بھاگے اور اپنے گھر آکر دم لیا اس کے بعد حضرت امام ربانی نے فرمایا یاد رکھو ملحدوں سے ہمیشہ پرہیز کرنا چاہیے پاس جانا بہتر نہیں، اس توکل شاہ مچھندر کو میں نے بھی دور سے دیکھا ہے۔

شیخ عبدالقدوسؒ کی طرف سماع کی نسبت غلط ہے

مولوی ولایت حسین صاحب نے ایک بار استفسار کیا کہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے اپنے رسالہ سماع میں لکھا ہے کہ شیخ عبدالقدوس رحمۃ اللہ علیہ کو سماع یا مزامیر میں غلو تھا سو یہ صحیح ہے یا نہیں حضرت نے فرمایا کہ بندہ کے نزدیک یہ صحیح نہیں ہے مزامیر کی نسبت یا تو قاضی صاحب کو غلط خبر ملی یا یہ کہ کسی نے ان کے رسالہ میں الحاق کر دیا ہے۔

ایک بار فرمایا کہ شیخ سوندھا رحمۃ اللہ علیہ نے اقتباس الانوار میں تحریر فرمایا ہے ''پیران ما ہرگز ہرگز سماع نشنیدہ اند بلکہ تصفیق راہم رواند اشتہ اند۔''

اتباع سنت کا اثر

میرٹھ کے ایک شخص جمعہ کے دن بیعت کے لئے حاضر ہوئے آپ نے ان کو چشتیہ خاندان میں بیعت کیا اور بیعت کے وقت یوں ارشاد فرمایا کہ اس زمانہ میں سب سے زیادہ چشتیہ طریقہ بدنام ہے کہ اس میں اتباع شریعت کی ضرورت نہیں ہے حضرت جلال تھانیسری رحمۃ اللہ علیہ بھی آخر چشتیہ تھے مگر مرض الموت میں جب بیماری سے زیادہ مجبور ہوئے اور اٹھنے بیٹھنے کی طاقت نہ رہی لوگ دوا پلانے کے لئے لائے حضرت جلال نے فرمایا مجھے چارپائی سے اتارو غرض چارپائی سے نیچے اتر کر دوا پی اور یوں فرمایا کہ چارپائی پر لیٹے لیٹے دوا کھانا سنت سے ثابت نہیں۔ جس وقت حضرت نے یہ قصہ ارشاد فرمایا ہے کثیر مجمع تھا سب حجرہ بھرا ہوا تھا باہر بھی آدمی کھڑے تھے ساری مجلس پر ایک اثر پڑ رہا تھا ہزار جلسہ میں شاید کوئی ایسا ہو جو آبدیدہ نہ ہو گیا ہو۔

شیخ عبدالقادر جیلانی کا قدمی علی راس کل ولی اللہ کہنا کیسا ہے؟

حضرت مولانا محمد حسن صاحب مرادآبادی نے ایک بار دریافت کیا کہ کیا شاہ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول قدمی علی راس کل ولی اللہ صحیح ہے؟ حضرت نے فرمایا بے شک صحیح ہے اور ان کے زمانہ کے اولیاء اللہ مراد ہیں اور اگر بعد کے اولیاء بھی مراد ہوں تو کیا عجب ہے؟ آخر وہ سید الاولیاء تھے۔ مشہور ہے کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہے مگر آج کل کے چشتی اس کو تسلیم نہیں کرتے اور حضرت خواجہ کے برابر کسی بزرگ کو نہیں سمجھتے میں کہتا ہوں اگر حضرت خواجہ بڑے پیر صاحب کے مرید بھی ہوں اور پھر ان سے بڑھے ہوئے بھی ہوں تب بھی کوئی حرج نہیں۔ آخر مرید پیر سے بڑھ بھی جاتے ہیں۔ آدمی کو چاہئے کہ بڑوں کے درمیان تفصیل کا

در پے نہ ہو اس کے بعد فرمایا کہ منیٰ میں مسجد خیف کے اندر بیٹھے ہوئے ایک صاحب حضرت پیران پیر کو اور دوسرے صاحب حضرت شیخ مجدد کو افضل کہہ رہے تھے۔ قاری صاحب پھلواری کے تھے آخر یہاں تک بات بڑھی کہ قاری صاحب نے حضرت مجدد کو اور نقشبندی صاحب نے حضرت پیران پیرؒ کا فر کہہ دیا نعوذ باللہ اس واسطے ہمارے حضرات بیعت کے وقت چاروں مشائخ کا نام لے دیتے ہیں تا کہ سب سے برابر عقیدت رہے اور سب بزرگوں کے فیوض سے مستفیض ہو اگر چہ شجرہ چشتیہ دیتے ہیں۔ اور چاروں خاندان کے نام لینے کا طریقہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کے زمانہ سے نکلا ہے۔

روٹی کھائی شکر سے دنیا کمائی مکر سے

ایک مرتبہ کوئی عورت فریب دے کر لوگوں کے گھروں سے کچھ لے لوا گئی تھی حضرت کی مجلس میں اتفاق سے اس کا تذکرہ ہوا آپ نے فرمایا ''روٹی کھائی شکر سے دنیا کمائی مکّر سے'' اس کے بعد فرمایا ایک شخص لکھا پڑھا تنگیٔ معاش سے گھبرا گیا آخر جب اس کو کچھ بن نہ پڑا تو سفر اختیار کیا اور ایک جگہ پہنچ کر جاہل سقیم اللسان بن گیا اور کسی مکتب میں جا کر قرآن پڑھنے کی تمنا ظاہر کی استاد نے سبق شروع کرادیا اب یہ پڑھ کر یاد کرنے کا بیٹھنا بہتیرا یاد کرتا مگر یاد ہی نہ ہوتا اور مکاری سے اس حالت پر اتنا روتا کہ دیکھنے والوں کو ترس آتا جو دیکھتا وہ افسوس کرتا کہ بیچارا اتنی محنت کرتا مگر حافظہ ایسا خراب ہے کہ یاد نہیں ہوتا ایک دن صبح کو سوتا جو اٹھا تو ہنستا مسکراتا اٹھا کہنے لگا ہم نے آج جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ نے لعاب دہن شریف میرے منہ میں ڈال دیا جس سے مجھے سب کچھ آ گیا۔ پڑھا لکھا تو تھا ہی سب کچھ پڑھ کر سنا دیا۔ پھر کیا تھا لوگوں کو اس سے اعتقاد ہو گیا اور خوب آؤ بھگت ہوئی۔

بزرگوں کے سر دھڑ کا الگ الگ ہونا اور پھر ملنا

ایک دن کرنال کے ایک عالم نے عرض کیا کہ حضرت بزرگوں کا قصہ سنتے ہیں لوگوں نے ان کے ہاتھ پاؤں سر اور دھڑ الگ الگ دیکھا'' آپ نے فرمایا میرے ماموں صاحب (یا اور کسی کا نام لیا) تذکرہ کر رہے تھے کہ میں میاں جی نور محمد جھنجانوی رحمۃ اللہ علیہ کی

خدمت میں دوپہر کے وقت گیا حجرہ شریفہ بند تھا مگر کواڑ اچھی طرح نہ لگے تھے۔ کواڑ جو کھولا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت کا دھڑ سارا الگ الگ ہے مجھے دیکھتے ہی اعضا باہم مل گئے اور حضرت میاں جی صاحبؒ اٹھ بیٹھے اور فرمانے لگے کہ کسی سے کہنا نہیں۔ اس قصہ کو نقل فرما کر حضرت امام ربانی ارشاد فرمایا ''مگر یہ درجہ کمال نہیں''۔

لوگوں کا شاہ عبدالعزیز صاحب کو اچھا کہنے اور اس خاندان کے دیگر بزرگوں کو برا کہنے کی وجہ

ایک دن مولانا ولایت حسین صاحب نے دریافت کیا حضرت اس کی کیا وجہ ہے کہ شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو سب لوگ اچھا کہتے ہیں اور مانتے ہیں مگر اسی خاندان کے دوسرے حضرات کو برا کہتے ہیں حضرت امام ربانی نے ارشاد فرمایا ''میاں کہوں گا تو تمہیں بھی بری لگے گی اور مجھے بھی، بات یہ ہے کہ شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر بعض لوگوں کے اعتراضات تھے شاہ عبدالعزیز صاحب ان کو دفع کرنا چاہتے تھے اس وجہ سے بات لگا کر کہتے تھے ایک مرتبہ شاہ صاحب سے وعظ کے بعد کسی شخص نے پوچھا حضرت بڑے پیر صاحب کا دوگانہ پڑھنا کیسا ہے؟ شاہ صاحب نے فرمایا'' بھائی حدیث میں تو کہیں نہیں آیا ہے ہاں فعل مشائخ ہے'' میر محبوب علی صاحب وہاں موجود تھے کہنے لگے کہ حضرت سائل حدیث اور فعل مشائخ کو نہیں پوچھتا وہ تو جواز اور عدم جواز دریافت کرتا ہے شاہ صاحب نے پھر وہی فرمایا اس پر میر محبوب علی صاحب نے کہا'' صاف فرما دیجئے کہ جائز ہے یا ناجائز ہے تب تو سائل بھی کہنے لگا جی ہاں میری بھی یہی غرض ہے'' شاہ عبدالعزیز صاحب نے میر محبوب علی صاحب کو ڈانٹ کر کہا'' تو مجھے لوگوں سے گالیاں سنوانا چاہتا ہے ایک مرتبہ ما اھل کا مسئلہ لکھا تھا تو اب تک گالیاں سن رہا ہوں'' اس وقت میر محبوب علی صاحب نے سائل سے کہا'' سن لو حضرت اس نماز کو ناجائز فرما رہے ہیں مگر گالیوں کے ڈر سے صاف جواب نہیں دے سکتے'' اس قصہ کے بعد حضرت امام ربانی نے ارشاد فرمایا کہ بات لگا کر کہنے سے کوئی نفع نہیں ہوتا بری بات چھوٹتی نہیں۔ شاہ اسحٰق اور مولانا اسمٰعیل

صاحب ان سب حضرات کا ایک ہی مشرب تھا مگر شاہ اسحٰق صاحب نے شقوق نکال کر کہا کچھ فائدہ نہ ہوا مولوی اسمٰعیل صاحب نے صاف صاف منع کیا بہتیرے مان گئے۔

شیطان کا بزرگوں کو کیمیا سیکھنے کا دھوکہ دینا اور شاہ احمد سعیدؒ کا واقعہ

ایک بار ارشاد فرمایا کہ شیطان بزرگوں کو بھی یہ دھوکہ دیتا ہے کہ کیمیا سیکھ لو حلال ملے گی اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ شاہ احمد سعید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک ولایتی آیا اور اس نے بیان کیا کہ ہم شملہ پہاڑی پر کیمیا کی ایک بوٹی کی تلاش میں آئے تھے مگر نہ ملی چونکہ ہندوستان میں آئے تھے اس لئے آپکی خدمت میں بھی زیارت کے لئے حاضر ہو گئے یہاں سے واپس جائیں گے تو اپنے استاد سے پھر اچھی طرح اس بوٹی کا حال دریافت کرینگے'' شاہ صاحب نے ولایتی کا یہ خیال دفع کرنے کے لئے فرمایا کہ تم اتنی دور سے آؤ اور کہیں پھر نہ ملے تب؟ اس ولایتی نے جواب کب تک نہ ملے گی دوسری مرتبہ تیسری مرتبہ چوتھی مرتبہ'' یہ سن کر شاہ صاحب کے آنسو نکل پڑے اور اپنے مریدوں کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا'' دیکھا دنیا کے لئے اس کی کتنی بڑی عالی ہمت اور تم لوگ برس چھ مہینہ میرے پاس رہتے ہو تو کہتے ہو کچھ حاصل نہ ہوا۔

شیطان پیر کی صورت بن سکتا ہے یا نہیں؟

مولانا ولایت حسین صاحب فرماتے ہیں میں نے ایک بار دریافت کیا کہ مشہور ہے شیطان پیر کی صورت نہیں بن سکتا کیا یہ صحیح ہے؟ حضرت نے ارشاد فرمایا ہاں اگر مرید کو توحید مطلب حاصل ہو اور اس کے یہ معنی ہیں کہ مرید کا اعتقاد پیر کے ساتھ اس قدر راسخ ہو کہ دنیا کے اندر اسکے سوائے کسی کو ذریعہ ہدایت نہ سمجھتا ہو او کما قال یہ بھی فرمایا کہ توحید مطلب کی تعریف رسالہ مکیہ میں خوب کی گئی ہے بندہ نے عرض کیا کہ کیا مسائل میں بھی پیر کے ساتھ اختلاف نہ ہو؟ ارشاد فرمایا نہیں مسائل میں تو اختلاف ہوتا ہی آیا ہے مولانا ممدوح نے ہی ایک

مرتبہ دریافت کیا کہ حضرت تصفیۃ القلوب میں قبور اولیاء اللہ سے استفادہ کی نسبت لکھا ہے کہ انہیں اپنے پیر کی صورت پر تصور کرے حضرت نے ارشاد فرمایا "یہ اہل نسبت کے لئے ہے"۔

"مر گئے مردود فاتحہ نہ درود" کے معنی

ایک بار ارشاد فرمایا اس اصطلاح کے معنی کہ "مر گئے مردود نہ فاتحہ نہ درود" گڈھی عبداللہ خان میں جا کر معلوم ہوئے کہ فاتحہ فقرا کے کھانے کو کہ خدا کے لئے کیا جائے کہتے ہیں اور اسکے اگلے دن جو برادری کا کھانا ہوتا ہے اس کو درود کہتے ہیں" اسی ضمن میں کتھرا کی بابت جو شاہ عبدالقادر صاحب کے ترجمہ میں آیا ہے فرمایا کہ کُتھرا میں کاف نفی کا ہے یعنی خراب بمعنی ایسا ویسا ضد ستھرا کا اور فرمایا کہ ولا تصعر خدک کا ترجمہ شاہ صاحب نے کیا ہے گال مت پھلا اس پر بھی لوگوں نے اعتراض کیا ہے کہ خدر خسارہ کو کہتے ہیں اور گال وسطی حصہ کو تو ٹھیک ترجمہ کیونکر ہوا؟ لیکن عرف میں محاورہ کا بھی ترجمہ ہے جو شاہ صاحب نے کیا ہے۔

جو بزرگوں کی بات نہیں مانتا پشیماں ہوتا ہے

ایک مرتبہ حضرت مولانا شیخ محمد صاحب تھانوی کا ذکر فرمایا کہ وہ شکیل جمیل سرخ سفید رنگ کے تھے اور گاتری آنکھیں تھیں حضرت شاہ اسحٰق صاحب رحمۃ اللہ علیہ ان سے محبت رکھتے تھے اور حدیث وغیرہ کی تعلیم خاص وقت میں فرماتے تھے انہوں نے فرط شفقت سے فرمایا کہ مولوی صاحب شاہ صاحب کی لڑکی سے نکاح کرلیں مولوی صاحب نے عرض کیا کہ میں اپنی دادی صاحبہ کی رضامندی دریافت کرلوں اس وقت جواب دوں گا۔ چنانچہ مولوی صاحب نے اپنی دادی کو لکھا انہوں نے درجواب کہا کہ شاہ صاحب اور ہم ذات میں برابر نہیں وہ بیٹے ہیں اس لئے ہم کو منظور نہیں" خدا کی شان کچھ دنوں بعد مولوی صاحب نے ایک کنجنی سے شادی کرلی۔ لوگ طعن کرتے تھے کہ شاہ صاحب تو ذات میں برابر نہ تھے ہاں اب خوب ہم کفو ملی۔ پھر مولوی صاحب نے اور دو شادیاں کیں لیکن زندگی پر لطف نہ گزری اور سچ بھی ہے جو بزرگوں کی بات نہیں مانتا بالآخر پشیمان ہوتا ہے آخری شادی انبہٹہ ہوئی تھی۔

بے وضو قرآن پڑھنا

ایک بار منشی ابراہیم خان صاحب نے دریافت کیا کہ حضرت قرآن شریف کو بے وضو پڑھتے تو جی ہچکچاتا ہے اور وضو سے ہر وقت رہا نہیں جاتا حضرت نے ارشاد فرمایا کہ ورق گردانی بجائے ہاتھ کے چاقو یا کسی اور چیز سے کر لیا کرو اور بڑا قرآن مجید رکھو چھوٹا قرآن رکھنا تو مکروہ بھی ہے اس کے بعد فرمایا کہ ہینڈن ایک ندی ہے قریب مدرسہ شاہ عبدالرحیم دہلوی کے ایکدفعہ اس ندی کی ایک ڈہانگ گری اس میں سے ایک لاش جوں کی توں نکلی جس کا کفن میلا تھا اور وہ وہاں سے بہہ کر عین دہار میں ٹھہر گئی کچھ دیر بعد دوسری ڈہانگ گری اور اس میں سے بھی ایک لاش نکلی جس کا کفن بالکل صاف تھا کہیں داغ دھبہ بھی نہ تھا وہ پہلی لاش سے مل کر دہاری دہار چل دی جیسے کوئی کسی کا منتظر ہو اور دونوں مل کر روانہ ہو جائیں گے لوگوں نے ان لاشوں کی تحقیقات کرنی شروع کر دی جستجو کے بعد ایک بڑھیا نے بتایا کہ یہ دونوں قرآن حافظ تھے اس کے بعد حضرت امام ربانی نے ارشاد فرمایا اب ایسا قیاس کیا جاتا ہے کہ جس کا کفن صاف تھا وہ باوضو تلاوت کرتا ہوگا اور دوسرا بے وضو۔ پھر منشی صاحب کے سوال پر یہ بھی فرمایا کہ حافظ کے والدین حشر کے دن ایسے تاج پہنائے جائینگے جس کی روشنی سورج سی ہوگی۔

ایک قاضی صاحب کی تاویل کا قصہ

ایک دن کچھ تاویلات کا ذکر تھا حضرت فرمانے لگے ہاں جی مولوی لوگ تاویل بنا لیا کرتے ہیں ایک قاضی تھے کسی نے ان سے آکر کہا قاضی جی ایک بیل نے دوسرے بیل کے سینگ مار دیا ہے اس میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ قاضی صاحب نے کہا اس میں حکم کیا ہوتا؟ پھر اس نے کہا اجی حضرت مارنے والا بیل تیلی کا تھا اور پٹنے والا آپ کا قاضی صاحب نے کہا کہ ہاں! یوں ہوا ہے تو اچھا کتاب دیکھ کر کہیں گے چنانچہ کتاب منگائی اور کھول کر دو چار جگہ نظر ڈال کر بولے ”لال کتاب بولی یوں۔ تیلی بیل لڑائے کیوں، کہلائی کھل کیا مسٹنڈ۔ بیل کا بیل اور پانچ کا ڈنڈ۔

بیعت کس کس گناہ سے فسخ ہوتی ہے

ایک بار منشی صاحب نے دریافت کیا کہ حضرت بیعت کس کس گناہ سے فسخ ہو جاتی ہے آپ نے فرمایا حدیث میں آیا ہے ''المرء مع من احب'' پس جب تک اپنے محبوب کے مطابق رہے گا بیعت بھی رہے گی اور مخالفت کرے گا تو فسخ ہو جائے گی۔

نصرانیوں کے طور طریق پسند کرنے والے عالم کا عبرت ناک قصہ

اسی باب میں ارشاد فرمایا کہ کانپور میں کوئی نصرانی جو کسی اعلیٰ عہدہ پر تھا مسلمان ہو گیا تھا مگر مصلحۃً چھپائے ہوئے تھا اتفاق سے اس کا تبادلہ کسی دوسری جگہ کو ہو گیا اس نے ان مولوی صاحب کو جن سے دین کی اسلام کی باتیں سیکھی تھیں اپنے تبادلہ سے مطلع کیا اور تمنا کی کہ کسی دیندار شخص کو مجھے دیں جس سے علم دین حاصل کرتا رہوں چنانچہ مولوی صاحب نے اپنے ایک قابل شاگرد کو اس کے ساتھ کر دیا کچھ عرصہ بعد جب یہ نصرانی بیمار ہوا تو اس نے مولوی صاحب کے شاگرد کو کچھ روپے دئے اور کہا کہ جب میں مر جاؤں اور عیسائی مجھے اپنے قبرستان میں دفن کر آئیں تو تم رات کو جا کر مجھے قبر سے نکالنا اور مسلمانوں کے مقبرہ میں دفن کر دینا چنانچہ ایسا ہی ہوا جب مولوی صاحب کے شاگرد نے حسب وصیت رات کو ان کی قبر کھولی تو دیکھا کہ اس میں وہ نصرانی تو ہے نہیں البتہ مولوی صاحب پڑے ہیں وہ سخت پشیمان ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہے میرے استاد یہاں کیسے؟ آخر دریافت سے معلوم ہوا کہ مولوی صاحب نصرانیوں کے طور طریق پسند کرتے اور اچھا جانتے تھے۔

کبائر پر اصرار سے بیعت کا فسخ ہونا

پس نیکوں سے صحبت رکھنی مثمر حسنات اور ذریعہ نجات ہے دوسری بات جو بیعت کو فسخ کرتی ہے کبائر گناہوں پر اصرار ہے کہ ایک گناہ کرتا ہے اور اس کے باوجود منع کے برابر کئے جاتا ہے اور نہیں مانتا اس صورت میں بھی بیعت فسخ ہو جاتی ہے اور یہ بات بھی پہلی بات کا

گویا ایک حصہ ہے باقی آجکل کی پیری مریدی کہ مرید اور پیر خواہ کیسے ہی کام کئے جائیں چاہے پیر اور مرید میں جوتی پیزار بھی ہو جائے تب بھی وہ بیعت لوہالاٹھ ہی رہتی ہے یہ تو کچھ قابل اعتماد نہیں۔

متبع سنت علماء کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پسند کرنا

ایک بار ارشاد فرمایا کہ شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہ نے لکھا ہے بعض علماء دیندار متبع سنت سیۂ کو جناب رسول اللہ ﷺ بعض درویشوں سے زیادہ دوست رکھتے اور پسند فرماتے ہیں۔

گدھے پر پیک ڈالنے والے بزرگ کا عبرتناک واقعہ

ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ ایک بزرگ تھے کہیں جا رہے تھے اتفاق سے ہندوؤں کے تہوار کا وہ دن تھا جس میں یہ لوگ حیوانات وغیرہ کو رنگتے ہیں یہ بزرگ پان کھا رہے تھے راستہ میں ایک گدھا نظر پڑا جس پر رنگ نہ تھا انہوں نے اس پر تھوک دیا اور مذاق میں فرمایا تجھے کسی نے نہیں رنگا لے تجھے میں رنگ دوں انکی وفات کے بعد کسی نے ان کو خواب میں دیکھا کہ سب حالات اچھے ہیں مگر منہ میں ایک سانپ لگا ہوا ہے اس شخص نے کہا حضرت کیا حال ہے؟ فرمایا سب حال اچھا ہے مگر ایک دن گدھے پر پیک ڈال دی تھی اس میں گرفتاری ہوگئی اور حکم ہوا کہ ہمارے دشمنوں کے ساتھ مشابہت کیوں کی تھی سو عذاب میں مبتلا ہوں اور کئے کو بھگت رہا ہوں۔

بزرگوں کی نظر سے کمال پر پہنچنے کی تمنا کرنا اور اس پر ایک مثال

ایک بار ارشاد فرمایا کہ بعض لوگ آتے ہیں اور کہتے ہیں ہمیں ایک نظر میں پایہ کمال پر پہنچا دیجئے ہم سے محنت مشقت نہیں ہوسکتی اور اس پر بعض بزرگوں کے قصے پیش کرتے ہیں اس کی تو ایسی مثال ہے کہ ایک شخص جنگل میں جا رہا تھا اتفاقاً ٹھوکر لگی گر گیا اٹھ کر جو دیکھا تو ایک دیگچہ نظر آیا اس کو کھود کر نکالا تو زر و سیم سے بھرا پایا اب اس کو سن کر اگر کوئی شخص جنگلوں میں گرتا پھرے کہ اسی طرح خزانہ مل جائے تو کیا ہاتھ آسکتا ہے۔

جس ملک کو انگریز نے انسٹھ سال فتح کیا اس کے اھل اسلام ہونے کی وجہ

منشی محمد ابراہیم صاحب نے ایک بار عرض کیا کہ ایسے ملک کو جسے انگریز انسٹھ سال سے فتح کر رہے ہیں اہل اسلام کیونکر بنایا گیا ہوگا؟ حضرت نے ارشاد فرمایا ''مسلمان کرنے والے ان سے بھی زیادہ قوی حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ تھے۔

صوفیاء کے فقہاء سے زیادہ مشہور ہونے کی وجہ

مولوی محمد یحیٰ صاحب نے ایک مرتبہ دریافت کیا کہ صوفیائے کرام بہ نسبت فقہائے عظام زیادہ مشہور کیوں ہیں حالانکہ دین کے رکن یہ ہیں حضرت نے ارشاد فرمایا جو صوفیا ہوئے وہ فقہاً بھی تھے پس شہرت فقہاً کی ہی ہوئی۔ دوسرے صوفیہ بوجہ ذی مرتبہ ہونے کرامات ظاہر ہونے اور تارک الدنیا ہونے کے سبب دنیا میں مشہور زیاد ہو گئے۔

بدعات بغیر امام مہدی کے ختم نہ ہونگی

ایک بار ارشاد فرمایا کہ زمانہ کی بدعات بدوں اما مہدی علیہ السلام کے نہیں اٹھیں گی۔

ذکر کرنے والے کو گوشت کھانا مضر نہیں

ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ ذاکر کو گوشت کھانا کچھ مضر نہیں مگر ہفتہ میں دو بار سے زیادہ کھانا دل کو سخت کر دیتا ہے۔

حضرت مولانا گنگوہیؒ فرماتے تھے کہ آج کل تو پیروں کی حالت یہ ہے کہ جہاں مرید نے سر کھجلایا سمجھے گا کہ پگڑی سے روپے نکال کر دے گا۔ (حقوق الزوجین)

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ ایک مرتبہ اپنے مریدین سے فرمانے لگے تم کہاں میرے پیچھے لگ گئے۔ میرا حال تو اس پیر جیسا ہے جو حقیقت میں ایک ڈاکو تھا۔ اس ڈاکو نے جب یہ دیکھا کہ لوگ بڑی عقیدت اور محبت کے ساتھ پیروں کے پاس جاتے ہیں۔ ان کے پاس ہدیے تحفے لے جاتے ہیں۔ ان کا ہاتھ چومتے ہیں۔ یہ تو اچھا پیشہ ہے۔

میں خواہ مخواہ راتوں کو جاگ کر ڈاکے ڈالتا ہوں۔ پکڑے جانے اور جیل میں بند ہونے کا خطرہ الگ ہوتا ہے۔ مشقت اور تکلیف علیحدہ ہوتی ہے۔ اس سے اچھا یہ ہے کہ میں پیر بن کر بیٹھ جاؤں۔ لوگ میرے پاس آئیں گے۔ میرے ہاتھ چومیں گے۔ میرے پاس ہدیے تحفے لائیں گے۔ چنانچہ یہ سوچ کر اس نے ڈاکہ ڈالنا چھوڑ دیا۔ اور ایک خانقاہ بنا کر بیٹھ گیا۔ لمبی تسبیح شروع کر دی۔ لمبا کرتا پہن لیا۔ اور پیروں جیسا حلیہ بنالیا۔ اور ذکر اور تسبیح شروع کردی۔ جب لوگوں نے دیکھا کہ کوئی اللہ والا بیٹھا ہے۔ اور بہت بڑا پیر معلوم ہوتا ہے۔ اب لوگ اس کے مرید بننا شروع ہو گئے۔ یہاں تک کہ مریدوں کی بہت بڑی تعداد ہو گئی۔ کوئی ہدیہ لا رہا ہے۔ کوئی تحفہ لا رہا ہے۔ خوب نذرانے آرہے ہیں۔ کوئی ہاتھ چوم رہا ہے۔ کوئی پاؤں چوم رہا ہے۔ ہر مرید کو مخصوص ذکر بتا دیئے کہ تم فلاں ذکر کرو۔ تم فلاں ذکر کرو۔ اب ذکر کی خاصیت یہ ہے کہ اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ درجات بلند فرماتے ہیں۔ چونکہ ان مریدوں نے اخلاص کے ساتھ ذکر کیا تھا۔ اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے ان کے درجات بہت بلند فرما دیئے اور کشف وکرامات کا اونچا مقام حاصل ہو گیا۔

مولانا صادق الیقین صاحب کے جمع کردہ ملفوظات

اس عنوان کا بھی حصر مقصود نہیں ہے نمونۂ چند ارشادات ہدیۂ ناظرین کیے گئے اب حضرت مولانا صادق الیقین صاحب کرسوی رحمۃ اللہ علیہ کے جمع فرمائے ہوئے ارشادات میں سے تبرکاً پندرہ ارشادات نقل کر کے اس حصہ کو ختم کرتا ہوں مولانا مرحوم حضرت امام ربانی کے مجاز طریقت خلیفہ تھے حق تعالیٰ غریق رحمت فرمائے۔ تیسرا سال ہے مکہ معظمہ میں بمرض اسہال وحرارت وصال فرما گئے۔ مولانا نے حضرت کے ارشادات کا بڑا ذخیرہ جمع فرمایا ہے اگر توفیق شامل حال ہوئی تو کسی وقت میں نذر ناظرین ہونگے چونکہ جملہ ارشادات مولانا نے فارسی میں لکھے ہیں تصرف کو جی نہ چاہا اس لئے بجنسہ نقل کرتا ہوں۔

(۱) حضرہ کہ قریب باب است معجن یعنی تغار گل بود وقت تعمیر بیت ابراہیم علیہ السلام ساختہ انچہ مشہور است غلط است وہمچنین سنگ زرد کہ درونصب است محض برائے زینت است شہرت نفع یرقان غلط محض است۔

(۲) از حطیم صرف شش مناع کہ طریق مرور حطیم ساختہ اند داخل بیت بود باقی حطیم جائے بود کہ گوسفندان حضرت ہاجرہ درانجا می بودند۔

(۳) درحرم صرف شش جا صلوٰۃ رسول اللہ ﷺ ثابت گشتہ۔ اندرون بیت مابین الاسطوانتین وپیش باب وقت خروج از بیت۔ خلف المقام۔ تحت المیز اب۔ پیش رکن یمانی کہ درانجا سنگ سیاہ است۔ مقابل حجر اسود پیش اسطونہ مطاف کہ مقابل حجر اسود است۔

(۴) العلم علمان علم المکاشفہ وعلم المعاملہ۔ مراد از علم مکاشفہ سیر فی اللہ است کہ علم یقین وعلم شہود ازان حاصل می شود ورنہ کشف وکرامات چیزے نیست۔

(۵) تصرفات وکرامات اولیاء اللہ بعد ممات بحال خود باقی می ماند بلکہ درولایت بعد موت ترقی می شود حدیثے کہ ابن عبدالبر نقل کردہ شاہد است۔

(۶) حضرت صاحب ہرچہ می فرمایند درست می فرمایند۔

(۷) درکشف کمل اولیاء غلط نمی شود۔

(۸) طعن براولیاء نباید کرد حتی الوسع تاویلش باید کرد اگر ممکن نشود درتخلیہ وجہش دریافت باید نمود۔

(۹) دراذکار واشغال ہرکسے بالہام غیبی تجدیدے وتفسیرے از سلف تا خلف نمودہ است بعد تجدید، تبدیل درطریق اول نفع نمی ماند واگر نفع می شد قلیل می شود بہ نسبت ثانی ہمچو نسخ۔ این تقریر را بکمال بسط بیان فرمودند۔

(۱۰) درنسبت صحابہ صمدیۃ بود یعنی خود را محض لاشے وخدائے تعالیٰ را در ذات خود متصرف می دانستند بہمین جہت تمامی مال خود را در راہ مولیٰ بلا تکلف صرف می فرمودند وحضرت سید صاحب باذات بحت صفات سمع وعلیم وبصیر را ملحوظ می کنانیدند ازین کیفیتے پیدا می شد

اگر کو ہے بنظر می آمد استادہ بگریہ وزاری می افتادند کہ این ساختہ اوست تعالیٰ شانہ ہمچنین برتمامی اشیاء۔

(۱۱) چون بشب چشمت بیدار شود پس ازان خواب نکنی کہ ازین خواب وقت معہود یافتن خیلے دشوار است۔

(۱۲) بدون درشتی وسختی نمودن برنفس کارے درست نمی شود۔

(۱۳) نیک خوری نور شود زشت خوری ظلمت شود بسیار خوری غفلت شود کم خوری طبیعت چاق ودرست ماند وکار درست وخوب شود آب کم خوری خواب کم آید از بسیار خوردن تبخیر بدماغ شدہ خواب می آید۔

(۱۴) نسبتہائے صحابہ وجدانی بود اگر کشفی بودے از آنہا کارے مثل جہاد وغیرہ برنیامدے لا تتحرک ذرة الا باذن اللہ جملہ از واست تعالیٰ شانہ وبدون مشیت او جل شانہ چیزے نمی شود وبظہور نمی پیوند دپس بانکشاف این مفتی کسے راچگونہ بدپنداشتے و جہاد فرمودے۔

(۱۵) سمعت شیخی سیدنا مولانا الجحوھی یقول سمعت الشاہ احمد سعید یقول سمعت الشاہ محمد اسحٰق یقول سمعت الشاہ اھل اللہ یقول سمعت الجن یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من تزیا بغیر زیہ فقتل فدمہ ھدر الحدیث و بالفاظ اخری من قتل فی غیر زیہ فدمہ ھدر الحدیث وفی الحدیث قصۃ وھی ھذہ حضرت شاہ اہل اللہ روزے در کتاب مشغول بودند مارے نزوشان گزشت حضرت ممدوح از قلمدان گرفتہ او را بقتل رسانید ندوبہ شغل کتاب شدند بعدہ چوں مار را دیدند نیافتند فہمیدند کہ شاید جانورے بردہ باشد من از شغل کتابت ادراک نتمودم بعدہ دوکس آمدند وگفتند شمارا بادشاہ می طلبد فرمودند شاہ رابافقیر چہ کار گفتند حالا مابادب عرض می کنیم مارا حکم است مابجبر خواہیم برد۔ مجبورانہ رفتند جانب دلی دروازہ قصد فرمودند گفتند اینجانب یعنی بیرون شہر بیائید فہمیدند شاید بقصد شکار وغیرہ درقطب صاحب آمدہ باشد بیرون شہر دیدند کہ خیمہا استادہ اند دریک خیمہ رفتہ دیدند کہ بادشاہے غیر

شاہ دہلی در غضب بر تخت نشستہ است و نعشے ہم موجود است شاہ بکمال غضب گفت چرا قتل کردی فرمودند من کسے قتل نمودہ ام گفت قتل کردہ چرا قتل کردی بعدہ گفت چیزے را قتل کردی فرمود البتہ مارے را کشتہ ام بعدہ قاضی صاحب کہ نہایت معمر و ضعیف بودند تشریف آوردند پادشاہ بتعظیم استادو بر تخت جاداد و طلب حکم نمود کہ ازین قاتل قصاص گرفتہ آید قاضی صاحب حدیث مذکور خواند۔ بادشاہ از حضرت ممدوح گفت بروید حضرت ممدوح دست قاضی صاحب گرفتہ فرمودند کہ زمان کثیر از یک ہزار گزشت شما سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چگونہ گوئید قاضی صاحب فرمودند "من صحابی ام از اصحاب صفہ می بودم من خود ازان کریم این حدیث شنیدہ ام ما یان از جنات ہستیم۔ انتہی

حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ کے نقل فرمودہ تین ملفوظ

ذکر میں نیند: حضرت مولانا گنگوہیؒ سے کسی نے عرض کیا ذکر میں نیند آتی ہے فرمایا: تکیہ سر کے نیچے رکھ کر سو رہو۔ مشائخ محققین کی عجیب شان ہے۔ جب کچھ نیند سے بوجھ ہلکا ہو جائے پھر کام شروع کر دو۔

حضرت گنگوہیؒ کا ارشاد: فرمایا: حضرت مولانا گنگوہی کا ارشاد ہے کہ جس کو تمام عمر کام کر کے ساری عمر میں یہ بات حاصل ہو جائے کہ مجھے کچھ حاصل نہیں ہوا اس کو سب کچھ حاصل ہو گیا۔ مبارک ہے وہ شخص جو عمر بھر اسی ادھیڑ بن میں لگا رہے کہ میری حالت اچھی ہے یا بری؟

تحنیک: فرمایا: حضرت مولانا گنگوہیؒ سے کسی نے دریافت کیا کہ تحنیک کا (یعنی بچہ کے منہ میں کوئی چیز چبا کر ڈالنا جب بچہ پیدا ہو) کیا حکم ہے۔ فرمایا کوئی دیندار عالم متبع سنت ہو تو مسنون ہے ورنہ بدعتی کا تھوک چٹانے میں کیا فائدہ؟ (دوائے دل)

صالحین کی حکایات

احب الصلحین ولست منهم ☆ لعل اللّٰہ یرزقنی صلاحا

یہ اولیاء اللہ کے چند قصص ہیں جو محل ارشاد و تربیت میں حضرت قدس سرہ کی زبان مبارک سے سننے میں آئے۔

شیخ عبدالقدوسؒ کے رات بھر فجر ذکر کرنے کی حکایت

ایک بار فرمایا کہ شیخ عبدالقدوسؒ عشاء سے فجر تک ذکر جہر کیا کرتے تھے آخر اس قدر غلبہ ہو گیا تھا کہ صاحبزادے آتے تو شیخ ان کا نام دریافت فرماتے تھے وہ نام بتاتے اس سے آگے کچھ عرض کرنے نہ پاتے تھے کہ شیخ پھر مستغرق (حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے اپنے قلب کو اول میں ذکر جہر سے جو زیادہ دھنا ہے تو اب مجھ کو مہلت نہیں دیتا ۱۲ منہ) ہو جاتے تھے اسی طرح کئی کئی بار سوال و جواب کے بعد نوبت کلام کی پہنچی تھی۔

جس کے دل میں غرور ہوا سے کچھ نہیں آتا خواہ کتنا صاحب کشف ہی کیوں نہ ہو

ایک روز ارشاد فرمایا کہ کوئی شخص کیسا ہی پرہیزگار کیوں نہ ہو کتنے ہی کشف و کرامات اس سے ظاہر ہوں لوگوں کے قلوب میں تصرف کر سکتا ہو مگر ہو اس کے دل میں غرور بس سمجھ لو کہ اسے کچھ نہیں آتا اس کے بعد یہ قصہ نقل فرمایا کہ کہ حضرت بایزید بسطامی کی زیارت کے لئے چار شخص آئے جب خانقاہ کے دروازہ پر پہنچے تو باہم مشورہ کیا کہ ایک شخص کپڑوں کے پاس بیٹھا رہے اور تین زیارت کو جائیں جب وہ تینوں زیارت کر کے آجائیں تو پھر یہ چلا جائے سب نے اس رائے کو پسند کیا مگر اس میں جھگڑا ہوا کہ بیٹھے کون ہر ایک نے دوسرے پر رکھا کہ تم بیٹھو آخر جب جھگڑا کرتے دیر ہو گئی تو انہیں میں سے ایک شخص بولا کہ اچھا میاں تم سب زیارت کو

جاؤ میں کپڑوں کے پاس بیٹھوں گا کیونکہ میں بہت گنہگار اور روسیاہ ہوں حضرت کی زیارت کے قابل ہی نہیں ہوں۔ غرض وہ تو یہاں بیٹھا اور باقی تینوں آدمی شیخ کے پاس حاضر ہوئے حضرت نے ان کے پاس آتے ہی جھڑکا اور فرمایا'' چلے جاؤ'' تم میں جو شخص کام کا تھا وہ تو آیا ہی نہیں'' آخر تینوں شخص لوٹے اور ہمراہی سے کہا بھائی ہمارے ہمراہ چلو کہ تمہارے یہاں چھوڑنے سے ہم کو جھڑکی اور دھتکار ملی جب وہ ساتھ ہوا تو چاروں کو بازیابی نصیب ہوئی اس کے بعد فرمایا'' حضرت بایزیدؒ نے جوان کو دھمکایا تھا تو شاید کشف ہو گیا ہوگا''

دُعاء

ایک دن ارشاد فرمایا کہ مرشدنا حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ گنگوہ تشریف لائے ہوئے تھے رامپور کے ایک شخص نے عرض کیا کہ حضرت میرا گھوڑا گم ہو گیا آپ دعا کیجئے کہ مل جائے حضرت اس وقت مثنوی معنوی دست مبارک میں لئے ہوئے تھے اس کو کھول کر پڑھنے کا جو ارادہ کیا تو برسر صفحہ یہ شعر نکلا ؎

گر برد مالت عدوِ پرفنے ☆ دشمنے را بردہ باشد دشمنے

خدا کے بندوں کو مخلوق خدا سے کیا کام

ایک دن فرمایا گنگوہ کے لوگوں نے حضرت شیخ عبدالقدوسؒ کی خدمت میں بمقام شاہ آباد ضلع انبالہ ایک عریضہ اس مضمون کا بھیجا کہ شاہی عامل گنگوہ میں بغرض بندوبست اراضی آیا ہوا ہے حضور تشریف لا کر اپنی اراضی جو ڈابر کے قریب ہے اپنے نام درج کرا لیں حضرت شیخ نے اس کا جواب لکھا ''بندگان خدا را از خلق خدا چہ کار'' (خدا کے بندوں کو مخلوق سے کیا کام)۔

ابوسعید گنگوہی کی اصلاح کا عجیب واقعہ

ایک روز فرمایا کہ شاہ ابوسعید گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ بغرض بیعت شاہ نظام الدین بلخی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بلخ تشریف لے گئے شاہ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ کو اطلاع ہوئی کہ صاحبزادہ تشریف لاتے ہیں تو ایک منزل پر آ کر استقبال کیا اور بہت اعزاز واحترام کے

ساتھ لیکر بلخ پہنچے وہاں پہنچ کر صاحبزادہ صاحب کی خوب خوب خاطریں کیں ہر روز نئے نئے اور لذیذ سے لذیذ کھانے پکوا کر کھلاتے ان کو مسند پر بٹھاتے خود خادموں کی جگہ بیٹھتے آخر جب شاہ ابوسعیدؒ نے اجازت چاہی کہ وطن واپس ہوں تو شاہ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ نے بہت سی اشرفیاں بطور نذر پیش کیں اس وقت شاہ ابوسعیدؒ نے عرض کیا کہ "حضرت اس دنیوی دولت کی مجھے ضرورت نہیں نہ اس کے لئے میں یہاں آیا مجھے تو وہ دولت چاہئے جو آپ ہمارے یہاں سے لے کر آئے ہیں" پس اتنا سننا تھا کہ شاہ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ آنکھ بدل گئے اور جھڑک کر فرمایا جاؤ طویلہ میں جا کر بیٹھو اور کتوں کے دانہ راتب کی فکر رکھو غرض یہ طویلہ میں آئے شکاری کتے انکی تحویل دیدیئے گئے کہ روز نہلائیں دھلائیں اور صاف ستھرا رکھیں کبھی حمام جھکوایا جاتا اور کبھی شکار کے وقت شیخ گھوڑے پر سوار ہوتے اور یہ کتوں کی زنجیر تھام کر ہمراہ چلتے آدمی سے کہہ دیا گیا کہ یہ شخص جو طویلہ میں رہتا ہے اس کو دو روٹیاں جو کی دونوں وقت گھر سے لا دیا کرو اب شاہ ابوسعید صاحبؒ جب کبھی حاضر خدمت ہوتے تو شیخ نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھتے چماروں کی طرح دور بیٹھنے کا حکم فرماتے اور التفات بھی نہ فرماتے تھے کہ کون آیا اور کہاں بیٹھا تین چار ماہ بعد ایک روز حضرت شیخ نے بھنگن کو حکم دیا کہ آج طویلہ کی لید اکھٹی کر کے لے جائے تو اس دیوانہ کے پاس سے گزریو جو طویلہ میں بیٹھا رہتا ہے چنانچہ شیخ کے ارشاد کے بموجب بھنگن نے ایسا ہی کیا پاس سے گزری کہ کچھ نجاست شاہ ابوسعید پر پڑی شاہ ابوسعید کا چہرہ غصہ سے لال ہو گیا تیوری چڑھا کر بولے "نہ ہوا گنگوہ ورنہ اچھی طرح مزا چکھاتا غیر ملک ہے شیخ کے گھر کی بھنگن ہے اس لئے کچھ کر نہیں سکتا۔" بھنگن نے قصہ حضرت شیخ سے عرض کر دیا حضرت نے فرمایا "ہاں ابھی بُو ہے صاحبزادگی کی" پھر دو ماہ تک خبر نہ لی اس کے بعد بھنگن کو حکم ہوا کہ آج پھر ویسا ہی کرے بلکہ قصداً کچھ غلاظت شاہ ابوسعید پر ڈال کر جواب سنے کہ کیا ملتا ہے چنانچہ بھنگن نے پھر ارشاد کی تعمیل کی اس مرتبہ شاہ ابوسعید نے کوئی کلمہ زبان سے نہیں نکالا ہاں تیز اور ترچھی نگاہ سے اس کو دیکھا اور گردن جھکا کر خاموش رہے بھنگن نے آ کر حضرت شیخ سے عرض کیا کہ آج تو

میاں کچھ بولے نہیں تیز نظروں سے دیکھ کر چپ ہو رہے حضرت شیخ نے فرمایا ''ابھی کچھ بو باقی ہے'' پھر دو چار ماہ کے بعد بھنگن کو حکم دیا کہ اس مرتبہ لید گوبر کا بھرا ٹوکرا سر پر پھینک ہی دینا کہ پاؤں تک بھر جائیں'' چنانچہ بھنگن نے ایسا ہی کیا مگر اب شاہ ابوسعید بن چکے تھے جو کچھ بننا تھا اس لئے گھبرا گئے اور گڑگڑا کر کہنے لگے ''مجھ سے ٹھوکر کھا کر بیچاری گر گئی کہیں چوٹ تو نہیں لگی'' یہ فرما کر گری ہوئی لید جلدی جلدی اٹھا کر ٹوکرے میں ڈالنی شروع کی کہ لا میں بھر دوں'' بھنگن نے قصہ حضرت شیخ سے آ کہا کہ آج تو میاں جی غصہ کی جگہ الٹے مجھ پر ترس کھانے لگے اور لید بھر کر میرے ٹوکرے میں ڈال دی شیخ نے فرمایا ''بس اب کام ہو گیا '' اسی دن شیخ نے خادم کی زبانی کہلا بھیجا کہ آج شکار کو چلیں گے کتوں کو تیار کر کے ہمراہ ہونا شام کو شیخ گھوڑے پر سوار خدام کا مجمع ساتھ جنگل کی طرف چلے شاہ ابوسعید کتوں کی زنجیر تھامے پابرکاب ہمراہ ہو لئے کتے تھے زبردست شکاری کھاتے پیتے توانا اور ابوسعید بیچارے سوکھے بدن کمزور اس لئے کتے انکے سنبھالے سنبھلتے نہ تھے بہتیرا کھینچتے روکتے مگر وہ قابو سے باہر ہوئے جاتے تھے آخر انہوں نے زنجیر اپنی کمر سے باندھ لی شکار جو نظر پڑا تو کتے اس پر لپکے اب شاہ ابوسعید بیچارے گر گئے اور زمین پر گھسٹتے کتوں کے کھینچے کھینچتے چلے جاتے تھے کہیں اینٹ لگی کہیں کنکر چبھی بدن سارا لہولہان ہو گیا مگر انہوں نے اف نہ کی جب دوسرے خادم نے کتوں کو روکا اور ان کو اٹھایا تو یہ تھر تھر کانپیں کہ حضرت خفا ہونگے اور فرمائینگے حکم کی تعمیل نہ کی کتوں کو روکا کیوں نہیں؟ شیخ کو تو امتحان منظور تھا سو ہو لیا اسی شب شیخ نے اپنے مرشد قطب العالم شیخ عبدالقدوس کو خواب میں دیکھا کہ رنج کے ساتھ فرماتے ہیں ''نظام الدین میں نے تو تجھ سے اتنی کڑی محنت لی نہ تھی جتنی تو نے میری اولاد سے لی'' صبح ہوتے ہی شاہ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ نے شاہ ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ کو طویلہ سے بلا کر چھاتی سے لگا لیا اور فرمایا خاندان چشتیہ کا فیضان میں ہندوستان سے لے کر آیا تھا تم ہی ہو جو میرے پاس سے اس فیضان کو ہندوستان لئے جاتے ہو مبارک ہو وطن جاؤ غرض مجاز طریقت بنا کر ہندوستان واپس فرمایا۔

قصبہ لوہاری کے ایک مجذوب کا واقعہ

ایک روز فرمایا قصبہ لوہاری میں جس جگہ حضرت میاں جی نور محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ تشریف رکھتے تھے وہاں ایک مجذوب پنجابی رہتے تھے اور اتفاقاً اس جگہ حضرت حاجی عبدالرحیم صاحب ولایتی شہید رحمۃ اللہ علیہ تشریف رکھتے تھے وہ مجذوب اکثر حضرت حاجی صاحب شہیدؒ کے خدام سے یوں کہا کرتے تھے کہ ''او تمہارا حاجی بڑا بزرگ ہے'' حضرت حاجی صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ جب بغرض زیارت حرمین شریفین عرب کو گئے تو ایک دن جہاز میں حضرت کے ہاتھ سے لوٹا چھوٹ کر سمندر میں گر گیا ذرا سی دیر گزری تھی کہ ایک ہاتھ سمندر سے لوٹا تھامے ہوئے نکلا اور لوٹا حضرت حاجی صاحب کے ہاتھ میں پکڑا کر غائب ہو گیا ادھر لوہاری میں ان مجذوب صاحب نے حضرت کے خدام سے فرمایا کہ ''تمہارے حاجی کے ہاتھ میں سے لوٹا چھوٹ کر سمندر میں گر گیا تھا میں نے ان کو لوٹا پکڑایا'' حضرت کے خدام نے سمجھا کہ بڑ ہانک رہے ہیں جب حضرت حاجی صاحب حج سے فارغ ہو کر واپس ہوئے اور لوہاری میں تشریف لائے تو کسی کو مجذوب کی یہ بات یاد آ گئی انہوں نے حضرت سے عرض کیا آپ نے فرمایا سچ ہے بیشک یہ واقعہ جہاز میں پیش آیا مگر اس وقت وہ ہاتھ میری شناخت میں نہیں آیا کہ کس کا ہے؟

مجذوب حافظ عبدالقادرؒ کا واقعہ

ایک دن فرمایا کہ جس زمانہ میں علم حاصل کرنے کی غرض سے میں دہلی میں رہتا تھا دارالبقا میں ایک مجذوب حافظ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ تشریف رکھتے تھے ایک دن وہ راستہ میں جا رہے تھے اور میں چند قدم پیچھے پیچھے تھا دفعۃً مڑ کر میری طرف دیکھا اور فرمایا کون ہے قدرت اللہ ہے؟ میں نے عرض کیا کہ حضرت رشید احمد ہے اس کے بعد چند قدم الٹے پاؤں پیچھے ہٹے اور کہا ہٹو۔ ہٹو اور سینہ کی طرف ہاتھ سے اشارہ کر کے فرمایا ''یہ میرے گولی لگی یہ میرے گولی لگی'' یہ چند الفاظ فرما کر بھاگ گئے اس قصہ کے مہینہ سوا مہینہ بعد ہی غدر کا اثر شروع ہوا اور یہ حضرت گولی سے شہید ہوئے سینہ ہی میں گولی لگی۔ نیز فرمایا

ایک دن مولوی محمد قاسم صاحب بخاری شریف لئے جارہے تھے کہ یہی مجذوب حافظ صاحب راستہ میں مل گئے اور بخاری شریف مولوی صاحب کے ہاتھ سے چھین کر چل دیئے مولوی صاحب ڈرتے ہوئے پیچھے پیچھے روانہ ہوئے کہ کہیں بخاری شریف ڈال نہ دیں راہ میں ایک بھڑ بونجہ کی دکان تھی اس کی بھٹی پر بیٹھ گئے اور بخاری شریف کی اوراق گردانی شروع کردی اور زبان سے لگے مِن مِن مِن مِن کرنے تھوڑی دیر تک ورقوں کو الٹ پلٹ کرتے رہے اس کے بعد کتاب مولوی صاحب کو دیدی۔

شاہ ولی اللہؒ، مولانا فخر الدین اور مرزا مظہر جانِ جاناں کی دعوت کا واقعہ

ایک روز ارشاد فرمایا کہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی اور مولانا فخر الدین صاحب چشتی اور حضرت مرزا جان جاناں رحمۃ اللہ علیہم اجمعین تینوں کا ایک زمانہ تھا اور تینوں حضرات دہلی میں تشریف رکھتے تھے ایک شخص نے چاہا کہ تینوں حضرات اتفاق سے ایک شہر میں موجود ہیں ان کا امتحان لینا چاہئے کہ کس کا مرتبہ بڑا ہے؟ یہ شخص اول شاہ ولی اللہ صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوا کہ حضرت کل کو آپ کی میرے ہاں دعوت ہے قبول فرمائیں اور نو بجے دن کے غریب خانہ پر خود تشریف لائیں میرے بلانے کے منتظر نہ رہیں شاہ صاحب نے فرمایا بہت اچھا اس کے بعد وہ شخص مولانا فخر الدین صاحبؒ کی خدمت میں پہنچا اور عرض کیا کہ ساڑھے نو بجے میرے بلائے بغیر مکان پر تشریف لائیں اور ماحضر تناول فرمائیں یہاں سے اٹھ کر یہ شخص مرزا جان جاناں کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ کاروبار کے سبب حاضر خدمت نہ ہوسکوں گا پونے دس بجے دن کو غریب خانہ پر تشریف لے آئیں تینوں حضرات نے دعوت قبول فرمائی اور اگلے روز ٹھیک وقت مقررہ پر اس شخص کے مکان پر پہنچ گئے اول نو بجے شاہ صاحب تشریف لائے اس شخص نے ان کو ایک مکان میں بٹھایا اور چلا گیا ساڑھے نو بجے مولانا تشریف لائے ان کو دوسرے مکان میں بٹھایا پھر دس بجے مرزا صاحب تشریف لائے ان کو تیسرے مکان میں بٹھایا غرض تینوں حضرات علیحدہ

علیحدہ مکان میں بٹھائے گئے کہ ایک کو دوسرے کی اطلاع بھی نہیں ہوئی۔ جب تینوں حضرات بیٹھ لئے تو یہ شخص پانی لیکر آیا ہاتھ دھلائے اور کہکر چلا گیا کہ ابھی کھانا لے کر حاضر ہوتا ہوں کئی گھنٹے گزر گئے اور اس شخص نے خبر نہ لی آ کر یہ بھی نہ دیکھا کہ کون گیا اور کون بیٹھا ہے جب ظہر کا وقت قریب آ گیا اور اس نے سوچا کہ مہمانوں کو نماز بھی پڑھنی ہے تو اول شاہ ولی اللہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور شرمندہ صورت بنا کر عرض کیا حضرت کیا کہوں گھر میں تکلیف ہوگئی اس لئے کھانے کا انتظام نہ ہوسکا دو پیسہ نذر کئے اور کہا ان کو قبول فرمایئے شاہ صاحب نے خوشی سے دو پیسے لے لئے اور فرمایا کیا مضائقہ ہے بھائی گھروں میں اکثر ایسا ہو ہی جاتا ہے شرمندہ ہونے کی کوئی بات نہیں یہ فرما کر چل دیے پھر یہ شخص مولانا فخر الدین صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور وہی کہا جو وہاں کہا تھا اور دو پیسے نذر کئے مولانا نے فرمایا بھائی فکر کی کیا بات ہے اکثر گھروں میں ایسے قصے پیش آجاتے ہیں اور کھڑے ہو کر نہایت خندہ پیشانی سے تعظیم کے ساتھ رومال پھیلا دیا دو پیسے کی نذر قبول فرمائی اور رومال میں باندھ کر روانہ ہوئے دونوں کو رخصت کر کے یہ شخص حضرت مرزا جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچا اور وہی عذر بیان کر کے دو پیسے نذر کئے۔ مرزا صاحب نے پیسے اٹھا کر جیب میں ڈال لئے اور پیشانی پر بل ڈال کر فرمایا کچھ مضائقہ نہیں مگر پھر ہمیں ایسی تکلیف مت دینا'' یہ فرما کر تشریف لے گئے اس شخص نے یہ قصہ اور بزرگوں سے بیان کیا انہوں نے کہا کہ مولانا شاہ فخر الدین صاحب فن درویشی میں سب سے بڑھے ہوئے ہیں کہ انہوں نے وہ نذر خندہ پیشانی کے ساتھ تعظیم سے کھڑے ہو کر قبول فرمائی اور ان سے کم درجہ شاہ ولی اللہ صاحب کا ہے کہ کھڑے تو نہیں ہوئے مگر بخوشی نذر کو قبول فرمایا اور تیسرے درجہ پر مرزا صاحب ہیں کہ نذر کی قبولیت کے ساتھ ملال بھی ظاہر فرمایا۔ یہ قصہ نقل فرما کر حضرت امام ربانی نے ارشاد فرمایا کہ اس زمانہ کے بزرگوں کا یہی خیال تھا مگر میرے نزدیک تو حضرت مرزا صاحب کا درجہ بڑھا ہوا کہ باوجود اس قدر نازک مزاج ہونے کے اتنا صبر و تحمل فرمایا اور ''کچھ مضائقہ نہیں'' جواب عطا فرمایا۔

مرزا جان جاناں کی نازک مزاجی کا واقعہ

مرزا جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ کی لطافت اور نفاست و نازک مزاجی کے بہتیرے قصے حضرت ارشاد فرمایا کرتے تھے ایک دن فرمانے لگے کہ مرزا صاحب کی ایک شخص نے دعوت کی اور چونکہ وہ آپ کی نازک مزاجی سے واقف تھا اس لئے گھر کو خوب صاف کیا جھاڑ و دی قلعی کرائی جب سب طرح اس کو ستھرا اور خوبصورت بنالیا تو مرزا صاحب کو بلایا مرزا صاحب تشریف لائے اور ایک طرف بیٹھ گئے جب کھانا سامنے آیا اور مرزا صاحب نے نظر اٹھائی تو سر ہاتھ سے پکڑ لیا اور فرمایا ''میاں وہ روڑا زمین سے کیسا اٹھا ہوا ہے جب تک یہ صاف نہ ہوگا مجھ سے کھانا نہ کھایا جائے گا'' چنانچہ اسی وقت روڑا نکال کر زمین کو ہموار کیا جب مرزا صاحب نے نوالہ توڑا۔

مرزا جان جاناں کی نازک مزاجی کا دوسرا واقعہ

بے قاعدہ رکھی ہوئی چیز دیکھ کر مرزا صاحب کے سر میں درد ہونے لگتا تھا ایک دن بہادر شاہ بہت الحاح والتجا کے بعد اجازت حضوری ملنے پر زیارت کے لئے حاضر ہوا موسم تھا گرمی کا بادشاہ کو پیاس لگی اور پانی طلب کیا حضرت نے فرمایا وہ گھڑا رکھا ہوا ہے پیالہ میں لے کر پانی پیو۔ بادشاہ نے پانی پیا اور پیالہ گھڑے پر رکھ دیا مرزا صاحب کی نظر جو گھڑے پر پڑی تو پیالہ ذرا ترچھا دھرا ہوا تھا دیر تک ترچھی نگاہ سے دیکھتے رہے آخر ضبط نہ ہوسکا فرمایا جناب آپ بادشاہت کیا کرتے ہونگے ابھی تک خدمتگاری تو آئی ہی نہیں دیکھو تو گھڑے پر پیالہ رکھنے کا یہی طور ہے؟ اس کے بعد مرزا صاحب نے ترشی کے ساتھ فرمایا آئندہ ہمیں ایسی تکلیف نہ دینا۔

مرزا جانِ جاناں کی نازک مزاجی کا تیسرا واقعہ

ایک رات مرزا صاحب کو سردی کی وجہ سے نیند کم آئی ایک بڑھیا خادمہ کو یہ حال معلوم ہوا تو حاضر ہو کر عرض کرنے لگی اجازت ہو تو رضائی بناؤں۔ حضرت نے فرمایا بہت اچھا۔ بعد نماز عشاء بڑھیا رضائی لے کر حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ حضرت رضائی حاضر ہے آپ

اس وقت چارپائی پر لیٹ چکے تھے فرمایا مائی میں تو اب لیٹ رہا اٹھنا مشکل ہے تو ہی آ کر میرے اوپر ڈال دے بڑھیا نے رضائی حضرت کو اوڑھا دی اور چلی گئی صبح ہوئی تو مرزا صاحب نے اپنے خادم سے فرمایا غلام علی مجھے تو تمام رات نیند نہیں آئی دیکھ تو سہی رضائی میں کوئی جوں تو نہیں ہے؟ شاہ غلام علی صاحب نے خوب غور سے دیکھا نئی رضائی تھی جوں کا کہاں پتہ ہاں جلدی میں نگندے ٹیڑھے پڑے تھے جب پرکار سے خط کھینچ کر درست کئے گئے تب مرزا صاحب کو آرام ملا۔

مرزا جان جاناں کی نازک مزاجی کا چوتھا قصہ

ایک روز ارشاد فرمایا کہ شاہ غلام علی حضرت مرزا صاحب کے خاص خادم تھے جب پنکھا کرنے کھڑے ہوتے تو بہت احتیاط رکھتے تھے مگر پھر بھی یہ حال تھا کہ جب ذرا سہج سہج پنکھا ہلتا تو حضرت فرماتے میاں تمہارے ہاتھوں میں جان نہیں ہے؟ اور جب ذرا تیز جھلتے تو فرماتے تو تو مجھ کو اڑا دیگا آخر ایک روز شاہ غلام علی صاحب نے دبی زبان سے عرض کیا کہ حضرت یوں بن پڑے نہ ووں بن پڑے حضرت مرزا صاحب کو غصہ آگیا اور جھڑک کر فرمایا ''ہمارا پنکھا چھوڑ دو'' پھر شاہ غلام علی صاحب روئے اور خطا معاف کرا کر پنکھا جھلنے کی درخواست کی حضرت نے اجازت دے دی۔

مرزا جان جاناں کی نازک مزاجی کا پانچواں قصہ

ایک بار قاضی صاحب بلباس فاخرہ بغرض زیارت حاضر ہوئے ایک شیخ زادہ ہمراہ تھے شیخ صاحب کو پیاس معلوم ہوئی مرزا صاحب نے گھڑے سے پانی پینے کی اجازت عطا فرمائی شیخ جی نے پانی پی کر گلاس ڈھک دیا مرزا صاحب نے سر پکڑ لیا اور خود کھڑے ہو کر گلاس کو گھڑے پر درست کر کے رکھا۔ اتفاق سے شیخ صاحب کا پاجامہ ایک طرف ڈھلا ہوا اور نیفہ کی چڑیا اپنی جگہ سے سرکی ہوئی تھی حضرت مرزا صاحب کی جو نظر پڑی تو پریشان ہوگئے اور قاضی صاحب سے فرمایا آپ کی ان شیخ صاحب کے ساتھ کیونکر نبھتی ہوگی جنہیں پاجامہ پہننے کا بھی سلیقہ نہیں دونوں ضُرین ایک ہی پائنچہ میں ڈال لئے۔

مرزا جان جاناں کی نازک مزاجی کا چھٹا قصہ

حضرت مرزا صاحب کے حجرہ سے باہر تشریف لانے کا جب وقت ہوتا تو پہلے سے شاہ غلام علی صاحب فرش کو صاف کر دیا کرتے تھے ایک دن مرزا صاحب جو حجرہ سے باہر تشریف لائے تو سر پکڑ کر بیٹھ گئے اور فرمایا ''غلام علی تجھ کو اب تک تمیز نہ آئی دیکھ تو سہی وہ فرش پر تنکا پڑا ہوا ہے جلدی اٹھا''۔

مرزا جان جاناں کی نازک مزاجی کا ساتواں قصہ

ایک مرتبہ کسی اور شخص نے بہت اہتمام سے لوز تیار کر کے نذر گزرانے آپ نے رکھ لئے کچھ جواب نہ دیا دوسرے دن اس شخص نے دریافت کیا لوز پسند بھی آئے؟ آپ خاموش ہو گئے پھر پوچھا پھر کچھ نہ فرمایا تیسری مرتبہ اس شخص نے پھر یہی سوال کیا اس وقت مرزا صاحب سے ضبط نہ ہو سکا فرمایا لوز تھے یا جوتہ کا تلہ ہاتھ کی تین یا چار انگلیاں اٹھا کر فرمایا اتنے اتنے بڑے بھی لوز کہیں ہوتے ہونگے ایسے انوکھے لوز تو آپ تیار کر کے لائے اس پر طرہ یہ کہ داد بھی چاہتے ہیں میاں لوز بادام کو کہتے ہیں بادام ہی کی برابر ہونا چاہئے کہ آدمی کھانے کے بعد ایک دو منہ میں ڈال لے۔

پھر ایک مرتبہ کوئی شخص لوز طیار کر کے لائے تو آپ کو پسند آئے اگلے دن شاہ غلام علی صاحب کو بلا کر چند لوز عطا فرمائے انہوں نے اپنے دونوں ہاتھ پھیلا دیئے مرزا صاحب نے غایت کلفت کے ساتھ ہائے کی اور فرمایا ''میاں کاغذ لاؤ اور اس میں لو'' شاہ صاحب جلدی سے کاغذ لائے مرزا صاحب نے اس میں لوز رکھ دیئے انہوں نے کاغذ کی پوڑیہ باندھ لی پھر دوبارہ مرزا صاحب منقبض ہوئے اور سر ہاتھ سے تھام کر فرمایا غلام علی تو مجھے مار کر چھوڑے گا بندش کا بھی سلیقہ نہیں یہ لوز اس طرح بندھتے ہونگے؟'' اس کے بعد خود لیکر سلیقہ کے ساتھ ان کو لپیٹا اور ہر چہار گوشہ صاف ستھرے سیدھے سچے موڑ کر ان کے حوالہ کئے اگلے دن دریافت فرمایا کہو غلام علی لوز کھائے انہوں نے کہا جی حضرت کھائے بڑے

مزے کے تھے آپ نے فرمایا کتنے کھائے؟ شاہ صاحب بولے حضرت سب کھا لئے اتنا سن کر مرزا صاحب بے کیف ہو گئے اور بہ تعجب فرمایا کہ یہ سب کھا لئے آدمی ہو یا ڈنگر؟

مرزا صاحبؒ کا امتحان اور مجاہدہ

حضرت مرزا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا امتحان اور مجاہدہ سب اسی نفاست و نزاکت طبع میں تھا ایک عورت تھی نہایت بد مزاج کج خلق منہ پھٹ حضرت مرزا صاحب کو الہام ہوا کہ اگر اس عورت سے نکاح کرو اور اس کی بدزبانی وایذادہی پر صبر کرو گے تو تم کو نواز لیا جائے گا '' حضرت نے فوراً پیام بھیج دیا اور اس سے نکاح کر لیا وہ عورت اس درجہ تند خو بد خصلت سخت دل اور فحش گو تھی کہ الامان حضرت مرزا صاحب خوشی خوشی دولت خانہ تشریف لے جاتے اور وہ سڑی سڑی سنانی شروع کرتی چپکے بیٹھے سنتے رہتے زبان سے اف نہ نکالتے اندر گھولتے آخر واپس تشریف لے آتے تھے آپ کا معمول تھا کہ روزانہ صبح ہوتے ہی خادم کو حکم فرماتے کہ جاؤ دروازہ پر حاضر ہو کر میرا اسلام عرض کرو اور پوچھو کوئی کار خدمت ہو تو انجام دیا جائے بموجب ارشاد خادم آستانہ پر حاضر ہوتا اور شیخ کا سلام پہنچا کر مزاج پرسی کرتا وہ نیک بخت بجائے جواب سلام گالیاں سناتی اور وہ وہ مغلظات بکتی تھی کہ سننے والے شرما جاتے تھے مگر مرزا صاحب کی خادم کو تاکید تھی کہ دیکھو اہلیہ کی شان میں گستاخی نہ ہونے پائے کسی بات کا جواب مت دینا جو کچھ فرمائیں سن لینا۔ ایک روز کوئی ولایتی خادم اس خدمت پر مامور ہوا ہر چند کہ اس کو تاکید تھی کہ جواب نہ دیا جائے مگر بیچارہ ضبط نہ کر سکا جب دروازہ پر پہنچ کر حضرت کا سلام پہنچایا مزاج پرسی کی تو عورت نے بکنا شروع کیا پیر بنا بیٹھا ہے اسے یوں کروں اور ووں کرو ہر چند کہ ولایتی نے ضبط کی کوشش کی مگر آخر کہاں تک پیر کو گالیاں نہ سن سکا اور غصہ میں آکر کہا بس چپ رہ ورنہ گردن اڑا دوں گا اس جواب پر وہ نیک بخت اور آگ بگولا ہو گئی۔ اب لگی ہونے تو تو میں میں غل کی آواز جو مرزا صاحب کے کان میں پہنچی تو گھبرا اٹھے اور جلدی سے ولایتی کو واپس بلا بھیجا اس کو بٹھایا اور فرمایا تم ناواقف ہو دوسرے خادم کو بھیجا وہ گالیاں سن کر واپس آگیا۔ حضرت مرزا صاحب اکثر فرمایا کرتے تھے کہ میں

اس عورت کا نہایت مشکور و احسان مند ہوں اس کے باعث مجھے بہت نفع پہنچا ہے درحقیقت اس کی شدائد اور سختیوں کی برداشت کرتے کرتے حضرت مرزا صاحب کے اخلاق غایت درجہ مہذب ہو گئے اور آپ کا سب غیظ و غضب فرو ہو گیا تھا۔

مرزا جان جاناں کی نزاکت کے دو اور قصے

مرزا صاحب کی نزاکت طبع کا یہ حال تھا کہ ایک شخص زیادہ کھانے والا تھا اس کو لوگ ''اکول'' کہتے تھے مرزا صاحب کی خدمت میں جب حاضر ہوتا تو اس کی صورت دیکھ کر زیادہ کھانے کے تصور سے سر میں درد ہو جاتا اور کتنی کتنی دیر تک سر تھامے بیٹھے رہتے تھے۔ فرش کے نیچے کوئی سنگریزہ ہوتا اور بچھونا ابھرا رہتا اس پر اگر نظر پڑ جاتی تو بے چین اور متاذّی ہو جاتے تھے۔

ایک شخص نے مرزا صاحب کے کھانے کو لوز تیار کر کے بھیجے اس بیچارے نے اپنی دانست میں اچھے ہی بھیجے تھے مگر مرزا صاحب نے دیکھا تو فرمایا کیسے لوز ہیں جیسے گھوڑے کے نعل ہوں۔

مرزا جان جاناں کا تمغہ پسند نہ کرنے کی وجہ

اس کے بعد حضرت امام ربانی نے فرمایا کہ مرزا صاحب کسی کی خدمت اور کسی کا تحفہ پسند نہیں فرماتے تھے اس سے طالبین کی اصلاح منظور تھی یہی سبب ہے کہ شاہ غلام علی صاحب کی بہت اصلاح ہوئی تھی۔

تم فرزند علی ہو اور میں غلام علی ہوں

فرمایا کہ شاہ غلام علی صاحب میں عجز و انکسار اتنا بڑھ گیا تھا کہ ایک سید نے شاہ صاحب کی خدمت میں آکر عرض کیا کہ حضرت آپ مجھے اپنا خادم بنالیں شاہ صاحب گھبرا اٹھے اور فرمایا ''ہا ہا یہ لفظ ہرگز زبان سے نہ نکالنا تم فرزند علی ہو اور میں غلام علی ہوں۔

حضرت گنگوہیؒ کے والد کا واقعہ

ایک روز ارشاد فرمایا کہ میرے والد مولوی ہدایت احمد صاحب مرحوم شاہ غلام علی

صاحب کی خدمت میں رہتے تھے شاہ صاحب میرے والد کے حال پر نہایت شفقت فرمانے لگے حضرت کے ولایتی خدام کو حسد ہوا اور انہوں نے میرے والد کو سنکھیا دینے کی تجویز کی والد صاحب کو اطلاع ہوگئی والد صاحب حضرت سے رخصت ہو کر گنگوہ تشریف لے آئے۔

حضرت حاجی صاحب شہید کے بیعت ہونے کا واقعہ

ایک دن ارشاد فرمایا کہ حضرت حاجی صاحب شہید اور دو شخص ان کے ہمراہ ہو کر امروہہ شاہ عبدالہادی صاحب کی خدمت میں بغرض بیعت حاضر ہوئے تین دن تک حضرت کے ہاں مسجد میں مہمان رہے حضرت شاہ صاحب نے ان کے حال پر کچھ توجہ نہ فرمائی نماز کے لئے مسجد میں آتے اور فارغ ہو کر حجرہ میں تشریف لے جاتے جب اسی طرح تین دن گزر گئے تو دونوں ہمراہیوں نے حضرت حاجی صاحب شہید سے کہا کہ میاں یہ تو ایک امیر آدمی معلوم ہوتے ہیں ہماری طرف بالکل بھی توجہ نہیں کرتے پھر ہم ان کے مرید ہو کر کیا کریں گے چلو کوئی دوسری جگہ دیکھیں جہاں فقیری اور درویشی ہو حضرت حاجی صاحب نے جواب دیا بھائی تمہیں اختیار ہے جاؤ میں تو اسی جگہ کا ہو رہا آخر وہ دونوں چل دیئے اس کے بعد جو حضرت حاجی صاحب شہید شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت نے چین بجبیں ہو کر آڑے ہاتھوں لیا اور خوب دھمکایا کہ یہاں کیوں پڑے ہو جاتے کیوں نہیں؟ حاجی صاحب نے عرض کیا کہ حضرت مجھے تو سلسلہ خدام میں داخل فرمالیں۔ شاہ صاحب نے ترشی کے ساتھ جواب دیا ”میں ایک امیر آدمی ہوں پان چھالیا کھاتا ہوں میں بیعت کے قابل نہیں نہ میں تم کو بیعت کرتا ہوں جاؤ کوئی دوسری جگہ دیکھو“ حاجی صاحب نے گردن جھکالی اور عرض کیا کہ حضرت مجھے تو بیعت فرما ہی لیں آخر دو چار دن کے بعد حضرت کو یقین ہوا کہ بدوں بیعت جائیں گے نہیں تب ظہر و عصر کے مابین حاجی صاحب کو ہمراہ لے کر دریا پار گئے اور دریا کے کنارہ ان کو بیعت کیا۔ حضرت حاجی صاحب شہید پر بے اختیار ہنسی کا غلبہ ہوا اور قہقہے لگانے شروع کئے حضرت شاہ صاحب بھی اسی طرح ہنسنے لگے جب عصر کا وقت ہوا تو شاہ صاحب نماز پڑھانے کھڑے ہوئے حاجی صاحب

مقتدی تھے مگر دونوں پر ہنسی اسدرجہ طاری تھی کہ نماز کی نیت نہ باندھ سکے کتنی مرتبہ نماز کی نیت سے کھڑے ہوئے مگر پڑھ ہی نہ سکے آخر جب وقت تنگ ہونے لگا تو بمشکل نماز پڑھی دو چار روز کے بعد حاجی صاحب حضرت شاہ صاحب سے رخصت ہوکر ایک جگہ اللہ کی یاد میں مصروف ہوگئے چھ ماہ کے بعد جب شاہ صاحب کی زیارت کوامروہہ حاضر ہوئے تو شاہ صاحب کا وصال ہولیا تھا یہ ابھی مجاز بھی نہیں ہوئے تھے کہ شیخ کا انتقال ہوگیا۔

حضرت حاجی صاحب شہیدؒ کی بیعت کا دوسرا واقعہ

اسی طرح حضرت حاجی صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ اول ہی پنجلاسہ میں شاہ رحم علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت ہوئے تھے شاہ صاحب نے ان کے حال پر بڑی عنایت فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ یہ لڈو لے کر جاؤ اور کالا آم کے پہاڑ میں بیٹھ کر اپنا کام کرو چنانچہ بموجب ارشاد چھ ماہ کالا آم کے پہاڑ میں یادالٰہی کے اندر مصروف رہے اور درختوں کے پتے کھا کر گزارا کیا چھ ماہ کے بعد وہ لڈو لے کر پنجلاسہ آئے انکے پہنچنے سے پہلے شاہ صاحب کا بھی انتقال ہوگیا تھا ان سے بھی مجاز نہ ہوئے۔

حضرت حاجی صاحب شہیدؒ کا
سید احمد بریلوی سے بیعت ہونا اجازت ملنا

آخر سید احمد صاحبؒ بریلوی جب سہارنپور تشریف لائے تو حضرت حاجی صاحبؒ بھی حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ آپ مجھے اجازت عطا فرمائیں میں ذکر شغل حضرات قادریہ و چشتیہ کے کر چکا ہوں سید صاحبؒ نے فرمایا جب تک ہم سے بیعت نہ ہوگے ہم تمہیں اجازت نہ دینگے بموجب ارشاد سید صاحبؒ آخر بیعت ہوئے اور حضرت سید صاحب نے ان کو مجاز فرمایا۔ حضرت حاجی صاحبؒ شہید فرمایا کرتے تھے کہ سید صاحبؒ میں انوار شریعت بہت زیادہ ہیں جب دونوں حضرات مراقب ہوتے تھے حضرت حاجی صاحب شہید ہنستے تھے اور سید صاحبؒ خاموش رہتے تھے۔

حضرت حاجی صاحب شہید کے تالاب کا واقعہ

ایک دن ارشاد فرمایا کہ خانقاہ پنجلاسہ میں جو تالاب ہے اس کو حضرت حاجی صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ہاتھ سے کھودا ہے پیر جیو محمد جعفر صاحب ساڈھوری نے عرض کیا کہ حضرت پہلے تمام سال تک اس تالاب میں بکثرت پانی رہتا تھا دوسرے تالاب سارے سوکھ جاتے مگر اس کا پانی خشک ہوتا کبھی نہیں دیکھا مگر اب دس بارہ برس ہوئے کہ اس تالاب کو گاؤں والوں نے صاف کیا اور مٹی کا نکال کر اس کو گہرا کر دیا ہے اس وقت سے یہ بات جاتی رہی اب تو برسات برسات پانی نظر آتا ہے اور بعد میں سوکھ جاتا ہے برسات کے بعد ایک ماہ پورا بھی اس تالاب میں پانی نہیں رہتا حضرت نے ارشاد فرمایا ہاں جو بات اس تالاب میں تھی وہ جاتی رہی۔

شیخ عبد القدوس کا پچاس برس تک ایک ہی جبہ پہننے کا واقعہ

ایک روز فرمایا کہ یہ جبہ جو سجادہ صاحب کے ہاں رکھا ہوا ہے حضرت شیخ عبد القدوس نے پچاس سال تک زیب تن رکھا ہے بعض لوگوں نے حضرت شیخ کی خدمت میں عرض کیا کہ فقیری کچھ پرانے کپڑے پر نہیں ہے کہ آپ اس پر پیوند لگائے جاتے ہیں حضرت نے فرمایا بخدا مجھے حلال کمائی کا کوئی کپڑا دستیاب نہیں ہوتا جس کو پہنوں اور اسے اتاروں آخر آپ کے چند خدام حضرت جلال تھانیسری وغیرہ نے مزدوری کر کے چوبیس ٹکے اکٹھے کئے اور اس کا کپڑا مول لیا جس میں سے ایک پاجامہ اور ایک کرتہ بنایا ان کو شیخ نے پہن لیا پھر جب یہ پرانے ہو گئے تو ان پر پیوند لگانے شروع کر دیئے پھر بعد میں کوئی کپڑا نہیں بنایا۔

چالیس سال روزانہ صرف ایک بادام کھانا

ایک دن ارشاد فرمایا کہ شاہ عبد القدوس رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک رسالہ میں تحریر فرمایا ہے ”الحمد للہ میرے زمانے میں ایک بزرگ ہیں شاید متقدین میں بھی ایسا مجاہدہ کرنے والا کوئی نہ ہو چالیس سال سے ہر روز صرف ایک بادام کھاتے ہیں اسی پر گزارا ہے اس کے سوا دنیا کی کوئی چیز نہیں کھاتے۔“

شاہ عبدالقدوسؒ کا فاقہ کرنا

ایک بار ارشاد فرمایا کہ شاہ عبدالقدوس رحمۃ اللہ علیہ نے تمام عمر فاقہ پر فاقہ اٹھائے ہیں صاحبزادے بھوک کے مارے بلکتے چیختے اور روتے تھے ان کی والدہ بہلانے کے واسطے چولہے پر خالی ہانڈی چڑھا دیتیں اور جب بچے بھوک سے بیتاب ہوکر کھانے کا تقاضہ کرتے تو ان کو چمکارتیں اور تسلی دیکر فرماتی تھیں دیکھو چولہے پر کیا چڑھا ہوا ہے گھبرائے کیوں جاتے ہو جب تمہارے والد آئیں گے ان کے ساتھ کھانا کھانا بچے روتے ہوئے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوتے اور مچلتے کہ جلدی چلو ہمیں گھر چل کر کھانا کھلاؤ حضرت ان کے ہمراہ گھر میں تشریف لاتے اور بیٹھ کر خود بھی ان کے ساتھ آبدیدہ ہوتے اور یوں فرمایا کرتے تھے کہ میرے گناہوں کے باعث ان معصوم بچوں پر بھی مصیبت آئی یہی قصہ دن میں دو چار دفعہ ہوتا تھا۔

شیخ عبدالقدوس کا ساری رات ذکر کرنا

ایک مرتبہ فرمایا کہ حضرت شیخ عبدالقدوس رحمۃ اللہ علیہ عشاء کی نماز کے بعد ذکر بالجہر کرنے بیٹھتے اور صبح تک کرتے تھے سو جس کا ذکر اتنا لمبا ہو اس کا حال کتنا لمبا ہوگا؟

پیغام لیجانے والا کامیاب ہوگیا

ایک بار بیت المال میں سلاطین کے اسراف کا تذکرہ تھا فرمانے لگے کہ ہارون رشید عالم تھا اور حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا شاگرد تھا جب تخت پر بیٹھا تو علماء پر بہت کچھ خرچ کیا حضرت سفیانؒ اس کے پاس تشریف نہ لے گئے ہارون رشید نے عریضہ لکھا کہ ”میں نے علماء و صلحاء پر زر کثیر صرف کیا حضرت تشریف نہیں لائے اگر تکلیف فرماتے تو بندہ کی عزت افزائی کا سبب تھا“ قاصد عریضہ سلطانی لیکر حضرت سفیانؒ ثوری کی خدمت میں پہنچا اس وقت حضرتؒ حلقہ درس میں مصروف تھے دیکھتے ہی فرمایا خدا خیر کرے ظالم کا قاصد آیا“ قاصد نے عریضہ پیش کیا حضرت نے رومال سے پکڑ کر شاگرد کے حوالہ کیا کہ پڑھ کر سنائیں

اور فرمایا "میں ظالم کے خط کو ہاتھ لگانا نہیں چاہتا" شاگرد نے عریضہ پڑھ کر سنایا فرمایا میں ظالم کو کاغذ دینا بھی نہیں چاہتا اسی کی پشت پر جواب لکھ دو اور لکھو "تمہارے ظلم کی اطلاع پہنچی اور تم نے بذریعہ تحریر اپنی حرکت ظلم کا اقرار بھی کیا اور مجھے گواہ بھی بنالیا پس یاد رکھنا میں قیامت کے دن تمہارے ظلم کی گواہی دوں گا اور تم کو اسکے معاوضہ میں عذاب بھگتنا پڑے گا بھلا تمہیں بیت المال میں کیا حق تھا کہ اس کو لٹانے لگے" کاتب نے جواب لکھ کر پرچہ قاصد کے ہاتھ دیا کہ جاؤ لے جاؤ قاصد پر حضرت سفیان رحمۃ اللہ علیہ کی اس تقریر کا اتنا اثر ہوا کہ عرض کرنے لگا مجھے تو اپنی خدمت میں حاضر رہنے کی اجازت دیجئے حضرت نے فرمایا ہمارا کام یہ نہیں ہے کہ قاصد کو روک لیں جاؤ اول جواب پہنچا آؤ اس کے بعد اگر دل چاہے اور طلب وتمنا ہو تو چلے آنا" قاصد وہاں سے اٹھا اور بازار میں کھڑا ہو کر پکارا کوئی ہے جو میری پوشاک کو اپنے مفلسانہ لباس کے بدلے خرید لے" غرض دوسو روپیہ کا قیمتی جوڑہ دو روپیہ قیمت کے کپڑوں سے بدل کر ہارون رشید کا خط اسکے حوالہ کیا کہ پہنچاؤ اور خود حضرت سفیان ثوری کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ ہارون رشید نامہ شریف پڑھ کر رو دیا اور کہا " فاز المرسل خاب المرسِل۔ یعنی پیغام لے جانے والا کامیاب ہو گیا اور بھیجنے والا ناکام رہا۔

اس کے بعد حکم دیا کہ جب میں تخت پر بیٹھا کروں ہمیشہ یہ کرامت نامہ میرے روبرو رکھا جایا کرے۔

مجھے کوئی ایسی جگہ نہیں ملی جہاں حق تعالیٰ نہ ہوں

ایک دن ارشاد فرمایا کہ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے جب اپنے شیخ سے بیعت کی اور ذکر شغل کرنے لگے تو بیس ہی روز کے بعد ان کے شیخ ان کی خاطر ومدارت اور تعظیم کرنے لگے تھے جب حاضر ہوتے تو ممتاز جگہ چوکی وغیرہ پر بیٹھنے کا ارشاد فرماتے اور نہایت شفقت وتوجہ سے باتیں کرتے بعض خادموں کو حسد ہوا اور انکی تکریم ناگوار گزری کہ ہم پندرہ پندرہ بیس بیس برس کے رہتے سہتے اس عنایت سے محروم ہیں اور کل کے آئے ہوئے پر یہ لطف وشفقت ہے حضرت شیخ ان کے وسوسوں پر مطلع ہوئے اور خانقاہ

کے سارے درویشوں کو مع شیخ شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ کے ایک ایک مرغ دے کر حکم فرمایا کہ اس کو ذبح کرلاؤ مگر ہر ایک شخص اپنا مرغ ایسی جگہ ذبح کرے جہاں کوئی موجود نہ ہو چنانچہ سب گئے اور تنہا جنگل میں جہاں کوئی آدمی نہ تھا اپنا اپنا مرغ ذبح کر کے لے آئے مگر شیخ شہاب الدینؒ آئے تو زندہ مرغ ہاتھ میں دبائے ہوئے لاکر چپ کھڑے ہو گئے درویشوں نے ان کا مضحکہ اڑایا کہ اتنا بھی نہ ہو سکا جب سب نے اپنا ذبیحہ شیخ کے سامنے رکھ دیا تو مرشد نے حضرت شہاب الدین سہروری سے دریافت کیا ''بھائی تم مرغ کو ذبح کر کے نہیں لائے ؟ انہوں نے نہایت ادب سے عرض کیا کہ حضرت آپ کا حکم تھا کہ جہاں کوئی موجود نہ ہو وہاں ذبح کیا جائے اور مجھے کوئی جگہ ایسی ملی نہیں جہاں حق تعالیٰ موجود نہ ہوں'' اس وقت حضرت شیخ نے طالبین سے فرمایا دیکھو تمہاری اور ان کی استعداد میں اتنا فرق ہے پھر بھلا ان کی تعظیم کیوں نہ کی جائے۔

جس ہری گھاس کو توڑنا چاہا
اس کو ذکر الٰہی میں مشغول پایا

دوسری مرتبہ حضرت شیخ نے تمام خدام کو حکم دیا کہ صحرا سے ہری گھاس لیکر آؤ سب کے سب حکم پاتے ہی لپکے اور جنگل سے ہری گھاس کھود کھود کر سروں پر رکھ کر حاضر ہوئے شیخ شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ آئے تو مٹھی میں ذرا سی سوکھی گھاس دبائے لاکر کھڑے ہو گئے پھر لوگوں نے ان کی ہنسی اڑائی کہ سارے جنگل میں ان کو ایک مٹھی ہری گھاس بھی نصیب نہ ہوئی شیخ نے ان سے پوچھا تو عرض کرنے لگے ''حضرت کیا عرض کروں جس ہری گھاس کو توڑنا چاہا اس کو ذکر الٰہی میں شاغل پایا ہمت نہ ہوئی کہ حق تعالیٰ کا ذکر میرے ہاتھوں قطع ہو ایک جگہ اتنی سوکھی گھاس پڑی تھی جو ذکر سے غافل تھی اسلئے اس کو اٹھا لایا۔''

جیسی تیری اولاد ویسی میری

ایک بار ارشاد فرمایا کہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جب مرض

الموت میں مبتلا ہوئے اور زندگی سے یاس ہوئی تو بمقتضائے بشریت بچوں کی صغرسنی کا تردد تھا اسی وقت جناب رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ تشریف لائے اور فرماتے ہیں "تو کا ہے کا فکر کرے ہے جیسی تیری اولاد ویسی ہی میری۔ آپ کو اطمینان ہوگیا شاہ صاحب کی اولاد سب عالم ہوئی اور بڑے مرتبوں پر پہنچے جیسے بھی صاحب فضل وکمال ہوئے ظاہر ہے آپ کے چار صاحبزادے تھے اب ان کی اولاد میں بجز عبدالسلام غیر تعلیم یافتہ اور کوئی بھی نہیں۔

ہمیں کچھ معلوم نہیں

ایک بار فرمایا کہ جب مولانا اسحٰق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں کوئی شخص بیعت ہونے حاضر ہوتا تو یوں فرماتے کہ ہمیں کچھ معلوم نہیں مولوی یعقوب صاحب کے پاس جاؤ انہوں نے نانا صاحب یعنی شاہ عبدالعزیز صاحب سے یہ سب سیکھا ہے سو باوجودیکہ شاہ اسحٰق صاحب ان باتوں سے صاف انکار فرماتے تھے مگر پھر بھی دیکھنے والوں نے دیکھا ہے کہ مولانا یعقوب صاحب سے مولانا اسحٰق صاحب ہی درجہ میں بڑھے ہوئے تھے اور اس کی وجہ نشر علم دین ہے۔

مولانا محمد یعقوب صاحب کا ایک خواب کی تعبیر دینا

ایک دن ارشاد فرمایا کہ مولوی محمد یعقوب صاحب کو فن تعبیر میں کمال تھا ایک بار کسی شخص نے دہلی میں خواب دیکھا کہ فلاں دروازہ سے جناب رسول اللہ ﷺ کا جنازہ لوگ لئے جاتے ہیں اور اس زمانہ میں مولانا محمد اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ ہجرت کرنے والے تھے مولوی یعقوب صاحب نے فرمایا بھائی صاحب ہجرت کرنے والے ہیں آپ کے ساتھ علم حدیث کا نکلنا جنازہ کا نکلنا ہے۔

شاہ عبدالعزیزؒ کا خواب میں حضرت علی سے پوچھنا کہ کونسا مذہب آپ کے مذہب کے مطابق ہے؟

ایک بار شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جناب امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کو

خواب میں دیکھا اور دریافت کیا کہ مذاہب اربعہ میں کون سا مذہب آپ کے مذہب کے مطابق ہے؟ فرمایا ''کوئی بھی نہیں'' پھر سلاسل اربعہ کو دریافت کیا اس کی بابت بھی وہی جواب ارشاد ہوا کہ کوئی بھی نہیں جب اس خواب کی خبر مرزا جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ کو ہوئی تو آپ نے شاہ صاحب سے پوچھ بھیجا کہ یہ خواب اضغاث احلام تو نہیں ہے؟ اس کے کیا معنی کہ سلاسل اربعہ اور مذاہب اربعہ میں سے کوئی ایک بھی جناب امیر کے موافق نہ ہو؟ شاہ صاحب نے جواب لکھا کہ یہ خواب رویائے صالحہ ہے اور عدم موافقت کا یہ مطلب ہے کہ من کل الوجوہ اور ہر ہر جزئیات میں کوئی سلسلہ اور کوئی مذہب آپ کے مذہب کے مطابق نہیں ہے اس لئے کہ ہر ایک مذہب مذاہب صحابہ کا مجموعہ ہے کوئی مسئلہ حضرت صدیقؓ کے مطابق ہے تو کوئی مسئلہ حضرت علیؓ کے اور کوئی حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اور یہی حال سلاسل مشائخ کا ہے۔

ملا نظام الدین لکھنوی اور ایک خان صاحب کی اصلاح کا عجیب واقعہ

ایک مرتبہ ارشاد فرمایا حضرت ملا نظام الدین لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ جب مرید ہوئے تو ان کے پیر محض اُمّی (ان پڑھ) تھے ایک بار پیر صاحب گھوڑے پر سوار ہوئے اور مولانا کے ہاتھ میں حقہ دیا اور تمام بازار میں پھرایا مگر مولانا صاحب نے باایں ہمہ کمال اس خدمت سے مطلق انکار نہ فرمایا اس کے بعد ایک اور بزرگ کا تذکرہ فرمایا (غالباً شیخ جلال تھانیسری تھے) ان کے مرید ایک خان صاحب تھے حضرت شیخ کی گھوڑی کہیں باہر سے لائی گئی اتفاقاً گھوڑی نے لات ماردی اس پر خان صاحب کو غصہ آگیا کہنے لگے ''تعلیم و ارشاد تو اوروں کے لئے ہے اور گھوڑوں کی لات ہمارے واسطے'' شیخ کے کسی مرید نے یہ قصہ حضرت سے جا کہا جب خان صاحب گھوڑی لے کر حاضر ہوئے تو شیخ نے غصہ ظاہر فرمایا اور خانقاہ سے نکال دینے کا حکم دیا بموجب حکم حضرت شیخ کے خان صاحب نکال باہر کئے گئے ادھر خان صاحب کا یہ حال ہوا کہ روتے روتے بیتاب ہو گئے اور جب

اندر جانے کی کوئی صورت نہ پائی تو فرط عقیدت ومحبت سے خانقاہ کی بدرو میں گھس پڑے اتفاق سے بارش ہوئی تو خانقاہ کا پانی رک گیا لوگوں نے بانس سے نالی صاف کرنی شروع کی وہ بانس خان صاحب کے سر میں جا کر لگا اور پانی کے ساتھ خون بہنے لگا تب تو لوگوں کو تعجب ہوا اور فکر بھی کہ کیا بات ہے نالی کو جو دیکھا تو اس میں خان صاحب کو سر گھسائے پڑا پایا اس کی خبر حضرت کو دی گئی سن کر حضرت شیخ کو رحم آ گیا اور بکمال شفقت شرف حضوری بخشا۔

ایک بزرگ کا کنویں میں پانی کیلئے لوٹا ڈالنا مگر لوٹے میں پانی کی بجائے سونے، چاندی کا آنا

ایک دن ارشاد فرمایا ایک بزرگ تھے مُلا ہے ایک روز عصر کی نماز میں ان کو دیر ہو گئی دوڑے ہوئے کنویں پر وضو کے لئے پانی لینے گئے کنویں کے اندر لوٹا یا ڈول جو ڈالا تو پانی کی جگہ چاندی سے بھرا ہوا نکلا اس بزرگ نے پھینک دیا اور جناب باری میں عرض کیا کہ مذاق نہ کرو مجھے تو نماز کو دیر ہوتی ہے دوبارہ کنویں میں ڈالا تو سونے سے بھرا نکلا پھر اس کو زمین پر دے پٹکا اور عرض کیا مذاق نہ کرو مجھے تو نماز میں تاخیر ہوئی جاتی ہے اس وقت الہام ہوا کہ میں نے یہ معاملہ اس لئے کیا کہ لوگ تجھ کو حقیر نہ جانیں۔

پیر اور مرید کیسا ہونا چاہیئے

ایک بار ارشاد فرمایا حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی معمولی آدمی نے دریافت کیا کہ حضرت پیر کیسا ہونا چاہیئے اور مرید کیسا؟ آپ نے خیال کیا کہ اگر علمی بحث کی جائے تو یہ سمجھے گا نہیں اور جواب دینا ضرور ہے اس لئے فرمایا اچھا کل آنا اس وقت بتائیں گے" اگلے دن جب وہ شخص حاضر ہوا تو آپ نے ایک خط اس کے حوالے کیا اور فرمایا لو اس کو فلاں شخص کے پاس پہنچا دو جب لوٹ کر آؤ گے اس وقت تمہاری بات کا جواب ملے گا" مکتوب الیہ وہاں سے تیس منزل پر تھا اور اس کے یہاں ایک لڑکا تھا امرد نہایت

حسین جمیل۔ شیخ نے خط میں لکھ دیا کہ آرندہ نامہ کی خوب خاطر کرنا علیحدہ پر تکلف مکان میں ٹھہرانا اور خاص اپنے لڑکے کو اس کی خدمت گزاری پر مامور کرنا اور اس کو تاکید کر دینا کہ اس کے تعمیل حکم سے سرمو تجاوز نہ کرے حتی کہ گناہ کا مرتکب بھی ہو تو عذر نہ کرے'' اور اس نامہ برکو فرمایا کہ ٹھیک تیس دن میں مقام مقصود پر پہنچ کر اکتیسویں دن واپس ہو جانا'' یہ شخص حسب الحکم خط لیکر چل دیا تیس دن میں وہاں پہنچا اور خط حوالہ کیا مکتوب الیہ نے کرامت نامہ کی پوری تعمیل کی جب اس شخص کو لڑکے سے خلوت میسر ہوئی اور طبیعت بھٹکی تو مرتکب فعل ہونا چاہا فوراً ایک دھول لگی گویا خاص حضرت بایزیدؒ کا ہاتھ ہے معارک گیا اور نادم ہوا کہ کیا حرکت ہے اگلے روز وہاں سے جواب لیکر چلا شیخ کے پاس پہنچا اور کہا کہ حضرت اب میرے سوال کا جواب دیجیے فرمایا'' پیر ایسا ہونا چاہئے جیسے تمہیں دھول لگی اور مرید ایسا ہو جیسے مکتوب الیہ یعنی پیر عین لغزش کے موقع سے بچالے اور مرید اپنے مرشد کا اتنا مطیع ہو کہ امتثال سے سرمنہ تجاوز نہ کرے عام اس سے کہ آبرو دنیوی جائے یا رہے۔

حضرت حاجی صاحبؒ کا
حضرت گنگوہی کو خواب میں تسلی دینا

اس کے بعد اعلیٰ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ شروع فرمادیا یہ بھی فرمایا کہ جب میں قید خانہ میں تھا تو میری تین سال کے لئے تین ہزار کی ضمانت طلب ہوئی تھی چنانچہ تین شخص ضامن ہوئے لیکن انگریز سخت مزاج تھا اس نے یہ کہکر کہ تینوں گنگوہ کے باشندے نہیں ہیں ضمانت نامنظور کر دی ماموں صاحب نے قسم کھائی تھی کہ جب تک اسکو نہ چھڑالوں گا گنگوہ نہ آؤں گا چنانچہ وہ ساعی تھے اس اثنا میں ہمارے حضرت گنگوہ تشریف لائے اور یہاں خبر تھی کہ میں اب رہا ہوا اب رہا ہوا حضرت نے فرمایا کہ اس کے چھوٹنے میں ابھی دیر ہے ہم اس سے مل آئے ہیں انہیں ایام میں کہ میں قید خانہ میں تھا خواب میں آپ تشریف لائے گویا میرے پاس تشریف رکھتے ہیں اور تسلی فرماتے ہیں پھر حضرت یہاں سے تشریف لے گئے اور میں ایک ماہ بعد چھوٹ آیا۔

حافظ ضامن صاحبؒ کا ایک ہی وقت میں دو آدمیوں کی دعوت قبول کرنا

ایک بار ارشاد فرمایا حضرت حافظ ضامن صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ سپاہی منش اور نہایت خوش مزاج آدمی تھے مجھ سے کمال الفت کرتے تھے ایک دفعہ جب وہ گنگوہ میں تشریف فرماتے تھے تو ایک شخص نے ان کی دعوت کی وہ لکڑ ہارا تھا آپ نے قبول فرمالی کچھ دیر بعد حافظ محمد ابراہیم صاحب ڈپٹی کلکٹر مال کے والد نے بھی التجاء قبول ضیافت کی چنانچہ وہ بھی قبول کرلی ایک شخص نے کہا حضرت وہ پہلا ناراض ہوگا تو حضرت حافظ صاحب نے مکا بنا کر فرمایا کہ ہم اس کا منہ توڑ دیں گے اور کہا کہ وہ لا دے گا کیا پانچ چھ روٹیاں اور پیالہ بھر دال سو یہ اتنے آدمیوں کو کافی نہ ہوگا ہم اس کا لایا ہوا بھی رکھ لیں گے اور دوسرے کا لایا ہوا بھی اور پھر کھائیں گے۔ چنانچہ وہ لکڑ ہارا آیا تو پانچ چھ روٹیاں جَو کی لایا اور ایک لوٹے میں سیر بھر کے قریب دودھ حافظ صاحب نے اس کو رکھ لیا اور لکڑ ہارے کو رخصت کردیا جب دوسرے شخص بھی کھانا لے آئے تو آپ نے پہلا کھانا بھی نکلوایا اور سب کو ملا کر کھایا۔

حافظ صاحب کا مچھلی کا شکار کرنا

حضرت حافظ کے مزاج اور خوش مزاجی کے بہت قصے بیان فرمایا کرتے تھے ایک بار فرمایا حافظ صاحب کو مچھلی کے شکار کا بہت شوق تھا ایک بار ندی پر شکار کھیل رہے تھے کسی نے کہا ''حضرت ہمیں'' آپ نے فرمایا ''اب کے ماروں تیری''

سید احمد صاحب کا یاغستان کے حاکم سے جہاد کا واقعہ

منشی محمد ابراہیم صاحب نے ایک بار دریافت کیا کہ حضرت سید احمد صاحب بریلوی کے دیکھنے والوں میں سے اب بھی کوئی شخص زندہ ہے یا نہیں حضرت نے فرمایا بالفعل تو مجھے یاد نہیں بعد فکر بتلاؤں گا مولانا عبدالرحیم نے فرمایا کہ سہارنپور میں ایک خشت فروش زندہ ہے۔ حضرت نے اسی سلسلہ میں فرمایا کہ حافظ جانی ساکن انبہٹہ نے مجھ سے بیان کیا تھا کہ ہم قافلہ

میں ہمراہ تھے بہت سی کرامتیں وقتاً فوقتاً حضرت سید صاحب سے دیکھیں مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی مولوی محمد اسمعیل صاحب دہلوی اور مولوی محمد حسن رامپوری بھی ہمراہ تھے اور یہ سب حضرات سید صاحب کے ہمراہ جہاد میں شریک تھے سید صاحب نے پہلا جہاد مسمی یار محمد خان حاکم یاغستان سے کیا تھا سید صاحب نے پہلے اپنا قاصد یار محمد خان کے پاس بھیجا وہ تن تنہا یار محمد خان کے پاس پہنچا اور پیغام سنایا اس نے جواب دیا سید سے کہدے وہ کیوں عبث جنگ پر آمادہ ہے اس کے لئے بہتر نہ ہوگا اسکے ہمراہی ایک ایک کر کے مارے جائینگے اور خود اس قاصد کے کوڑے لگوائے پھر واپس کر دیا اور پوچھا پھر بھی سید تجھے بھیجے گا تو تو آئے گا؟ اس نے کہا ''ہاں پھر آؤں گا'' غرض قاصد نے واپس ہو کر سارا حال سید صاحب سے عرض کیا سید صاحب نے فرمایا اچھا تم ہی واپس جا کر یار محمد خان کو کہہ دو کہ ہم کو کیا زک دے گا تو خود پیشاب پی کر مرے گا۔ المختصر لڑائی ہوئی اور یار محمد خان کی فوج نے ہزیمت پائی۔ یار محمد خان بھی بھاگا اس اثناء میں اسے تشنگی لاحق ہوئی جب پانی مانگا اور خادم نے جواب دیا کہ موجود نہیں ہے تو کہا ''شاشہ بیار'' یعنی پیشاب ہی لا اور پی کر قتل ہوا۔

سید احمد صاحب کا والی لاہور سے جہاد کا واقعہ

پھر کچھ عرصہ بعد کھڑک سنگھ پسر رنجیت سنگھ والی لاہور سے لڑائی ہوئی جس میں بہت سے مجاہدین شہید ہوئے حضرت مولوی محمد اسمعیل صاحب و مولوی محمد حسن صاحب بھی وہیں شہید ہوئے البتہ میدان مجاہدین کے ہاتھ رہا جب لاشیں سنبھالی گئیں تو سید صاحب اور ان کے ساتھیوں کا پتہ نہ لگا لوگ تلاش میں نکلے اور اِدھر اُدھر جستجو کرنے لگے چند چند آدمی مختلف دیہات اور پہاڑوں میں جا کر ڈیرہ کرتے تھے اور کسی کو نہ ملتے تھے۔ گاؤں میں برابر پتہ ملتا چلا جاتا کہ یہاں تھے وہاں تھے۔ ایک شخص نے بیان کیا کہ مجھے سخت بخار تھا اسی حالت میں میں نے تینوں شخصوں کو جاتے دیکھا جن میں ایک سید صاحب تھے میں نے غل مچایا کہ حضرت آپ ہم کو کہاں چھوڑ گئے اور کیوں ہم سے علیحدہ ہو گئے؟ سب لوگ آپ کے روبرو ہیں میرے غل مچانے پر حضرت سید صاحب نے منہ پھیر کر مجھے دیکھا کچھ جواب نہ دیا اور

چلے گئے میں بوجہ سخت بیماری کے اٹھ نہ سکا غل مچایا گیا۔

دوسرے شخص نے بیان کیا کہ ہم انہیں دنوں سید صاحب کو ایک پہاڑ میں تلاش کرر ہے تھے دفعۃً کچھ فاصلہ پر گڑ بڑاہٹ سنی میں وہاں گیا تو دیکھوں کیا سید صاحب اوران کے دوہمراہی بیٹھے ہیں میں نے سلام ومصافحہ کیا اورعرض کیا کہ حضرت کیوں غائب ہو گئے سب لوگ بغیر آپ کے پریشان ہیں مجبور ہو کر ہم نے فلاں شخص کو اپنا خلیفہ بنالیا ہے اوران سے بیعت کی ہے آپ نے اس پر تحسین کی اور فرمایا ''ہم کو اب غائب رہنے کا حکم ہوا ہے اس لئے ہم نہیں آسکتے'' اتنا فرما کر قافلہ والوں کی خیریت اور حالات پوچھے اور پھر روانہ ہو گئے میں نے بھی ہمراہ ہونے کے لئے عرض کیا تو منع فرمایا اور پھر کوشش کرکے جو میں نے پیچھے چلنا چاہا تو میرے ہاتھ پاؤں وزنی ہو گئے میں تو کھڑا کا کھڑا رہ گیا حیران اور مایوس تھا کہ یا اللہ کیسے چلوں اور حضرت سید صاحب معہ ہمراہیاں نظر سے غائب ہو گئے۔

تیسرے ایک اور شخص نے بیان کیا کہ سید صاحب کو ڈھونڈتے ڈھونڈتے ہم ایک گاؤں میں ایک جگہ اترے وہاں دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ قبر جو ڈھئی ہوئی تازہ پڑی ہے اس کو سید صاحب ابھی ڈھوا کر گئے ہیں کیونکہ اونچی تھی اِدھر اُدھر دیکھا تو کہیں پتہ نہ لگا۔

سید احمد صاحب کے کچھ حالات کا تذکرہ

منشی محمد ابراہیم صاحب نے کہا سید صاحب تیرہویں صدی کے آغاز میں پیدا ہوئے تھے اور اب ۱۳۱۸ھ میں ممکن ہے کہ حیات ہوں انہوں نے جب لفظ ممکن کہا تو حضرت امام ربانی نے ارشاد فرمایا بلکہ ناممکن اور فرمایا کہ سید صاحب انبہٹہ میں بھی تشریف لائے میاں صابر بخش سجادہ نشین شاہ ابوالمعالی کے یہاں دعوت ہوئی تھی مولوی عبدالحی صاحب مولوی محمد سالار سے ملنے کو ان کے مکان پر گئے تھے مولوی محمد سالار نے قیام کا حال دریافت کیا تو صابر بخش کے مکان پر قیام بنایا گیا مولوی محمد سالار نے کہا ''اس کافر کے مکان پر ٹھہرے'' مولوی عبدالحی صاحب نے فرمایا وہ کافر نہیں ہے اور وجوہات میں کتب فقہ کا حوالہ دیا مولوی محمد سالار نے کہا ''مولوی صاحب یہ دہلی نباشد کہ کتاب منہ پردے ماری یہ انبہٹہ ہے'' مولوی

عبدالحی اِدھر ادھر کی باتیں کر کے واپس ہوئے۔ گنگوہ بھی سید صاحب تشریف لائے تھے اور مکلے کی سرائے میں قیام ہوا تھا چند شخص یہاں شرف بیعت سے مشرف بھی ہوئے تھے جن میں سے ایک شخص یہاں کی مسجد میں رہتا تھا بڑا ہی متبع سنت تھا اس کی عادت تھی جب رمضان شریف گزر چکتا تو لوگوں سے کہہ دیتا بھائیو ایک برس کی میری زندگی اور نکل آئی لوگ ہنسا کرتے کہ ہر رمضان کے بعد یوں ہی کہہ دیتا ہے حتی کہ رمضان کی سات تاریخ کو انتقال کیا۔

سید صاحب نانوتہ بھی تشریف لے گئے تھے وہاں بھی بہت سے لوگ مرید ہوئے ایک مرید نے بیان کیا ''میری آنکھوں میں پھر رہا ہے کہ سید صاحب مسجد جامع کے وسطی دروازہ میں کھڑے ہیں نہایت شکیل جمیل تھے اور آپ نے اپنی پگڑی اتار کر ایک سرا اپنے ہاتھ میں لے کر باقی بیعت کرنے والوں کو پکڑا دی لوگ برابر دوسرے سرے تک اس کو پکڑے ہوئے تھے اور پگڑی کھنکھجورے کی شکل معلوم ہوتی تھی کیونکہ دونوں طرف سے اس کو تھامے ہوئے تھے۔

سید احمد صاحب کا اتباع سنت کی تاکید کرنا

سید صاحب توحید و رسالت اور اتباع سنت پر لوگوں سے بیعت لیتے تھے اور بس۔ سید صاحب اتباع سنت کے لئے از حد تاکید فرمایا کرتے تھے اور بدعت کے سخت ماحی اور مخالف تھے مولوی عبدالحی صاحب سے ایک دن فرمایا کہ اگر کوئی امر مخالف سنت مجھ سے ہوتا دیکھو تو مجھے اطلاع کر دینا'' مولوی صاحب نے کہا حضرت جب کوئی مخالف سنت فعل آپ سے عبدالحی دیکھے گا تو وہ آپ کے ساتھ ہوگا ہی کہاں؟ یعنی ہمراہی چھوڑ دوں گا۔

عبادت الٰہی ہوگی یا شادی کی عشرت

ایک دفعہ کا ذکر ہے سید صاحب نے شادی کی تھی نماز میں کچھ دیر سے آئے مولوی صاحب نے سکوت کیا کہ شاید نئی شادی کی وجہ سے اتفاقیہ کچھ دیر ہوگئی اگلے دن پھر ویسا ہی ہوا کہ سید صاحب کو اتنی دیر ہوگئی کہ تکبیر اولیٰ ہو چکی تھی مولوی عبدالحی صاحب نے سلام پھیرنے کے بعد کہا کہ ''عبادت الٰہی ہوگی یا شادی کی عشرت'' سید صاحب چپ ہو رہے اور

اپنی غلطی کا اقرار کیا پھر نماز میں اپنے معمولی طریق پر تشریف لانے لگے۔

بندہ کو خدا کے حکم کی تعمیل میں بہر حالت مستعد رہنا چاہئے

ایک بار ارشاد فرمایا کہ سید صاحب کے لئے پٹنہ عظیم آباد سے کوئی شخص تین سو ساٹھ جوڑے کرتے کے تیار کر کے بھیجا کرتے تھے کہ حضرت ہر روز نیا جوڑہ زیب تن فرمائیں لیکن غائب ہونے سے کچھ دن قبل فرمایا کرتے تھے کہ لوگو اگر چہ میں ہر روز جوڑہ بدلتا ہوں لیکن اگر امر خدا یہ ہو کہ میں کملی پہنوں اور بھینس کے گوبر میں دھنس جاؤں تو بندہ کا کام ہے کہ راضی برضا ہو۔ اس کلمہ کو بار بار کچھ کچھ دنوں میں فرمایا کرتے آخر ایک مرید افغان نے کہا ''کیا ہم سے تم جدا ہونا چاہتا ہے یا کیا معاملہ ہے کہ بار بار ایسا کلمہ کہتا ہے'' سید صاحب نے فرمایا کہ واقع میں بندہ کو خدا کے حکم کی تعمیل میں بہر حالت مستعد رہنا چاہئے۔

ایامِ سرما میں رضائی ملنے پر سید احمد صاحب کا طرزِ عمل

ایک بار فرمایا مولوی احمد حسن صاحب امروہی جو سید صاحب کے ہمراہ تھے ان کا یہ حال تھا کہ ایام سرما میں جب ان کے پاس گھر سے رضائی بچھونا جاتا تو اپنے اعضا سے کہتے کہ تم ان میں آرام لو گے؟ ان میں رہو گے؟ لیکن میں جب خوش ہوں گا کہ تم میں سے ہر عضو خون میں بھرا ہوا خاک میں ''رُلتا ہو'' اور بالآخر یونہی ہوا۔

سید احمد صاحب کی نگاہِ بصیرت سے ایک رنڈی کا توبہ کرنا

ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ سید صاحب کسی شہر میں گزرے ایک کسبی خوبصورت اپنے دروازہ پر کھڑی تھی سید صاحب گھوڑے پر سوار جا رہے تھے آپ نے جو ایک نظر اس کی طرف دیکھا اور پھر چلدئے تو وہ رنڈی بے تحاشا دوڑی اور گھوڑے کے قدموں میں گر پڑی کہ حضرت برائے خدا مجھے افعال ناشائستہ سے توبہ کراؤ اور بیعت کرلو'' حضرت نے توبہ کرائی اور اس سے دریافت کیا کس سے نکاح کرنا چاہتی ہے؟ اس کا کوئی آشنا تھا اس نے اس کی نسبت کہا اس شخص نے انکار کر دیا تب اسی وقت قافلہ والوں میں سے کسی شخص کے ساتھ حضرت نے اس کا نکاح کر دیا اور قیام گاہ پر پہنچ کر فرمایا کہ لوگو جو کچھ تم نے دیکھا اس پر تعجب نہ کرنا اگر کوئی شخص اس سے زیادہ بھی اپنا اثر دکھائے مگر ہو خلاف سنت ہرگز ہرگز اس کا اعتبار نہ کرنا۔

سید احمد صاحب کے اثر سے شیعوں کے مولوی کا جوتیاں چھوڑ کر بھاگنا

ایک دن ارشاد فرمایا ہنگام قیام نانوتہ میں مسمی غلام حسین شیعوں کا مولوی تھا وہ بھی سید صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا آپ ایک مکان میں بیٹھے تھے جب وہ اندر آیا تو آپ متوجہ نہ ہوئے اس پر جوں ہی اثر پڑا تو وہ بدنصیب جوتیاں بھی وہیں چھوڑ کر بھاگا کہ یہ شخص بڑا جادوگر ہے اور جب تک سید صاحب نانوتہ میں مقیم رہے وہ جنگل میں رہا شہر میں نہ آیا۔

مولانا محمد اسمٰعیل شہیدؒ کا شیعوں کے مجتہد کو لاجواب کرنا

حضرت مولانا محمد اسمٰعیل صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ کے تذکرہ میں ایک بار فرمایا کہ لکھنو میں شیعوں کا مجتہد لباس بدل کر سید صاحب کے پاس آیا مولوی اسمٰعیل صاحب موجود نہ تھے کہیں سیر سپاٹے کو گئے ہوئے تھے مجتہد نے آکر کہا مجھے چند مسئلے دریافت کرنے ہیں سید صاحب نے فرمایا پوچھو مولوی عبدالحی صاحب کا قاعدہ تھا کہ سائل کا سوال سن کر ذرا سکوت فرماتے پھر جواب دیتے تھے چنانچہ حسب عادت مولوی صاحب نے مجتہد کو جواب دیا مجتہد نے کہا اس بیان سے تو کچھ تسکین نہیں ہوئی چلتے ہیں مجتہد صاحب سے دریافت کریں گے کیونکہ وہاں پورے طور پر تسکین ہو جاتی ہے یہ کہہ کر فوراً اٹھ کر چل دیا گویا الزام دے گیا کچھ دیر بعد مولوی محمد اسمٰعیلؒ آئے اور معاملہ معلوم کیا تو افسوس کرنے لگے کہ ہم نہ ہوئے۔ مولوی اسمٰعیل صاحبؒ کشیدہ قامت سپاہیانہ وضع پر رہتے تھے ایک دن بلا اطلاع مجتہد صاحب کی مجلس میں جا پہنچے اور کہا ''چونیہ سنیوں کی صحبت اکثر رہتی ہے اور وہ لوگ مختلف سوالات پوچھا کرتے ہیں چنانچہ سوال دقت طلب تھے ان کا جواب دریافت کرنا چاہتا ہوں مجتہد صاحب نے نہ پہچانا اور کہا کہ پوچھو مولوی اسمٰعیل صاحب نے سوال شروع کئے مجتہد بیچارا جو جواب دیتا اس کو رد کر دیتے حتیٰ کہ وہ ساکت ہو رہا مولوی صاحب اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا کہ چلیں سید صاحب سے ہی دریافت کریں وہ پورے طور سے تسکین کر دیں گے اور تسلی وہیں جا کر ہوتی ہے'' اتنا کہہ کر چل دیے جب باہر نکل آئے تو مجتہد کو

معلوم ہوا کہ مولوی محمد اسمٰعیلؒ تھے سخت افسوس کیا اور اپنے لاجواب ہونے پر کمال نادم ہوا۔

مولانا محمد اسمٰعیل شہیدؒ کا پالکی پر چلتے ہوئے کرۂ زمین کا مسئلہ سمجھانا

ایک بار مولوی محمد اسمٰعیل صاحب پالکی میں جا رہے تھے ایک طالب علم نے کرہ زمین کے متعلق ہیئت کا مسئلہ دریافت کیا آپ نے بلا تکلف اپنی مٹھی باندھ کر کرہ فرض کر کے اس کو سمجھا دیا۔

مولانا محمد حسن رامپوری کی نازک مزاجی اور اس کا علاج

مولوی محمد حسنؒ صاحب رامپوری کے متعلق فرمایا کہ وہ بہت نازک مزاج تھے اور قافلہ میں نازک مزاج بننا مشکل تھا ذرا سی کوئی بات ان کے خلاف مزاج ہو جاتی تو کھانا نہ کھاتے مولوی محمد اسمٰعیلؒ صاحب نے جو یہ حال معلوم کیا تو ایک دن بالعزم ان کو اپنے پاس بٹھایا اور جب کھانا آیا تو رومال میں ناک سنک کر رومال کو بوچ لیا مولوی محمد حسن صاحبؒ فوراً اٹھ کھڑے ہوئے اور کھانا نہ کھایا دوسرے وقت پھر کھانا آیا تو مولوی اسمٰعیل صاحب نے ان کا ہاتھ پکڑ کر پھر اپنے پاس بٹھا لیا اور بدستور رومال میں ناک سنکی اور اس مرتبہ اتنا اور زیادہ کیا کہ ان کو دکھا کر اس کو مل بھی دیا اس پر مولوی صاحب نفرت کر کے پھر اٹھ کھڑے ہوئے اور یہ وقت بھی فاقہ سے گزرا تیسرے وقت پھر وہی صورت پیش آئی مولوی محمد حسنؒ صاحب نے کہا کہ مولوی صاحب اگر آج آپ کھانے میں ملا بھی دیں گے تو بھی آج ضبط نہیں ہو سکتی" چنانچہ کھانا کھایا مولوی اسمٰعیلؒ صاحب نے فرمایا مولانا قافلہ میں آپ کی نازک مزاجی نبھ نہیں سکتی اس لئے یہ کیا گیا۔

مسائل میں مولانا محمد اسمٰعیل شہید اور سید احمد صاحب کا مشرب

ایک بار ارشاد فرمایا کہ مولانا اسمٰعیلؒ صاحب شہید اور حضرت سید صاحب رحمۃ اللہ علیہما کا یہ مشرب تھا کہ حدیث صحیح غیر منسوخ کے مقابلہ میں کسی کے قول پر عمل نہ کرتے اور جہاں حدیث صحیح غیر منسوخ نہ ملے تو مذہب حنفی سے بڑھ کر کوئی مذہب محقق نہیں" ایک بار یہ

دونوں حضرات لکھنؤ تشریف لے گئے تھے وہاں پہنچ کر اہل ہند پر حج کی فرضیت کا مسئلہ بیان فرمایا لکھنؤ کے علماء ان کے مخالف ہوئے اور دلیل پکڑی ان ضعیف فقہی روایتوں کی جن میں دریائے شور (کہ مابین ہندوحجاز حائل ہے) مخل امن طریق لکھا ہے غرض یہ بات ٹھہری کہ شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کا قول دونوں فریق فیصلہ سمجھیں چنانچہ اہل لکھنؤ نے شاہ صاحب کو لکھا وہاں سے جواب آیا کہ ان دونوں صاحبوں کو میرا قائم مقام سمجھو اور فقیر کی رائے بھی یہی ہے کہ اہل ہند پر حج فرض ہے۔

شاہ محمد عمر صاحبؒ کا غیر مقلدیت کے بانی اکبر خان کو دورانِ وعظ دھول رسید کرنا

ایک مرتبہ ارشاد فرمایا شاہ محمد عمر صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا محمد اسمٰعیلؒ صاحب کے صاحبزادے تھے اور مجذوب تھے ایک بار جامع مسجد دہلی میں اکبر خان غیر مقلدی کا بانی وعظ کر رہا تھا جمعہ کے بعد حضرت مولانا محمد عمر صاحبؒ اس کے پاس وعظ سننے کو تشریف لے چلے لوگوں نے کہا بھی کہ حضرت یہ غیر مقلد ہے آپ نے فرمایا ''پھر کیا ہوا قرآن وحدیث رسولؐ ہی تو بیان کرتا ہے'' غرض شاہ صاحب مراقب ہو کر وعظ میں بیٹھ گئے جب تک وہ حدیث پڑھتا رہا خاموش بیٹھے سنتے رہے ایک حدیث کے بعد اکبر خان کی جو شامت آئی تو اس نے کہا ''اگر ابو حنیفہ بھی ہوتے تو اس حدیث کا مطلب ہم انہیں سمجھا دیتے'' بھلا شاہ صاحب میں کہاں تاب تھی آپ نے سر اٹھا کر فرمایا ''تو ابو حنیفہ کو مطلب سمجھاتا جن کے مقلد جنید وشبلی جیسے ہو گئے'' اٹھ کر ایک دھول اس کے سر پر ایسی لگائی کہ اس کا عمامہ اڑ گیا چند بنگالی طالب علم جو اکبر خان کے معتقد اس کے ہمراہ تھے شاہ صاحب کے مقابلہ کو تیار ہوئے مگر اکبر خان نے روکا کہ نہیں نہیں صاحبزادہ ہیں''

شاہ محمد عمر صاحب کو پہرے دار کے مارنے اور معذرت کرنے کا واقعہ

ایک بار شاہ محمد عمر صاحبؒ جا رہے تھے اندھیری رات تھی پہرہ والے نے ٹوکا کہ کون جاتا

ہے؟ شاہ صاحب نے کچھ جواب نہ دیا پہرہ والے نے پھر پوچھا کون ہے؟ تب فرمانے لگے تجھے معلوم نہیں ہوتا آفتاب نکلا ہوا' اس جواب پر پہرہ والے نے مارنا شروع کیا کسی نے اتفاق سے پہچان لیا اور کہا ارے یہ تو مولانا محمد عمر صاحب ہیں اس پر پہرہ والے نے بھی معذرت کی کہ حضرت میں نے پہچانا نہ تھا شاہ صاحب نے فرمایا'' کچھ نہیں میاں کچھ نہیں'' اور چلے گئے۔

مولانا رحمت اللہ صاحب کی ہجرت اور تھانہ بھون کے مجذوب کا واقعہ

ایک مرتبہ حضرت امام ربانی نے ارشاد فرمایا عذر کے زمانہ میں ایک مجذوب صاحب تھانہ بھون میں تھے جب مولوی رحمت اللہ صاحب کی گرفتاری کا حکم ہوا اور ان کا ارادہ ہجرت کا ہوا تو لوگوں نے کہا کہ مجذوب صاحب سے ذرا مشورہ لینا چاہئے چنانچہ ان کی خدمت میں گئے اور عرض کیا انہوں نے فرمایا رہ جاؤ کچھ نہیں ہوگا اس کے بعد مزید اطمینان کیلئے مولوی رحمت اللہ صاحب پھر ان کے پاس گئے تب مجذوب صاحب فرمانے لگے'' چلا جا یہاں نہیں رہ سکتا فاضل ہو کر ایسی چھچھوری بات نہیں بھاتی'' اور اپنے والد صاحب کا نام لیکر کہا کہ تین روپیہ ان کی طرف سے اور چھ روپیہ میری طرف سے تجھے ملتے رہیں گے'' پس مولوی رحمت اللہ صاحب نے بھی ہجرت کا قصد کر لیا اور اس تاریخ سے نو روپیہ ماہوار ان کو برابر ملا کرتے۔ اس میں کبھی فتور واقع نہیں ہوا مولوی ولایت حسین صاحب نے عرض کیا کہ حضرت اگر مجذوب صاحب کے کہنے کے موافق مولوی رحمت اللہ صاحب ہندوستان میں رہ جاتے تو کچھ دار و گیر نہیں ہوتی؟ حضرت نے ارشاد فرمایا'' ہاں کوئی صورت برأت کی منجانب اللہ نکل آتی۔

حضرت حاجی صاحبؒ کا حضرت گنگوہی کی بیٹی کو روپیہ دینا اور اس کا لینے سے انکار کا واقعہ

ایک بار ارشاد فرمایا کہ حضرت مرشدنا حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ گنگوہ تشریف لائے

میری لڑکی کی عمر کوئی تین سال کی تھی حضرت نے اس کے ہاتھ میں پانچ روپیہ شیرینی کے دیئے میری لڑکی نے وہ روپیہ لیکر حضرت کے قدموں میں رکھ دیئے پھر دیئے اس نے ایسا ہی کیا ہر چند حضرت نے پھسلایا کہ تو تو میری بیٹی ہے لے لے مگر اس نے مانا ہی نہیں حضرت نے فرمایا آخر تو فقیر کی بیٹی فقیرن ہی ہے اس کے بعد یہ دعا فرمائی ''ایں دختر صاحب نصیب است و ہیچ عسرتے در دنیا نہ بیند والا زاہد وصالح خواہد شود'' اس کے بعد حضرت امام ربانی قدس سرہ نے فرمایا الحمد اللہ میری لڑکی کو دنیا کی محبت بالکل نہیں ہے۔

حضرت گنگوہیؒ کا
شدید خارش کے باوجود سبق ناغہ نہ کرنا

ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ جب میں استاذی مولانا مملوک علی صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پڑھتا تھا میرے تمام بدن کے اوپر خارش نکل آئی۔ میں ہاتھوں میں داستانہ پہن کر سبق پڑھنے کیلئے حضرت مولانا کی خدمت میں حاضر ہوتا اور ان ایام میں بھی ایک دن سبق ناغہ نہیں کیا۔ ایک روز مجھ کو زیادہ خارش میں مبتلا دیکھ کر حضرت استاذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''میاں رشید تمہارا تو وہ حال ہو گیا بقول شخصے

یکتن وخیل آرزو دل بچہ مدعا دہم ☆ تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم

ایک شخص کا امام جعفر صادق سے اسم اعظم سیکھنا

ایک بار ارشاد فرمایا کہ ایک شخص حضرت امام جعفر صادق کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ حضرت میں اسم اعظم سیکھنے آیا ہوں آپ نے اس سے وعدہ فرمایا اور کہا کہ فلاں دن فلاں دریا کے کنارہ پر مجھ سے ملنا چنانچہ وہ شخص حسب ارشاد دریا میں گھسا اور آپ کا نام لیتا رہا یہاں تک کہ پانی ناف سے اوپر آ گیا اور یہ شخص ہمت کر کے بڑھتا ہی رہا آخر جب بیچ دھار میں پہنچا تو لگا ڈوبنے اس پریشان حالی میں اس نے امام کا نام لینا تو چھوڑ دیا اور بے اختیار زبان سے نکلا اللہ اللہ چنانچہ اللہ کو پکارتا ہوا دریا سے پار اتر گیا اس وقت حضرت امام جعفر صادقؒ نے ارشاد فرمایا کہ اسم اعظم یہی نام مبارک اللہ اللہ ہے بشرطیکہ اسی طرح دل

سے نکلے جیسا ابھی ڈوبتے تیری زبان سے نکلا تھا اس قصہ کے بعد حضرت امام ربانی قدس سرہ نے ارشاد فرمایا تو میاں راہ خدا میں خلوص کا ہونا ہی کوئی بات ہے۔

شاہ عبدالغنی صاحبؒ کا باوجود فاقہ کے ڈیڑھ سو واپس کرنا

ایک بار ارشاد فرمایا میرے استاد حضرت شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا تقویٰ بہت بڑھا ہوا تھا سیکڑوں مرید تھے اور ان میں اکثر امراء اور بڑے آدمی تھے مگر آپ کے ہاں اکثر فاقہ ہوتا تھا ایک روز آپکے ہاں کئی روز کا فاقہ تھا خادمہ کسی بچہ کو گود میں لئے ہوئے باہر نکلی بچہ کے چہرہ پر بھی فاقہ کے سبب پژمردگی تھی اتفاق سے مفتی صدرالدین صاحب کہیں سے تشریف لاتے تھے بچہ کا چہرہ مرجھایا ہوا دیکھا تو خادمہ سے پوچھا بچہ کیسا ہے اس کا رنگ کیوں متغیر ہے؟ اس نے ٹھنڈا سانس بھر کر کہا حضرت کے ہاں کئی وقت سے فاقہ ہے مفتی صاحب کو سخت صدمہ ہوا اسی وقت گھر پہنچ کر خادم کے ہاتھ ڈیڑھ سو روپیہ روانہ کئے اور لکھا کہ یہ آمدنی فیس کی نہیں ہے بلکہ تنخواہ ہے قبول فرمالیجئے۔ حضرت شاہ صاحب نے واپس فرمادیئے اور کہلا بھیجا آپ کی تنخواہ ہی کہاں جائز ہے؟ یہ ہولیا اس کے بعد شاہ صاحب کو فکر ہوا کہ فاقہ کا راز کس طرح ظاہر ہوا تحقیق سے معلوم ہوا کہ خادمہ نے کہدیا تھا آپ نے اس کو بلایا اور فرمایا ''نیک بخت اگر فاقہ کی برداشت نہیں ہے تو اور گھر دیکھ لو مگر خدا کیلئے ہمارا راز افشاں نہ کرو۔''

باوجود فاقہ کے حضرت گنگوہیؒ کا قرض نہ لینا

ایک بار آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے اور میرے گھر کے لوگوں نے فاقے اٹھائے مگر الحمدللہ میں نے کبھی قرض نہیں لیا۔

ملفوظات

دریاست مجلس شاہ دریاب وقت وشناس ☆ ہاں اے زیاں رسیدہ وقت تجارت آمد

لڑکوں کا میاں جی کو بیمار بنا کر چھٹی منانے کا قصہ

ایک دن حضرت امام ربانی قدس سرہ چارپائی پر لیٹے تھے طبع کچھ ناساز تھی مولانا حکیم مسعود احمد صاحب آئے اور مزاج پرسی فرمائی کسی قدر درد ریح بائیں ساق میں بیان فرمایا اور اسی سلسلہ میں ارشاد فرمایا کہ ایک میاں جی کو لڑکوں نے بیمار بنا دیا تھا لڑکوں نے صلاح کی کہ آؤ آج کی چھٹی لیں صبح کو ایک لڑکا آیا اس نے کہا میاں جی صاحب آج طبیعت کیسی ہے ؟ میاں جی نے کہا اچھی ہے کچھ دیر بعد دوسرا آیا اس نے بھی پوچھا میاں جی صاحب آج مزاج کیسا ہے؟ کچھ چہرہ اترا ہوا سا ہے میاں جی نے اس کو بھی جھڑک دیا پھر تیسرا آیا اس نے بھی ناسازی طبع کے آثار بیان کئے اور مزاج پوچھا تب تو میاں جی صاحب کا خیال بدلا چپ ہو گئے پھر تھوڑی دیر بعد چوتھا آیا اس نے بھی کہا کہ میاں جی صاحب آج کچھ چہرہ اداس ہے طبیعت کیسی ہے پے درپے ان باتوں سے میاں جی صاحب اچھے خاصے بیمار ہو گئے اور لیٹ رہے لڑکوں نے استاد کو صاحب فراش بنا کر چھٹی منائی اور خوب کھیلے اب جو کوئی آئے میاں جی صاحب فرمائیں طبیعت اچھی نہیں دوست آشنا نبض دیکھیں تو کچھ بھی نہیں سب کہیں اجی آپ تو اچھے ہیں تندرست آدمی خواہ مخواہ کو بیمار کیوں بنتے ہیں مگر میاں جی کو یقین ہی نہ آئے آخر بمشکل یقین آیا اور اٹھکر بیٹھے۔

مولانا مظہر حسین صاحب کے دادا کا بھولا پن

اسی سلسلہ میں فرمایا کہ مولوی مظہر حسین صاحب کے دادے ایک بھولے آدمی تھے ان کے لڑکے عبدالرحمٰن نے جن کی قبر دیوار غربی احاطہ خانقاہ کے قریب ہے ایک دن کہ رمضان کی ستائیس یا اٹھائیس تھی اپنے والد سے کہا ابا جی میں نے چاند دیکھا انہیں یقین آ گیا اور کہتے پھرے لو بھئی چاند ہو گیا کل کو عید ہے لوگوں نے کہا مولوی صاحب غضب کرتے ہو بھلا ستائیس یا اٹھائیس کو بھی چاند دکھائی دیتا ہے؟ وہ بولے کہ میرا عبدالرحمٰن جھوٹا نہیں اس کی بالی نگاہ ہے دیکھ لیا ہوگا۔

حضرت گنگوہی کے ایک استاد کا
بدن دبانے والوں کو برا بھلا کہنا

ایک بار اسی طرح حضرت امام ربانی استراحت فرما رہے تھے اس دن آپ کی داہنی ٹانگ میں درد کی تکلیف تھی منشی ابراہیم خان صاحب حاضر ہوئے اور مزاج پرسی کی فرمایا داہنی ٹانگ میں کسی قدر درد ہے اور دبوانے کی عادت کے سبب جو لوگوں نے ڈال دی ہے اور بھی تکلیف ہوتی ہے اس کے بعد ارشاد فرمایا مولوی محمد بخش صاحب رامپوری رحمۃ اللہ علیہ میرے استاد تھے جب وہ حج سے واپس آئے تو لوگوں نے دریافت کیا کہ حضرت ہمارے لئے بھی دعا کی تھی مولانا نے فرمایا کہ ہاں گالیاں بھی دی تھیں اور بد عا بھی کی تھی لوگوں نے کہا کہ حضرت یہ کیوں آپ نے فرمایا جب میں واپسی میں جہاز پر بیمار ہوا اور کوئی تم میں سے بدن دبانے والا نہ ملا تو مجھے سخت تکلیف ہوئی ہمراہی سب برابر کے تھے دبواتا کس سے اس وقت بہت برا بھلا تم لوگوں کو کہا کہ نہ عادت ڈالتے نہ ایسا ہوتا۔

بعض غلط باتوں کی تردید

ایک شخص نے دریافت کیا کہ بچے جب چارپائی یا مونڈھے پر بیٹھے ہوئے پیر ہلانے لگا کرتے ہیں تو ان کو منع کرتے ہیں کیا یہ کوئی شرعی بات؟ حضرت نے فرمایا نہیں کچھ بھی نہیں

بہت سی باتیں محض بے اصل بھی مشہور ہوگئی ہیں مثلاً نمک جو گر جاتا ہے تو کہا کرتے ہیں کہ ''پلکوں سے چننا پڑے گا اور یہ ایسی بات ہے کہ قریباً سب ملکوں میں مشہور ہے یورپ شمال دکھن کی طرف بھی شائع ہے۔ مولانا حکیم مسعود احمد صاحب نے فرمایا اور حضرت یہ جو مشہور ہے کہ مور جب ناچتا ہے تو اسکی آنکھ سے قطرات ٹپک پڑتے ہیں جسے اس کے گرد کی مورنیاں چگ لیتی ہیں اور حاملہ ہو جاتی ہیں اور اس طرح انڈے دیتی ہیں؟ آپ نے فرمایا اس کو حضرت علیؓ نے ایک بیان میں غلط فرمایا ہے۔

جب برا خواب دیکھو تو سورۂ فلق اور سورۂ ناس پڑھا کرو

ایک مرتبہ آپ کے پوتے صاحبزادہ میاں سعید احمد حاضر خدمت ہوئے آپ نے بکمال شفقت انکو اپنے پاس بٹھالیا۔ وہ اپنی خواب جو کبھی دیکھی تھی بیان کرنے لگے حضرت نے فرمایا'' جب خواب پریشان دیکھا کرو تو **قل اعوذ برب الناس قل اعوذ برب الفلق** پڑھ کر اپنے پر دم کر لینا چاہئے'' اس کے بعد ارشاد فرمایا منشی خلیل احمد کا لڑکا بہت خوابیں دیکھا کرتا تھا اور مجھ سے بہت محبت رکھتا تھا چیچک کے مرض میں جب وہ قریب الموت تھا تو ذرا افاقہ ہونے پر اس نے اپنے والدین سے کہا کہ حضرت کو بلا دو تو میں اچھا ہو جاؤں گا چنانچہ میں طلبہ کو سبق پڑھا رہا تھا کہ گاڑی آئی۔ کھانا کھانے کے بعد میں اس کو دیکھنے کو گیا کچھ دیر بیٹھ کر واپس آیا بعد میرے اس نے کہا کہ میں اب اچھا ہو گیا اور پھر اسی مرض میں مر گیا۔

ایک بکرے کے پیٹ سے حجرۃ التیس کا نکلنا

ایک دن میاں سعید احمد سلمہ ربہ کی بکری گولریاں چرتی پھرتی تھی حضرت نے ارشاد فرمایا ایک قصبہ میں ایک شخص کے ہاں بکرا پل رہا تھا اس کا نام تھا منگلا لوگ اس کو باولا خیال کرتے تھے وہ ایسا قوی اور زور آور تھا کہ زمین سے بازاروں کی دوکان پر چڑھ جاتا اور دوکانوں سے نیچے کود جاتا بازار کی ایک دوکان سے مقابلہ والی دوسری دوکان پر جا کودتا اور

منگلا منگلا کر کے بلانے پر فوراً پاس چلا آتا ذبح کے بعد اس کے پیٹ سے ایک پتھری نکلی تھی جس کو حجرۃ التیس کہتے ہیں اور سمیّت امراض میں کام آتی ہے چنانچہ میرے بھورال نے کاٹ کھایا تھا تو اس میں سے ذرا سی استعمال کی گئی اور نافع پایا۔

امداد پیر کے متعلق واقعہ

ایک دن امداد پیر کا ذکر مذکور تھا حضرت نے فرمایا رامپور میں ایک شخص نے اِدھر اُدھر سے چندہ کے طور پر جمع کر کے مسجد بنائی تھی مسجد تو بن گئی لیکن کنواں سار پر نہ بیٹھتا تھا اور برابر لحل نکلتی آتی تھی اس شخص کو بڑا فکر تھا کہ روپیہ تو رہا نہیں اور کنواں درست ہوتا نہیں یا اللہ کیا کروں؟ ایک روز یہی سوچ کرتے کرتے رو پڑے اور روتے روتے غنودگی سی آگئی تو دیکھا حضرت تشریف رکھتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ تسلی رکھ ایک شخص آکر تیرا کام کردے گا پھر ان کو تشفی سی ہوگئی اگلے روز ایک شخص لمبا تڑنگا کسی گاؤں کا آیا اس نے دریافت کیا کہ یہاں کوئی کنواں بن رہا ہے؟ اس میں کچھ خرابی ہے؟ انہوں نے اس کو کنواں دکھلایا اور مزدوری کے لئے کہا اس نے کچھ معمولی سی محنت کی اور جلد سرکنڈے مونج وغیرہ منگا کر بینڈ ئے بنوائے اور خود کنویں میں اتر کر دو تین جھام لگائے اور بینڈ ئے کام میں لایا اور جلد نکل آیا لوگ کہتے تھے کہ وہ کنواں بالکل سار پر جا بیٹھا اور اچھا خاصہ ہوگیا۔

سورۂ توبہ کے شروع میں بسم اللہ پڑھنا کیسا ہے؟

ایک بار منشی محمد ابراہیم خان صاحب نے سورۂ توبہ کے اول یا بیچ میں بسم اللہ پڑھنے کے لئے دریافت کیا تو حضرت نے ارشاد فرمایا کہ کچھ حرج نہیں اور بسم اللہ نہ لکھنے کی وجہ بیان فرمائی کہ یہ صحیح طور سے نہیں معلوم ہوا کہ یہ سورۃ اپنے ماقبل سورۃ کا جزو ہے یا جداگانہ مستقل سورۃ ہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا تو انہوں نے بھی یہی جواب دیا تھا۔

گورے اور افغانی کی زور آزمائی

حضرت علیؓ سے وہ دعا منقول ہے اعوذ باللہ من عذاب النار الخ پھر ذکر کرتے

کرتے ولایت کے باشندوں اور وہاں کی اشیاء کے قوی ہونے کا ذکر آ گیا تو فرمانے لگے کہ علی گڑھ میں ایک سرشتہ دار تھے ان سے کلکٹر کو محبت تھی سرشتہ دار نے صاحب سے ایک دن بر سبیل تذکرہ کہا کہ بہ نسبت گوروں کے افغان زیادہ تر قوی ہوتے ہیں صاحب کو اس پر اعتراض ہوا تو سرشتہ دار نے تجربہ کرانے کے لئے ایک افغان کو بلایا جو بازار میں ہینگ بیچتا اور معمولی خرید و فروخت کرتا پھر رہا تھا اور اس سے گورے کے ساتھ زور آزمائی کے لئے کہا پھر مقابلہ ہونے تک اس کے کھانے کی غور پرداخت کرتا رہا اور صاحب نے ایک خاص قسم کے گورے کو جو قوت میں اس قوم کے اندر مشہور ہیں آمادہ کیا کہ افغان کا مقابلہ کرے غرض دن مقرر ہو گیا وقت مقررہ پر افغان اور گورا اس مقابل ہوئے افغان نے کہا ''چہ تم ہمارے ایک مکا مارو'' گورے نے پوری طاقت سے ایک مکا افغان کی پسڑی پر مارا لیکن افغان کو وہ کچھ یوں ہی سا محسوس ہوا افغان نے پھر کہا کہ دوبارہ مارو تا کہ کچھ معلوم ہو گورے نے پھر کمال قوت سے ایک اور مکا مارا جس سے افغان کا چہرہ سرخ ہو گیا اور اس کو غصہ آ گیا اب افغان نے ایک مکا گورے کے سر پر اس زور سے مارا کے سر کی کھوپڑی بیٹھ گئی اور گورا مر گیا سرشتہ دار نے جلدی سے افغان کو وہاں سے رفو چکر کر دیا کہ دار و گیر سے محفوظ رہے۔

گھوڑوں کے ایک تاجر کا قصہ

ایک اور حکایت بیان فرمائی کہ سہارنپور کی بڑی سرائے میں ایک افغان گھوڑوں کا تاجر اترا ہوا تھا اس کے پاس ایک جھڑوس سا گھوڑا بدنما سا تھا ایک شخص کو خبر ہوئی تو آئے اور اس گھوڑے کو ہاتھ پاؤں کا قوی لیکن بھدا سو چکر افغان سے کہا کہ یہ گھوڑا تیس روپیہ تک ہمیں دے دو گے یا نہیں؟ سوداگر نے کہا کہ جتنے گھوڑے میرے ساتھ آپ دیکھتے ہیں یہ گھوڑا ان سب سے قوی ہے اور میں نہ تو اس کو دانہ دیتا ہوں اور نہ اچھا گھاس ہی دیتا ہوں تب بھی یہ اتنا تیز رو ہے کہ میں یہاں سے دیوبند کے پڑاؤ پر سارے گھوڑوں کو مع سامان علی الصباح روانہ کر دوں گا اور میں خود یہاں سے چائے پانی پی کر دن چڑھے اس پر سوار ہو کر

چلوں گا لیکن وہاں وہ گھوڑے پہنچے ہی ہوں گے کہ میں پہنچ جاؤں گا سو اس قوت وطاقت پر میں اسے تیس روپیہ میں کیونکر بیچ سکتا ہوں؟

آندھی اترنے کیلئے عمل پڑھنا کیسا ہے

ایک دن ملا شمس الدین نے دریافت کیا کہ حضرت جو لوگ آندھی اتر جانے کے لئے عمل پڑھتے ہیں یہ کیسا ہے؟ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ جیسے اور امراض کے لئے ادویہ اور اوراد ہیں ویسے ہی یہ بھی ہے اور اس میں کوئی حرج نہیں جائز ہے۔

درود تاج پڑھنا کیسا ہے؟

منشی محمد یٰسین صاحب نے ایک بار درود تاج کے پڑھنے کی بابت دریافت کیا کہ کیسا ہے حضرت نے فرمایا کہ بہت سے درود وغیرہ لوگوں نے بنالئے ہیں اور خود انکی اسنادیں لکھ رکھی ہیں باقی کچھ نہیں تم کو اس کی ضرورت نہیں۔

حضرت گنگوہی پر اساتذہ کی عنایت وشفقت

ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ شاہ احمد سعید صاحب سے میں سبق پڑھ رہا تھا شاہ صاحب کی خدمت میں ایک سہارنپوری بغرض سلام حاضر ہوئے شاہ صاحب نے فرمایا میاں تم مولوی ہدایت احمد صاحب گنگوہی کو بھی جانتے ہو وہ کہاں ہیں انہوں نے عرض کیا کہ حضرت انکا تو انتقال ہو گیا یہ رشید احمد ان کا لڑکا موجود ہے حضرت شاہ صاحب نے فرمایا کہ لو یہ تو آج تم سے ہی معلوم ہوا کہ یہ ان کا لڑکا ہے اس کے بعد حضرت امام ربانی نے ارشاد فرمایا کہ شاہ عبدالغنی صاحب وشاہ احمد سعید صاحب میرے استاد ہیں اور میرے حال پر بمنزلہ اولاد عنایت فرمایا کرتے تھے اور فرمایا کہ میرا ارادہ شاہ عبدالغنی صاحب سے بیعت ہونے کا تھا مگر پھر حضرت حاجی صاحب سے بیعت ہو گیا۔

حضرت حاجی صاحب کی میاں جی نور محمد صاحب سے بیعت کا ذکر

ایک دن کسی شخص نے بیعت کی تمنا کی آپ نے چاروں خاندان میں بیعت فرمایا اور اد مسنونہ تعلیم کیلئے نماز کی تاکید فرمائی اور اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ میں صرف درمیانی واسطہ ہوں تم حضرت حاجی صاحبؒ کو مرشد جاننا اور لوگوں کے حسن ظن کے سبب مجھے بھی امید مغفرت ہے پھر اعلیٰ حضرت حاجی صاحبؒ کی بیعت کا تذکرہ فرمایا کہ حضرت کو خواب میں بشارت ہوئی کہ اس شخص سے مرید ہو جاؤ اور انکی صورت بھی دکھائی گئی حضرت کا عزم اس وقت شاہ سلیمان صاحبؒ تونسہ شریف والوں سے بیعت کا تھا چنانچہ اس خواب پر حضرت رک رہے اور متلاشی ہوئے کہ وہ کون شخص ہیں حتیٰ کہ ایک شخص کی رہبری سے حضرت میاں جی نور محمد صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے میاں جی صاحبؒ نے فرمایا کہ بھائی خواب وخیال کا کچھ اعتبار نہیں کرنا چاہئے۔ اس سے حضرت حاجی صاحبؒ کی ارادت اور بھی زیادہ ہوگئی اور خواہش بیعت کرنے پر فوراً میاں جی صاحبؒ نے بیعت کر لیا جلسہ ٹھیک وہی ملا جو خواب میں نظر آیا تھا اور مبشر تھے دادا پیر حضرت عبدالرحیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ اسی ضمن میں حضرت حافظ محمد ضامن صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر بھی آیا کہ ان کو میاں جی صاحب نے بہت انتظار دکھا کر اور خوب جانچ پڑتال کر کے عرصہ بعد مرید کیا۔

مولوی عبدالحق کا حافظ ضامن سے بیعت ہونا اور پھر حضرت گنگوہی کا مخالف ہونا

اس قصہ کے بعد منشی ابراہیم خان صاحب نے مولوی عبدالحق انبہٹوی کا ذکر کیا کہ وہ بھی تو اپنے کو حضرت حافظ صاحب ہی کا مرید بتلاتے ہیں حضرت نے ارشاد فرمایا کہ میں نے ہی اس کو حافظ صاحب سے مرید کرایا اور سفارش کی اور اب وہ ہمارے بزرگوں کا منکر اور ہمارا مخالف ہے حضرت حافظ صاحب سے ایک دفعہ وہ کچھ ذکر کا ملتجی ہوا تو فرمایا کہ ہم

نے دوتو باتیں ہی کمائی ہیں ایک بارہ تسبیح دوسری اور۔ اور تو ساری رات پڑا گوز مارے جائے اور خواہش کرے وظائف واوراد کے سیکھنے کی۔

نسبت بڑوں سے ہونا ہی بہتر ہے

ایک مرتبہ حکیم صدیق احمد صاحب نے دو شخصوں کی نسبت دریافت کیا کہ وہ کس سے بیعت ہیں؟ آپ نے فرمایا "بڑے حضرت سے" حکیم صاحب نے عرض کیا کہ انکا آپ سے بیعت ہونا انسب تھا کہ آپ قریب تھے حضرت نے فرمایا " نسبت بڑوں سے ہی ہونا بہتر ہے" اس پر منشی محمد ابراہیم صاحب نے عرض کیا کہ حضرت یہ جو مشہور ہے "استاد بیٹھے پاس اور کام آئے راس" پس قریب کو چھوڑ کر بعید سے کیوں منتسب ہو؟ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ گو وہ بعید ظاہری طور سے ہوں لیکن امداداً قریب ہی ہوتے ہیں اور تمثیل میں حضرت بایزید بسطامی کا اور اپنے قید خانہ کا قصہ نقل فرمایا (جن کو حکایات کے عنوان میں درج کیا گیا ہے)۔

حضرت حاجی صاحب اور حضرت گنگوہی کی عمر کا تذکرہ

اس کے بعد منشی صاحب نے اعلیٰ حضرت حاجی صاحب کا پتہ دریافت کیا تو آپ نے فرمایا "مکہ معظمہ حارۃ الباب بخدمت حاجی امداداللہ صاحب" اسی سلسلہ میں یہ بھی فرمایا کہ حضرت کی عمر اب پچاسی یا چھیاسی سال کی ہے اور میری بہتر سال کی میری پیدائش ۱۲۴۴ء ہجری کی ہے حضرت میں اور مجھ میں تیرہ یا چودہ سال کی کمی بیشی ہے۔

حضرت حاجی صاحب کے کشف کا ایک واقعہ

ایک بار ارشاد فرمایا کہ جب ہمارے حضرت پنجلاسہ واقع پنجاب میں مقیم تھے اور باغیان غدر کی تفتیش و دارو گیر ہو رہی تھی تو ایک شب کسی نے مخبر کردی کہ حضرت ایک شخص کے اصطبل میں مقیم ہیں کلکٹر ضلع خود سوار ہو کر شب کو قریب نیم شب دروازہ اصطبل پر آموجود ہوا اور کواڑ کھلوانے چاہے۔ بڑے بھائی نے جو مالک مکان تھے انگریز سے کہا کہ

آپ نے اس وقت کیوں تکلیف فرمائی انگریز نے گھوڑا دیکھنے کا بہانہ کر کے کہا کہ کواڑ کھولو چنانچہ کواڑ کھولے گئے دیکھا تو بستر لگا ہوا تھا اور سب سامان لیٹنے کا درست تھا لیکن حضرت نہ تھے اِدھر اُدھر دیکھا کہیں پتہ نہیں مالک مکان سے پوچھا کہ یہ بستر کس کا ہے؟ اس نے کہا کہ میرے چھوٹے بھائی کا ہے۔ خوف کے مارے پیشاب خطا ہو گیا لیکن انگریز نے اور کچھ نہیں پوچھا اور گھوڑے کو دیکھتے ہوئے واپس ہو گیا۔ غالباً حضرت کو کشف سے یہ حال آمد انگریز کا معلوم ہو گیا ہو گا کہ پہلے سے تشریف لے گئے۔

علماء دین کی توہین کرنے والے کا چہرہ قبر میں قبلہ سے پھر جاتا ہے

ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ جو لوگ علماء دین کی توہین اور ان پر طعن و تشنیع کرتے ہیں قبر کے اندر ان کا منہ قبلہ سے پھر جاتا ہے بلکہ یہ فرمایا کہ جس کا جی چاہے دیکھ لے۔ غیر مقلدین چونکہ ائمہ دین کو برا کہتے ہیں اس لئے انکے پیچھے بھی نماز پڑھنی مکروہ فرمائی۔

ایک مراقبہ کرنے والے کا خراٹے لینے والے کا گلہ کاٹنا

ایک دن ارشاد فرمایا کہ کسی مسجد میں ایک ولایت مراقبہ کیا کرتا تھا ایک شخص مسجد میں سوتا تھا اور اس کی ناک سے خراٹے کی آواز نکلتی تھی ولایتی صاحب نے فرمایا آواز مت نکالو ہمارے مراقبہ کا حرج ہوتا ہے'' اس شخص کی آنکھ کھل گئی آواز موقوف ہو گئی تھوڑی دیر کے بعد پھر نیند غالب ہوئی اور وہی خراٹے کی آواز آنے لگی پھر ولایتی نے منع کیا آخر جب کئی بار ایسا ہوا تو ولایتی کو غصہ آ گیا اور چھری سے اس بیچارے کا گلا کاٹ دیا اور کہا ہمارے مراقبہ میں حرج ڈالتا ہے؟ ساری مسجد خون سے آلودہ ہو گئی۔

ایک مسافر کا حضرت گنگوہی کی خدمت میں آنا اور بے نیل مرام واپس جانا

ایک بار کوئی مسافر مسجد میں آ کر ٹھہرا مگر حضرت سے نہ ملا مغرب کے بعد حضرت کے

ایک خادم کی زبانی انہوں نے کہلا بھیجا کہ اگر اجازت ہو تو حاضر ہوں" حضرت نے جواب دیا" جی چاہے تو آئیں" آخر دوسرے دن جبکہ مجمع حاضر خدمت تھا وہ مسافر آئے اور بیٹھ گئے حضرت امام ربانی اس وقت سے پہلے مریدوں کے خلوص عقیدت وارادت کا تذکرہ فرمارہے تھے اسی سلسلہ میں ملا نظام الدین لکھنوی اور شیخ جلال کے مرید خان صاحب کا تذکرہ فرمایا اس کے بعد اتباع شریعت کی ترغیب شروع فرمادی اور چند قصے اور بزرگوں کی حکایتیں بیان فرمائیں بعد مغرب یہ مسافر مولوی ولایت حسین صاحب سے کہنے لگے کہ "مولوی صاحب تو یہ چاہتے ہیں کہ میں ان کی خدمت کروں مگر خدمت کروں تو کس امید پر کروں جب خود ہی فرماتے ہیں کہ مجھے کچھ نہیں آتا اور میں نے دو خواب دیکھے تھے جن کی وجہ سے میں گنگوہ آیا ایک تو یہ کہ گویا میں مولوی صاحب کو برا کہہ رہا ہوں کہ مولوی صاحب تشریف لائے اور مجھے چھڑی سے مارا دوسری خواب یہ دیکھی تھی کہ ایک جگہ مولوی صاحب بھی ہیں اور حضرت حاجی صاحب بھی تشریف رکھتے ہیں حضرت حاجی صاحب مولوی صاحب سے یوں فرمارہے ہیں کہ اس کی طرف توجہ کرنا چاہئے" آخر یہ مسافر بے نیل مرام واپس ہوگئے۔

اگلے دن حضرت امام ربانی نے ارشاد فرمایا کہ کل کی باتیں اگرچہ سب کو کہی گئیں مگر مقصود وہ مسافر ہی تھے۔

اس مسافر کا ایک مرتبہ اور تذکرہ ہوا تو فرمایا کہ آدمی تو خوش عقیدہ ہے" اس پر مولوی ولایت حسین صاحب نے ان کی گفتگو نقل کی تب حضرت امام ربانی نے ارشاد فرمایا" میاں کوئی سیکھنے کے طور پر آئے تو بتایا جائے۔"

مشائخ نقشبندیہ کا ذکر خفی کیلئے تخلیہ کو ضروری کہنا

ایک بار ارشاد فرمایا کہ بعض مشائخ نقشبندیہ نے ذکر خفی کے لئے اس قدر تخلیہ کو ضروری فرمایا ہے کہ اس جگہ چڑیوں کی آواز بھی نہ ہو اور ذکر جہر کرنے والوں کو ان باتوں کی حاجت نہیں ہے۔

جب آدھی نہیں چھوٹی جاتی تو ساری کیونکر چھوٹے گی

ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ آدمی جب بزرگوں کے قصے سنتا ہے تو اس کا بھی دل یہی چاہتا ہے کہ ہم بھی ویسے ہی ہو جاتے اور دل کیوں نہ چاہے آخر مسلمان ہے مگر جب کام کرنے کی نوبت آتی ہے تو کچھ نہیں ہوتا ہمارے حضرت حاجی صاحبؒ کی بہو جائی نے ایک مرتبہ حضرت سے کہا کہ آپ کے یہاں اتنے آدمی آتے ہیں کچھ ہمیں بھی تو بتلایئے حضرت حاجی صاحب نے فرمایا تم سے کچھ نہیں ہونے کا آخر جب انہوں نے زیادہ اصرار کیا تو حضرت نے فرمایا کہ ''جتنی روٹی کھاتی ہو اس میں سے آدھی روٹی چھوڑ دو'' ان بیچاری نے ایک دو وقت تو ایسا کیا آخر کہنے لگیں کہ آدھی روٹی تو نہیں چھوٹی جاتی ہاں روزہ کہو تو رکھ لوں'' حضرت نے فرمایا کہ جب آدھی نہیں چھوڑی جاتی تو ساری کیونکر چھوٹے گی۔

ولادتِ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم بغیر بدعات کے جائز ہے

ایک دن مولانا محمد حسن صاحب مراد آبادی نے دریافت کیا کہ حضرت کیا ذکر ولادت رسول مقبول ﷺ بلا رعایت مروجہ کتاب میں دیکھ کر بیان کر دینا جائز ہے؟ حضرت نے فرمایا کیا حرج ہے؟ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ پیرزادے سلطان جہاں نے کہلا بھیجا کہ وہ مولود جو جائز ہے پڑھ کر دکھلا دیجئے میں نے کہلا بھیجا کہ یہاں مسجد میں چلے آؤ مگر انہوں نے عذر کیا کہ عورتیں بھی سننے کی مشتاق ہیں اس لئے مکان میں ہو تو مناسب ہے میں نے مولوی خلیل احمد کو تاریخ حبیب الٰہ مصنفہ مفتی عنایت احمد صاحب مرحوم دیکر کہا کہ تم ہی جا کر پڑھ دو وہ تشریف لے گئے تو وہاں دری بچھی ہوئی تھی صاحب مکان نے کہا کہ اگر یہ بھی ممنوع ہو تو اس کو بھی اٹھا دوں مولوی صاحب نے کہا ''نہیں'' آخر مولود شروع ہوا پہلے آیۃ

کریمہ لقد جآء کم رسول الخ کا بیان فرمایا اور حضرت شیخ عبدالقدوس رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال وافعال بیان کئے پھر بدعات مروجہ کا بیان کر کے ختم کر دیا جن لوگوں کے حق میں مولوی صاحب کی تقریر لاحول کا کام دے رہی تھی وہ تو صاحب مکان سے بہت ناراض ہوئے کہ تم نے اپنے مکان پر بلا کر ہمیں فضیحت کرایا مگر فی الحقیقت اس مولود سے بہت نفع ہوا بہت سے لوگوں کے دلوں میں یہ بات بیٹھی ہوئی تھی کہ منکرین مولود سرے سے مولود ہی کے منکر ہیں بہت سوں کے دلوں سے یہ بات نکل گئی۔

حضرت گنگوہی کے ایک خواب کا ذکر

ایک روز حضرت امام ربانی باہر صحن میں چارپائی پر استراحت فرما رہے تھے آنکھ لگ گئی تھوڑی دیر بعد بیدار ہوئے تو فرمایا پڑے پڑے رامپور (یا نانوتہ فرمایا) پہنچ گئے دیکھا کہ فلاں صاحب (نام راقم کو یاد نہیں رہا) کھڑے ہیں اور کہہ رہے ہیں چلو دیکھو ہم نے مکان بنوایا ہے' اور مکان بہت بڑا ہے مگر وہ کچھ مضمحل اور سست مریض جیسے ہیں اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ وہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ماموں تھے دنیا میں بہت منہمک تھے مگر اب انشاءاللہ ان کی مغفرت ہوگئی۔''

علم رمل سیکھنا کیسا ہے؟

ایک مرتبہ آپ کی مجلس شریف میں رمل کا تذکرہ ہوا مولوی ولایت حسین صاحب نے دریافت کیا کہ حضرت رمل جائز ہے؟ فرمایا اس کی دو قسمیں ہیں ایک سے تو خواص اشیاء دریافت ہوتی ہیں اور دوسری سے مغیبات کا علم حاصل کیا جاتا ہے اول قسم جائز ہے اور دوسری ناجائز ہے مگر دیکھو کبھی اس میں پڑنا نہیں اس کے بعد ایک آیت سورۂ رعد کی پڑھی اور فرمایا کہ اس آیت سے بقاعدہ رمل کیمیا کا نسخہ نکلتا ہے پھر کیمیا کا تذکرہ فرمایا اسی ضمن میں یہ بھی ارشاد فرمایا کہ مکہ معظمہ میں سید قاسم صاحب ایک بزرگ سید صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء میں تھے اچھے بزرگ تھے جب میں ان سے ملا تو مجھ سے وہ فرمانے لگے کہ ہم نے سید صاحب

کے شامل دھڑیوں سونا بنایا ہے تم سیکھ لو اور میاں صاحب یعنی حضرت حاجی صاحب سے کہہ کر حافظ احمد حسین یعنی حضرت کے بھتیجے کو لیتے آؤ دونوں کو بتائیں ہم نے جا کر حضرت سے عرض کیا کہ حافظ احمد حسین کو ان کے پاس مت بھیجئے کیمیا کے پیچھے خواہ مخواہ تباہ ہو جائینگے۔

ایک بار ارشاد فرمایا کہ شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو جناب امیر کرم اللہ وجہہ سے نسبت صلانی کی تعلیم تھی اور ان سے مولانا یعقوبؒ صاحب کو پہنچی مکہ معظمہ میں اس کے سیکھنے کے لئے ہمارے حضرت حاجی صاحبؒ مولانا یعقوبؒ کی خدمت میں تشریف لے گئے اور میں اس وقت حاضر نہ تھا اس لئے حضرت کے شامل نہ گیا اس کے بعد جب میں حضرت سے ملا تو میں نے اس کی حقیقت بیان کر دی حضرت حاجی صاحب نے ارشاد فرمایا تمہیں مولانا یعقوبؒ صاحب کے پاس جانے کی حاجت نہیں۔

ان کے ساتھ تو میرے میاں کا ہاتھ معلوم ہوتا ہے

ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ حضرت میاں جی نور محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مریدوں میں ایک خان صاحب تھے ہمارے حضرت حاجی صاحب کے شامل حضرت حافظ ضامن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے کوئی مرید بھی خان صاحب سے ملنے گئے مگر خان صاحب کو خبر نہ تھی کہ وہ کس کے مرید ہیں حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے خان صاحب پوچھنے لگے کہ ''یہ کس کے مرید ہیں ان کے ساتھ تو میرے میاں کا ہاتھ معلوم ہوتا ہے'' حضرت نے فرمایا یہ حافظ ضامن صاحب کے مرید ہیں اس قصہ پر بعض خدام نے حضرت امام ربانی سے عرض کیا ''تو پھر ہمارے ساتھ بھی میاں جی صاحبؒ کا ہاتھ ہوگا؟ فرمایا ہاں کیا عجب ہے آخر تم بھی تو انہیں کے مرید ہو میں تو فقط واسطہ ہوں۔

حق تعالیٰ جس کے دل سے کبر نکال دے وہ سب کچھ ہے

ایک بار تہذیب اخلاق کا تذکرہ تھا فرمایا حق تعالیٰ جس کے دل سے کبر نکال دے تو

سب کچھ ہے اس کے بعد ارشاد فرمایا میں تھانہ بھون میں تھا اور بہت سے آدمی میرے پاس بیٹھے تھے ایک خان صاحب کا نام لے کر فرمایا کہ وہ بہت سید ھے آدمی تھے اسی مجلس میں مجھ سے پوچھنے لگے کہ مولوی صاحب ٹھیک کہتے ہوا تنے آدمی جو تمہارے پاس بیٹھے ہوئے ہیں اس سے کچھ تمہارے دل میں بڑائی تو نہیں آئی ''میں نے کہا خان صاحب سچ کہتا ہوں اس کا کچھ بھی خیال نہیں'' خوش ہو کر خان صاحب فرمانے لگے ہاں تب ٹھیک ہے۔

زیارت قبور کیلئے سفر جائز ہے یا نہیں؟

ایک دن کسی شخص نے زیارت قبور کے لئے سفر کا حکم دریافت کیا کہ جائز ہے یا ناجائز ؟ آپ نے فرمایا اس میں علماء کا اختلاف ہے بندہ فیصلہ نہیں کر سکتا مولوی محمد یحیٰی صاحب کا خیال ہوا کہ عدم جواز کا فتویٰ دیا جائے حضرت نے ارشاد فرمایا آدمی خود جس طرح چاہے عمل کرے مگر دوسروں پر کیوں تنگی کی جائے۔

عشر مالک زمین پر ہے یا کاشتکار پر؟

ایک روز مولوی ولایت حسین صاحب نے عُشر کا مسئلہ دریافت کیا کہ مالک زمین پر بھی واجب ہے یا صرف کاشتکار پر یا ٹھیکہ دار پر'' فرمایا اس میں امام صاحب اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا اختلاف ہے اور مفتیٰ بہ دونوں قول ہیں دونوں میں جس پر چاہے عمل کرے مولوی صاحب نے عرض کیا کہ حضور کے نزدیک کون قول رائج ہے؟ فرمایا امام کا مذہب کیونکہ ما اخرجت الا رض تو مالک کے پاس نہیں جاتا اس کے بعد عشر کی نسبت یہ بھی ارشاد فرمایا کہ بڑی برکت کی چیز ہے۔

تکفیر روافض میں حضرت گنگوہی کی رائے

ایک مرتبہ مولوی محمد حسن صاحب نے دریافت کیا کہ تکفیر روافض کے بارے میں کیا رائے ہے؟ فرمایا ہمارے اساتذہ تو شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وقت سے برابر تکفیر ہی کے قائل ہیں بعضوں نے اہل کتاب کا حکم دیا ہے اور بعضوں نے مرتد کا مولوی صاحب نے عرض کیا

کہ حضرت کی کیا رائے ہے؟ ارشاد فرمایا میرے نزدیک تو ان کے علماء کافر ہیں اور جہلا فاسق۔

حضرت گنگوہی کا تراویح میں غلطی کرنا

مولوی محمد یعقوب اور مولوی محمد مظہر کا لقمہ نہ دینا

ایک بار ارشاد فرمایا کہ میں تراویح پڑھ رہا تھا اور پیچھے مولوی محمد یعقوب صاحبؒ اور مولوی محمد مظہر صاحبؒ بھی تھے مجھ سے ایک غلطی ہوگئی مگر ان دونوں میں سے کسی نے بھی نہ ٹوکا ہر ایک اس خیال میں رہا کہ غلط ہوتا تو دوسرے صاحب ٹوکتے۔

حضرت گنگوہی کا حضرت حاجی صاحب کو مسائل کی تحقیق سے روکنا

جس زمانہ میں فیصلہ ہفت مسئلہ کا ہنگامہ برپا تھا ارشاد فرمایا کہ ہندوستان میں تو کوئی بات بھی نہیں تھی عرب سے تو اب عجیب عجیب خبریں آتی ہیں اصل یہ ہے کہ جیسا لوگوں نے کہا حضرت نے اسے مان لیا ایک حاجی کا نام لیکر فرمایا وہ بیان کرتے تھے کہ ہم مکہ معظمہ میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اس وقت کسی نے ایک استفتا پیش کیا جس میں صعوبات سفر کی بنا پر عورتوں سے سقوط حج کا بیان تھا اس کی وجوہات سن کر حضرت بھی مہر کر دینے کو تیار تھے مگر ہم نے روکا اور عرض کیا کہ اس قسم کے واقعات ان لوگوں کو پیش آتے ہیں جن کو خست و بخل کی وجہ سے ضروری اخراجات میں بھی کمی کرنا مدنظر ہے اس وقت حضرت رکے اور مُہر نہیں فرمائی'' اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ اگر اس وقت کوئی نہ روکتا تو عورتوں سے حج ہی ساقط ہو چکا تھا مثنوی کا درس ہوتا ہے اس میں سب طرح کے لوگ اور سب قسم کی باتیں ہوتی ہیں اسی میں کچھ کا کچھ ہو جاتا ہے ہم نے کئی بار حضرت کو لکھا کہ مسائل میں آپ گفتگو نہ فرمائیں البتہ حقائق جو اس کے اہل ہوں ان کے سامنے بیان فرمائے جائیں'' اسی ضمن میں حضرت امام ربانی نے ارشاد فرمایا کہ رام اور کنہیا اچھے لوگ تھے پچھلوں نے کیا کا کیا بنا دیا۔

سالک کے لئے دو قسم کے خواب اچھے ہیں

مولوی حکیم حیات علی صاحب نے ایک مرتبہ خواب عرض کیا کہ میں نے اپنے آپ کو بالکل ننگا دیکھا فقط ایک لنگوٹی باندھے ہوئے ہوں حضرت نے ارشاد فرمایا ''بس لنگوٹی ہی کی کسر ہے اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ سالک کیلئے دو قسم کا خواب محمود ہے یا تو اپنے آپ کو ننگا دیکھے یہ قطع تعلقات پر دال ہے یا خوب لٹکتا ہوا کرتہ دیکھے۔

امام المسلمین کون ہے؟

کسی شخص نے دریافت کیا کہ اس زمانہ میں امام المسلمین کون ہے جس کا پہچاننا اہل اسلام کو ضروری ہے ارشاد فرمایا سلطان۔

یہاں جو کچھ ہو آخرت میں بھگتنا پڑے گا

ایک دن مجلس شریف میں دین مہر کا تذکرہ تھا مولوی ولایت حسین صاحب نے کہا کہ یہاں تو لاکھ لاکھ روپئے مہر کے مقرر ہوتے ہیں مگر لینے اور دینے والوں میں کسی کو لینا یا دینا مقصود نہیں ہوتا حضرت نے ارشاد فرمایا یہاں جو کچھ ہو آخرت میں تو بھگتنا پڑے گا اللھم انی اعوذ بک من غلبة الدین۔

آدمی کو جہاں فائدہ ہو وہاں جانا چاہئے

ایک مرتبہ کسی شخص نے شکایت کے طور پر کہا کہ ملاّ مراد صاحب مظفر نگری یہاں حضرت کی خدمت میں حاضر نہیں ہوتے دیوبند حاجی صاحب کے پاس جاتے ہیں'' حضرت نے ارشاد فرمایا کیا مضائقہ ہے آدمی کو جہاں فائدہ معلوم ہوتا ہے وہاں جایا کرتا ہے ہاں انکار نہ ہونا چاہئے۔

آدمی خدا کیلئے جب کام کرتا ہے تو قبول ہوتا ہی ہے

مولوی حیات علی صاحب فرماتے ہیں کہ ایک رات آنکھ کھلی تو اٹھتے ہوئے کسل معلوم

ہوا اور یہ وسوسہ گزرا کہ خدا جانے قبول ہوتا بھی ہے یا نہیں؟ اسی وسوسہ میں آنکھ لگ گئی اور میں سو گیا خواب میں اعلیٰ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ ایک آیۃ پڑھ رہے ہیں اسی وقت آنکھ کھل گئی اس کواب کو حضرت امام ربانی کی خدمت میں عرض کیا تو فرمایا کہ آدمی جب خدا کیلئے کوئی کام کرتا ہے تو قبول ہوتا ہی ہے۔

حضرت گنگوہیؒ کو اپنے حج کی درستگی میں تردد ہونا اور پھر اس کا ازالہ ہونا

ایک بار آپ نے ارشاد فرمایا کہ جب اول حج کرنے میں گیا تو ذی الحجہ کی رویت ہلال انتیس ذیقعدہ کو ہوئی نہیں تھی شہادت کی رو سے حج ہوا مجھے اس شہادت رویت میں شبہ رہا اور ملال ہوا کہ اتنی تو مصیبت سفر اٹھائی اور پھر بھی حج درست نہ ہوا اتفاق سے اس سال تیرہ تاریخ کو چاند گرہن ہوا اس وقت مجھے یقین ہی ہو گیا کہ حج بالکل نہیں ہوا کیونکہ چاند گرہن ہمیشہ چودہ یا پندرہ تاریخ میں ہوتا ہے اتفاق سے ایک دفعہ میں رام پور سے آتا تھا کہ چاند انتیس کا میں نے دیکھا اور تیرہ کو چاند گرہن ہوا اس وقت میں نے جانا کہ تیرہ کو بھی چاند گرہن ہوتا ہے اور میرا حج صحیح ہوا۔

حضرت گنگوہی کو سونا بنانا سکھلانے والے مجذوب کا واقعہ

ایک دن ارشاد فرمایا کہ دہلی میں شاہ عبدالغنی صاحب کی خدمت میں جب میں پڑھا کرتا تھا جہاں پر میرا کھانا مقرر تھا وہاں میں خود لینے جایا کرتا تھا راستہ میں ایک مجذوب پڑے رہا کرتے تھے ہمیں پڑھنے کی طرف اس قدر مشغولی تھی کہ درویش کیا کسی چیز کی طرف بھی طبیعت کو التفات نہ تھا ایک روزہ وہ مجذوب مجھ سے بولے کہ ''مولوی تو کہاں جایا کرتا ہے'' میں نے عرض کیا کھانا لینے انہوں نے کہا میں تجھ کو دونوں وقت اسی طرف جاتا دیکھتا ہوں کیا

راستہ دوسرا نہیں ہے؟ میں نے عرض کیا دوسرا راستہ بازار میں ہو کر ہے وہاں ہر قسم کی چیز پر نگاہ پڑتی ہے شاید کسی چیز کو دیکھ کر طبیعت کو پریشانی ہو مجذوب نے کہا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تجھے خرچ کی تکلیف رہتی ہے میں تجھ کو سونا بنانا بتادوں گا تو میرے پاس کسی وقت آنا میں اس وقت تو حاضری کا اقرار کر آیا مگر خانقاہ پہنچ کر پڑھنے لکھنے میں یاد ہی نہیں رہا دوسرے دن وہ مجذوب پھر ملے اور کہا ''مولوی تو آیا نہیں'' میں نے کہا مجھے پڑھنے سے فرصت نہیں ہوتی ہے جمعہ کو آؤں گا الغرض جمعہ آیا اور اس دن بھی کتاب وغیرہ دیکھنے میں مجھے یاد نہ رہا اور وہ پھر ملے پھر انہوں نے کہا مولوی تو وعدہ کر گیا تھا اور نہیں آیا میں نے عرض کیا کہ مجھ کو یاد نہیں رہا آخر دوسرے جمعہ کا وعدہ کیا اور اسی طرح کئی جمعہ بھولا آخر ایک جمعہ کو وہ مجذوب خود میرے پاس خانقاہ میں آئے اور مجھے شاہ نظام الدین صاحب کی درگاہ میں لے گئے وہاں ایک گھاس مجھے دکھائی اور مقامات بتائے کہ فلاں فلاں جگہ یہ گھاس ملتی ہے اور مجھ سے کہا خوب دیکھ لے'' میں نے اچھی طرح پہچان لی آخر وہ تھوڑی سی توڑ کر لائے اور میرے حجرہ میں آکر مجھے سامنے بٹھا کر اس سے سونا بنایا۔ سونا بن گیا اور میں بھی بنانا جان گیا وہ مجذوب مجھ سے یہ کہہ کر کہ اسے بیچ کر اپنے کام لانا اپنے مقام کو چلے گئے۔ مجھے کتاب کے مطالعہ کے آگے اتنی مہلت کہاں تھی کہ اس کو بازار میں بیچنے جاؤں آخر دوسرے دن وہ مجذوب پھر ملے اور کہا کہ مولوی تو نے وہ سونا بیچا نہیں خیر میں ہی بیچ لا دونگا۔ دوسرے وقت آئے اور میرے پاس سے وہ لے گئے اور بیچ کر اس کی قیمت مجھ کو لا دی۔ پھر ایک روزہ وہی مجذوب ملے اور فرمائش کی کہ مولوی ہمارے واسطے امرود لا میں دو پیسہ کے امرود لے گیا اور ان کے سامنے رکھ دئے انہوں نے ایک امرود ان میں سے ہاتھ میں لیا اور ہنسنے لگے امرود کو دیکھتے جاتے اور یوں کہتے جاتے تھے کہ تجھ کو تو مولوی ہی کھائے گا اس کے بعد وہ امرود مجھے دیا میں نے جو ہاتھ میں لیا تو وہ نہایت گرم تھا اس وقت میرے ذہن میں آیا کہ اگر تو نے یہ امرود کھالیا تو مجذوب ہو جائے گا اس لئے ڈر گیا اور کھایا نہیں چپکے ہی امرود کو ہاتھ میں لئے اٹھ کر چلا آیا اور لا کر اپنے حجرہ میں رکھ دیا

پھر بھول گیا دس پندرہ دن کے بعد جو نگاہ پڑی اور اٹھا کر دیکھا تو وہ امرود بدستور ویسا ہی تازہ معلوم ہوتا تھا کسی قسم کا تغیر نہ آیا تھا بلکہ وہ گرمی جو اس وقت تھی اب بھی موجود تھی (اس کے بعد یاد نہیں حضرت نے کیا فرمایا شاید یوں کہا تھا کہ اس امرود کو کسی شخص نے کھا لیا تھا اور وہ مجذوب ہو گیا تھا) ایک روز وہ مجذوب پھر آئے اور کہنے لگے کہ مولوی میں یہاں سے جاتا ہوں تو میرے ساتھ چل اور اس بوٹی کو پھر دیکھ لے غرض پھر مجھے ساتھ لے گئے اور سلطان جی صاحب نے وہ بوٹی پھر دکھائی اس کے بعد کہیں چلے گئے۔

اہلِ دنیا کا حال

ایک بار آپ کی داڑھ میں درد تھا فرمانے لگے میں سمجھتا ہوں کہ اگر داڑھ اکھڑوا دوں تو تکلیف جاتی رہے گی مگر ہمت نہیں پڑتی یہی حال اہل دنیا کا ہے کہ دنیا کی تھوڑی مشقت نہیں برداشت کرتے اور آخرت کے مصائب میں مبتلا ہوتے ہیں۔

بیٹے کے بڑے ہونے پر والد خوش ہوتا ہے مگر لڑکا موت کے قریب ہوتا ہے

ایک بار فرمایا جیسے جیسے لڑکے بڑے ہوتے ہیں آدمی خوش ہوتا ہے اور یہ نہیں سمجھتا کہ روز بروز اس کی زندگی کے دن کم ہوتے جاتے ہیں اور موت سے وہ قریب ہوتا جاتا ہے۔

حضرت گنگوہی کا خواب میں حضرت نانوتوی سے نکاح کرنا

ایک بار ارشاد فرمایا میں نے ایک بار خواب دیکھا تھا کہ مولوی محمد قاسم صاحب عروس کی صورت میں ہیں اور میرا ان سے نکاح ہوا ہے سو جس طرح زن و شوہر میں ایک کو دوسرے سے فائدہ پہنچتا ہے اسی طرح مجھے ان سے اور انہیں مجھ سے فائدہ پہنچا ہے انہوں نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف کر کے ہمیں مرید کرایا اور ہم نے حضرت سے سفارش کر کے انہیں مرید کرادیا حکیم محمد صدیق صاحب کاندھلوی نے کہا الرجال قوامون علی النساء آپ نے فرمایا ہاں آخر ان کے بچوں کی تربیت کرتا ہی ہوں۔

قبر میں شجرہ رکھنا کیسا ہے؟

حضرت مولانا اشرف علی صاحب مدظلہ نے ایک بار دریافت کیا حضرت قبر میں شجرہ رکھنا جائز ہے؟ حضرت نے فرمایاہاں مگر میت کے کفن میں نہ رکھے طاق کھود کر رکھدے اس پر حضرت مولانا نے عرض کیا اس سے کچھ فائدہ بھی ہوتا ہے؟ حضرت نے ارشاد فرمایا ہاں ہوتا ہے اس کے بعد فرمایا کہ شاہ غلام علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے کوئی مرید تھے ان کے پاس شاہ صاحب کا جوتا تھا انتقال کے وقت انہوں نے شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو وصیت کی کہ یہ جوتے میری قبر میں رکھدئے جائیں چنانچہ حسب وصیت رکھدئے گئے اس پر شاہ صاحب سے مولوی نذیر حسین وغیرہ نے استہزاءً کہا کہئے جوتوں میں کتنا غلیظ لگا ہوا تھا؟ اور کوئی پوچھتا کتنا کیچڑ تھا؟ اس پر شاہ صاحب نے فرمایا اگر یہ فعل ناجائز تھا تو ہمیں دلیل سے سمجھادیتے استہزاء اور تمسخر کی کیا حاجت تھی سواب تم لوگوں کے پاس کبھی نہ بیٹھوں گا اور دستور یہ تھا کہ نماز جمعہ کے بعد یہ لوگ مسجد میں بیٹھا کرتے تھے اس کے بعد شاہ صاحب کے کسی شاگرد نے ضرب النعال علیٰ رؤس الجہال رسالہ لکھا اس میں آثار صحابہ وغیرہم رضی اللہ عنہم سے ثابت کیا کہ تبرکات بزرگان کو قبر میں ساتھ لے جانا جائز ہے اس رسالہ کو دیکھ کر منکرین نادم ہوئے۔

حضرت گنگوہی کا حضرت حاجی صاحب سے تجدید بیعت کی درخواست کرنا

مولوی ولایت حسین صاحب فرماتے ہیں ۱۳۱۷ھ میں بندہ بارادہ تجدید بیعت حاضر آستانہ ہوا مگر عرض کی ہمت نہ ہوئی جب لوگ مرید ہوتے ان کے ساتھ میں بھی آہستہ آہستہ کلمات توبہ کہتا جاتا تھا ایک دن حضرت ارشاد فرمانے لگے میں نے ایک مرتبہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے تجدید بیعت کیلئے عرض کیا تھا مگر منظور نہیں فرمایا اس پر بندہ نے عرض کیا کہ میں بھی وطن سے بایں ارادہ چلا تھا حضرت نے فرمایا ہاں مولویوں کے خیالات اسی قسم کے ہوتے ہیں۔

اسی خانقاہ میں عمر گزر گئی اور حق تعالیٰ نے سب کچھ دیا

ایک بار ارشاد فرمایا کہ جس زمانہ میں ہم پڑھتے تھے اس زمانہ میں عربی پڑھے ہوؤں کی بڑی قدر تھی منصفی اور صدر الصدوری وغیرہ وغیرہ بڑے بڑے عہدے ملتے تھے چنانچہ ہمارے ساتھ کے پڑھے ہوئے اکثر لوگ بڑے بڑے عہدوں پر نوکر ہوئے ماموں صاحب نے میرے لئے بھی سعی کی مگر میں نے منظور نہیں کیا اس پر ماموں صاحب ناخوش ہوئے جب وہ سمجھ گئے کہ یہ انگریزی نوکری ہرگز نہ کرے گا تو انہوں نے مجھے بہت ہی مجبور کیا اور ایک رئیس کے ہاں تعلیم پر نوکر کرا دیا ماموں صاحب کی سفارش سے وہاں خوب قدر و عزت ہوئی مگر ہم چند ہی روز میں نوکری چھوڑ کر چلے آئے آخر ماموں صاحب سمجھ گئے کہ اسے کچھ کرنا نہیں ہے پھر مجھ سے کچھ نہ فرمایا اور ناخوش بھی نہیں ہوئے اس کے بعد فرمایا اللہ تعالیٰ کا احسان ہے اسی خانقاہ میں عمر گزر گئی اور حق تعالیٰ نے سب کچھ دیا۔

قبر پر جا کر شیرینی تقسیم کرنا کیسا ہے؟

ایک بار کسی شخص نے سوال کیا کہ کسی قبر پر شیرینی لے جانا اور کسی بزرگ کی فاتحہ دے کر تقسیم کرنا جائز ہے یا ناجائز؟ آپ نے ارشاد فرمایا اگر بنام خدا ہے اور ایصال ثواب ہی مقصود ہے تو کچھ قباحت نہیں اور اگر پیر کے نام ہے جیسا اکثر جہال کرتے ہیں وہ حرام ہے اس پر ایک شخص نے عرض کیا کہ حضرت اگر ایصال ثواب ہی مقصود ہو تو ہر جگہ سے ممکن ہے قبر ہی پر کون ضرورت ہے کہ کوئی چیز بھیجی جائے آپ نے فرمایا ”خیر وہاں خادم رہتے ہیں اچھا ہے ان کو ہی دے دی جائے اس میں کیا قباحت ہے“؟ یہ جواب دے کر ارشاد فرمایا کہ ایک بار ایک شخص حضرت شاہ عبدالقدوس رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر کچھ شیرینی لایا اور مجھ سے فاتحہ کے واسطے کہا میں نے دریافت کیا کہ یہ مٹھائی اللہ کے نام کی ہے؟ اس نے کہا نا صاحب پیر کے نام کی ہے۔ میں نے کہا جا مردود چلا جا۔

ایک واعظ کا طلاق دینے کے بعد بیوی کو اپنے پاس رکھنا

ایک بار کسی شخص نے طلاق کے متعلق کوئی مسئلہ دریافت کیا تھا اس کا جواب دے کر یہ قصہ نقل فرمایا کہ ایک واعظ صاحب یہاں تشریف لائے بڑے زور شور سے وعظ فرماتے رہے ان کے اہل وعیال بھی ان کے ہمراہ تھے ایک روز اپنی بیوی کو طلاق دے بیٹھے اور اس زور سے کہ دور تک آواز پہنچی لیکن اس کے بعد علیحدگی نہیں کی اور ساتھ رہتے رہے ایک دن میرے پاس بھی آئے میں نے پوچھا کہ طلاق دینے کے بعد جواز کی صورت آپ نے کیا اختیار کی واعظ صاحب بولے میں تلاق (ت) سے دی ہے طلاق (ط) سے نہیں دی مجھے غصہ آگیا میں نے کہا اگر اخیر میں خ بھی ملا دی جائے تو کیا مفتی تمہارے موافق فیصلہ دے سکتا ہے یہ سن کر وہ حضرت گنگوہی سے چلے گئے۔

نماز میں درود شریف کے اندر سیدنا مولانا کیسا ہے؟

ایک مرتبہ مولانا ولایت حسین صاحب نے دریافت کیا کہ حضرت نماز میں درود شریف کے اندر لفظ سیدنا مولانا کہنا چاہئے یا نہیں؟ حضرت نے فرمایا "ہاں" مولوی صاحب نے عرض کیا کہ کسی روایت میں لفظ سیدنا پایا نہیں گیا حضرت امام ربانی نے فرمایا اگر چہ جناب رسول اللہ ﷺ نے لفظ سیدنا نہ فرمایا ہو مگر ہمیں لائق ہے کہ ملائیں اس کی ایسی مثال سمجھو جب میں حضرت سے بیعت ہوا تو بیعت کے وقت حضرت حاجی صاحبؒ نے فرمایا کہو ہم نے امداد اللہ کے ہاتھ پر بیعت کی میں نے کہا جناب حاجی امداد اللہ صاحب کے دست مبارک پر بیعت کی اس وقت جناب مولوی شیخ محمد صاحب بھی موجود تھے فرمانے لگے آج سمجھدار شخص آیا ہے نہیں تو لوگ یونہی کہدیا کرتے تھے "ہم نے امداد اللہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔

عملیات

چونکہ حق تعالیٰ شانہ نے حضرت امام ربانی قدس سرہ کو اپنی پریشان حال و مصیبت زدہ مخلوق کے لئے پشت پناہ بنا کر بھیجا تھا غوثیت کا خلعت فاخرہ آپ کے زیب تن کیا گیا تھا اس لئے مضطرب و بے چین ہو جانے والے آفت رسیدہ لوگوں اور مایوس و ناامید بن جانے والے بیماروں اور فکر مندوں کی بھی دستگیری فرمایا کرتے تھے۔ اگرچہ ان امور میں وابستگی آپ کو طبعاً مکروہ و ناگوار تھی اس لئے کہ آپ کا منصب رفیع ارشاد و تربیت باطنی اور ہدایت و معالجہ روحانی تھا مگر چونکہ اس عالم دنیا میں کالبد خاکی کا روح کے ساتھ عارضی تعلق ایسا وابستہ کیا گیا ہے کہ صحت و ترقی روح کے اسباب میں جسم کی تندرستی و رفع احزان و آلام کو سببیت میں خاص دخل ہے اس لئے جسطرح زمین کی نباتات اور یونانی ادویات کے ذریعہ سے آپ کا جسمانی معالجہ فرمانا اور طبیب و حکیم بن کر جوشاندہ و خیساندہ پلانا قطع نظر نفع رسانی خلائق کے روحانی تربیت و اصلاح کا ذریعہ بننے کے سبب آپ کے منصب ارشاد کا مقدمہ ہے اسی طرح تعویذات و نقوش اور عملیات و اوراد کے واسطہ سے مخلوق کو بقدر ضرورت اپنی طرف کھینچنا اور ان کے قلبی اطمینان و سکون کا سبب بن کر اپنا محسب و شیفتہ بنا کر اصلاح قلب کی فکر کرنا اور باطنی ہمت سے ان کو وحدہ لاشریک کے دروازہ پر لا ڈالنا آپ کے مرتبہ رفیعہ اور فریضہ مفوضہ کی تمہید ہے۔

مدبّر و سیّاس سفیر کی سیاست و سلیقہ شعاری اور انتظام و تدبیر کی خوبی یہی ہے کہ اختیار اسباب میں بھی سفارت و نیابت کا حق پورا کرے اور ذرائع میں اتنا منہمک نہ ہو کہ مقصود سے ذہول و غفلت ہو جائے اسلئے عموماً ایسی درخواستوں پر آپ کا جواب یہی ہوتا تھا کہ میں

عامل نہیں ہوں مجھے تعویذ گنڈا نہیں آتا مگر جب طالب کا اصرار والحاح حد سے گزرتا یا مخلوق پر شفقت کا غلبہ بالطبع آپ کو مجبور بناتا تو جو کچھ اس وقت خیال میں آتا پڑھنے کو فرماتے یا لکھ کر بصورت تعویذ عطا فرمادیا کرتے تھے۔

اس میں شک نہیں کہ آپ کی سرتاپا عبدیت کا اقتضا جو آپ کے قلب میں جوش مارتا اور اکثر زبان مبارک سے ظاہر بھی ہوتا تھا وہ عملیات سے توحش بلکہ تنفر تھا آپ خوب سمجھتے تھے کہ اس مضمون میں بھی لوگوں کے خیالات حد سے بڑھ چلے اور فساد قلب وعقائد کا سبب ہوتے جاتے ہیں اس لئے خود تو احتیاط فرماتے ہی تھے مگر اس کے ساتھ ہی تعویذ یا نقش وعمل طلب کرنے والوں کے ذہن سے اس کی جانب عقیدت کا غلو رفع فرماتے اور تقدیر پر ایمان جو مقدس مذہب اسلام کا رکن اعظم ہے پختہ بنایا کرتے عملیات کے متعلق آپ کا مقتضائے طبع یہ تھا جو ایک مرتبہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ دنیا میں آگ سلگانے کو چیتھڑا اور گودڑ ہے اگر قیمتی شال کو جو زینت وعزت کے لئے وضع ہوا ہے کوئی شخص تاپنے کے لئے دیا سلائی دکھائے تو بے وقوف ہے اسی طرح حق تعالیٰ شانہ کا نام اس واسطے نہیں ہے کہ چھچھوری دنیا اس سے کمائی جائے دنیا جیسی حقیر شے ہے اس کے حاصل کرنے کو ذرائع بھی حقیر ہی ہیں اور حق تعالیٰ کا نام بڑی چیز ہے اس سے بڑی ہی چیز حاصل کرنی چاہئے یعنی اس کی رضا وخوشنودی۔

وسعت رزق کیلئے سورۃ مزمل پڑھنا

ایک بار کسی شخص نے وسعت رزق کے لئے سورۂ مزمل کی آپ سے بذریعہ تحریر اجازت چاہی تھی ان کو تو آپ نے لکھوا دیا جائز ہے پڑھو مگر حاضرین سے ارشاد فرمایا کہ دنیا کیلئے قرآن پڑھنے کو میں پسند نہیں کرتا۔

بعض مریض اور پریشان حال لوگوں سے حضرت گنگوہیؒ کے انکار کی وجہ

بعض مایوس العلاج مرضیٰ اور بعض پریشان حال مبتلائے افکار وآلام اشخاص آپ کی

خدمت میں حاضر ہوئے مگر آپ نے صاف انکار فرما دیا بلکہ ایسا کورا اور روکھا جواب دیا کہ یہ آخری امید بھی ان کی منقطع ہو گئی ایسے مواقع میں آپ کا انکار فرمانا گو کسی کو ناگوار گزرا ہو مگر آپ کے عبد اور فرمانبردار محکوم حکم خداوندی ہونے کے سبب اس کا یقین کرنا لازمی ہے کہ اس محل کے لئے یہی سزاوار وزیبا تھا اب رہی وجہ سو اول تو اس کے سوال یا جواب کی گنجائش ہی نہیں نہ تتبع اور تلاش کی ضرورت مگر پھر بھی معلوم ہو گیا کہ ایسا انکار یا ایسی جگہ صادر ہوا کہ کامیابی سائل کی تقدیر مین نہ تھی اور یا ایسے مقام پر ہوا کہ اقرار کرنا اس کے یا دوسروں کے فساد قلب اور اپنے اوقات عزیز میں اختلال واقع ہونے کا ذریعہ تھا اور بعض جگہ ایسا بھی ہوا کہ ناامید بنا دینا ہی اس طالب کے مطلوب ومقصود کے حصول کا سبب ہو گیا اس لئے کہ حق تعالیٰ شانہ کی رحمت واسعہ مضطرب الحال بندہ کی بے چینی دیکھ نہیں سکتی مگر یوں چاہتی ہے کہ ماسوائے اللہ سے قطعاً ناامید ہو کر ہماری طرف جھکے اس وقت ظفر ونصرت اس کی شامل حال ہو پس آپ گو ربانی تھی مگر رب نہ تھے مقبول خدا تھے خود خدا نہ تھے اگر کوئی مصیبت زدہ یا آفت رسیدہ شخص آپ کے آستانہ پر بالاستقلال کامیابی کا امیدوار بن کر آیا اور یہی نظر ماسوائے اللہ غیرت مند رحمت خاصہ کے حجاب کا سبب بنی ہوئی تھی تو آپ کے مایوس کن جواب سے حزین وغمزدہ سائل کا فوراً دل ٹوٹتا اور ایک خدائے لاشریک کا مخلص فقیر بن کر عرض کرتا تھا کہ اب تیرے سوائے کوئی سہارا نہیں اسی وقت دریائے رحمت میں جوش آتا اور مقصود کا گوہر شہوار دست بدست عطا ہو جاتا تھا یہ رموز واسرار ہیں جو ہمیشہ اہل اللہ کے حالات مختلفہ میں مخفی ومستور رہے اور رہتے ہیں جن پر اطلاع وآگاہی ضروری نہیں کہ ع رموز سلطنت خویش خسروان دانند۔ حق تعالیٰ ان مقدس حضرات کے گوناگوں حالات اور مختلف ومتنوع احوال کا ادب عطا فرمائیں معترض وگستاخ نہ بنائیں کہ اپنی ناقص فہم میں طاقت پرواز نہ ہونے کے سبب وہاں تک رسائی نہیں ورنہ ہر صاحب نسبت شیخ کے قلب میں جس وقت مشکوٰۃ نبوت سے روشن کیا ہوا چراغ رکھا گیا گویا عالم پر یہ بات ظاہر کر دی گئی کہ ''ایں ہر چہ گوید دیدہ گوید۔''

اس میں شک نہیں کہ اگر امام ربانی عملیات اور نقوش وتعویذات کے مشغلہ سے اپنے آپ کو اس درجہ نہ کھینچتے تو وہ مخلوق جو عام فقرا کو اس کی بدولت اپنا سرتاج سمجھ کر حاجت رواو فریادرس خطاب دے کر جوق درجوق کھنچی چلی آتی ہے آپ کی طرف کتنی کچھ لپکتی اور دوڑ دوڑ کر آتی مگر اس ازدحام لاتحصیٰ اور بے شمار گُبھار کے مجمع میں آپ کا وہ خلوت پسند دل جو بعض وقت ایک خادم کے موجود ہونے سے بھی اکتاتا اور گھبرا جاتا تھا جس ایذا میں مبتلا ہوتا اس کا اندازہ دوسرے کو ہونا بھی مشکل ہے اور گویہ تاذی جو باقتضائے بشریت آپ کو ہوتی دوسروں کی جانب خطا کے ساتھ منسوب نہ ہوسکے مگر سائل کی محرومیت کے لئے کافی تھی اور اس کے علاوہ آپ کی بڑی خدمت یعنی ترقی دین وتربیت روحانی میں جو اختلال اس کی بدولت واقع ہوتا وہ آنے والی حاجت مند مخلوق کو خسر الدنیا والآخرۃ کا مصداق بناتی ع

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

لاکھ نقوش کا ایک نقش

اصلاح دنیا اور راحت اجسام کو طمانیت قلب اور عروج روح میں داخل ہونے کا ثمرہ امام ربانی کے یہاں صرف دعا اور توجہ یا ہمت اور باطنی تصرف میں محدود ہوگیا تھا اور حقیقت میں یہ وہ آزمودہ عمل اور مجرب تعویذ تھا جس کو لاکھ نقوش کا ایک نقش کہا جائے تو بجا ہے ہاں اس کے ساتھ کبھی کبھی سائل کی تسکین وطمانیت قلب یا اپنی عبدیت کے اظہار کے لئے اتباعاً للسلف آپ وظائف ماثورہ بھی تلقین فرماتے اور نقوش وتعویذات منقولہ بھی تسطیر فرما کر حاجت مند کے حوالہ فرمادیا کرتے تھے مگر چونکہ سنت نبویہ کی محبت آپ کی رگوں اور پٹھوں میں رچی ہوئی تھی اس لئے عموماً وہ وظائف تعلیم فرماتے تھے جو حدیث میں وارد ہیں۔

حضرت امام ربانی قدس سرہ کے عطا فرمائے ہوئے نقوش وتعویذات کو بجز اس کے کہ آپ کی کرامت کہا جائے اور کچھ سمجھ میں نہیں آتا

صاحب کمال رکھتے ہیں اکسیر کا خواص ☆ چٹکی اٹھائی خاک کی اور زر بنادیا

رشتہ کیلئے عجیب وغریب تعویذ

مولوی یعصوب الدین صاحب فرماتے تھے میرے ایک دوست کی کہ وہ بھی حضرت کے خادم تھے ایک جگہ نسبت قرار پائی وہ لڑکی تھی حسینہ وجمیلہ قبل از نکاح ہی ان کو غائبانہ اس کے ساتھ بے حد محبت ہوگئی تھی اتفاق سے اعزا میں کچھ رنجش ہوئی اور یہ خطبہ قطع ہوگیا۔ نسبت کے ٹوٹتے ہی ان کی حالت غیر ہونے لگی جو جس نے بتایا پڑھا اور جو جس نے کہا وہ کیا مگر کچھ کارگر نہ ہوا آخر جب جان پر آبنی تو گنگوہ آئے اور روکر عرض کیا کہ حضرت شرم کے سبب کچھ کہہ نہیں سکا مگر جب زندگی سے مایوس ہوگیا تو عرض کئے بغیر چارہ نہیں اس کے بعد اپنا قصہ اور حال بیان کیا حضرت نے حسب عادت فرمایا'' بھائی مجھے تو عملیات آتے نہیں'' یہ رودیئے اور باصرار تمنا کی کہ کچھ لکھ کر عطا فرمائیں اس وقت حضرت نے پرچہ لکھا اور فرمایا لو اسے بازو پر باندھ لینا'' تعویذ لے کر یہ وطن واپس آئے اور بازو پر باندھا خدا کی شان اسی ہفتہ میں باہمی رنجش رفع ہوگئی اور لڑکی کے ورثا خود بخود راضی ہوکر نکاح پر مصر ہوئے چنانچہ فوراً نکاح ہوا اور اسی دن لڑکی رخصت ہوکر ان کے گھر آگئی لوگوں کو نہایت تعجب ہوا کہ اتنی جلدی کس طرح کایا پلٹ گئی آخر یہ سوچ کر کہ گنگوہ گئے تھے کوئی مجرب نقش لے کر آئے ہیں ان کے ہجولیوں نے اصرار کیا کہ بازو سے کھول کر نقش دکھاؤ اسے نقل کریں ہر چند انہوں نے انکار کیا مگر وہ باز نہ آئے اور ان کو پکڑ کر چھاتی پر چڑھ بیٹھے جبراً بازو کا تعویذ چھینا اور کھول کر دیکھا تو اس میں یہ عبارت لکھی ہوئی تھی،

''یا الٰہی میں نہیں جانتا اور یہ نہیں مانتا یہ تیرا بندہ اور غلام تو جانے اور تیرا کام۔''

حضرت امام ربانی کے مبارک ہاتھوں کو حق تعالیٰ شانہ نے وہ خاصہ عطا فرمایا تھا جو کسی شکستہ دل مظلوم اور ماسوائے اللہ سے مایوس ہوجانے والے بیچارہ ستم رسیدہ کی زبان میں ہوتا ہے جس کی مقبولیت لوگوں کے نزدیک مسلم ہے بقول حافظ

بترس از آہ مظلوماں کہ ہنگامِ دعا کردن ☆ اجابت از درِ حق بہر استقبال می آید

بہتیرے آفت رسیدہ تباہ حال مضطرب و پریشان اور مایوس العلاج بیمار آپ کی دعا کو اپنی سپر بنائے اور دوا قرار دئے ہوئے تھے اور چونکہ آپ کی شان عبدیت کا اقتضا تھا قبولیت عامہ اس لئے نقش و کتابت محض بہانہ تھا اس کامیابی کا جو مجیب الدعوات نے آپ کا توسّل پکڑنے والوں کیلئے روز ازل میں مقدر فرمائی تھی کسی کو کیا خبر ہے کہ آپ مستعیذین کو کیا لکھ کر دیتے تھے اور کوئی کیونکر سمجھ سکتا ہے کہ آپ کے لکھے ہوئے نقوش میں حصول مراد و مقصد براری اس مکتوب کے اثر سے تھی یا کاتب کے؟

حضرت گنگوہیؒ کے تعویذ سے لاعلاج مریض کا صحت یاب ہونا

حافظ محمد عبدالحفیظ صاحب تاجر بمبئی کو اس وقت جب کہ ان کی عمر پانچ چھ برس کی تھی مرض لاحق ہوا جس کی صورت دورہ کی تھی رفتہ رفتہ یہاں تک نوبت پہنچی کہ دو دو گھنٹہ کامل بے ہوش رہتے منہ سے جھاگ جاتے بتیسی بند ہو جاتی تھی دس برس کامل ڈاکٹری یونانی علاج ہوئے گنڈہ تعویذ جھاڑ پھونک جو جس نے بتایا سب ہی کچھ ہوا مرگ مرض میں ذرہ برابر کمی نہ ہوئی ان کے بھائی حافظ عبداللہ صاحب مہاجر حضرت سے بیعت تھے جب ہر قسم کے معالجہ سے بیزار اور بددل ہو گئے تو ان کو لے کر گنگوہ حاضر ہوئے اور سب حالت عرض کر کے تعویذ لینے کا اصرار کیا حضرت قدس سرہ نے چند تعویذ عطا فرمادئے کہ ان کو پلا دینا اس قصہ کو اب سولہواں سال ہے ان تعویذوں کے استعمال کے بعد سے آج تک ان کو اس مرض کا دورہ نہیں ہوا اور ماشاءاللہ ہر طرح تندرست ہیں بلکہ فربہ اور صاحب تن و توش۔

حضرت گنگوہی کے تعویذ سے جنات اور بخار سے نجات

عبدالحمید خان صاحب فرماتے ہیں پندرہ سولہ برس ہوئے میں مٹھائی لئے پولیس مین کو آرہا تھا نالہ کے کنارے ایک درخت آم کا تھا جہاں جنّات کا اثر لوگوں میں مشہور تھا چونکہ وہی گزرگاہ تھی اسلئے میں جب اس کے قریب پہنچا تو ایک کتا سیاہ مجھے نظر پڑا جو دیر تک بغور

مجھے تکتا رہا میں ہمت کر کے نکلا تو چلا آیا مگر گھر پہنچتے ہی گھٹنے میں دفعۃً درد اٹھا اور اتنا شدید کہ میں ضبط نہ کر سکا اسی تکلیف میں مجھے بخار چڑھ آیا جس نے دس بارہ روز تک ہوش نہ لینے دیا یہ بخار اترا تو چوتھیا شروع ہو گیا جو کامل دو سال رہا اس دورہ میں اکثر مجھے خوفناک خوابیں نظر آتیں اور کبھی کبھی وہی کتا جسے درخت کے نیچے دیکھا تھا مجھے اپنے اوپر حملہ کرتا ہوا دکھائی دیتا تھا۔ مرض سے نجات پانے کی جو تدبیر مجھے بن پڑی میں نے کی مگر کچھ بھی نفع نہ ہوا آخر حضرت کی خدمت میں ان کے مفصل حال کی اطلاع دے کر تعویذ کی تمنا ظاہر کی گئی حضرت نے کاغذ پر کچھ لکھا اور لپیٹ کر لفافہ میں بھیج دیا کہ بازو پر باندھیں خدا کا ایسا فضل ہوا کہ اس تعویذ کے باندھتے ہیں نہ چوتھیہ بخار کا دورہ ہوا اور نہ کبھی ڈراؤنے خواب دکھائی دیے۔

حضرت کی دعا کی قبولیت

آپ کے بتائے ہوئے اور ادو وظائف اور لکھے ہوئے تعویذات ونقوش میں حق تعالیٰ نے جو اثر عطا فرمایا تھا چونکہ اس میں زیادہ دخل آپ کی مقبولیت اور شان عبدیت کو تھا اس لئے جس قدر جلدی اور قوی اثر ہو قابل تعجب نہیں بمقتضائے من کان للّٰہ کان اللّٰہ لہ (جو اللہ کا ہو گیا اللہ اس کا ہو گیا) چونکہ آپ نے ظاہر و باطن اور قلب و جسد دونوں کو قادر مطلق جل وعلیٰ شانہ کا مطیع وفرمانبردار اور خالص ومخلص بندہ بنا دیا تھا اس لئے قدر دان شاہنشاہ کی طرف سے اس صلہ میں آپ کو وہ مرتبہ عطا ہوا تھا جس نے آپ کا معاذ وملاذ ہونا مخلوق کو باور کرا دیا تھا آپ کا غائبانہ توسل بسا اوقات لوگوں کی حاجت روائی کیلئے کافی ہو جاتا اور آپ کی ذات بابرکات کا محض واسطہ مصیبت زدہ متوسلین کی کامیابی ومقصد براری کا کفیل بن جاتا تھا جس زمانہ میں طاعون کا مہلک مرض مظلم گھٹا کی صورت امنڈتا اور تیز آندھیوں کی طرح مسلسل ولگاتار شہر بہ شہر چھاتا چلا جاتا تھا مخلوق جس درجہ پریشان تھی وہ محتاج بیان نہیں اس مرض لاعلاج کے مبتلا بیماروں اور ان کی زندگی سے مایوس ہو جانے والے تیمارداروں نے کبھی آپ کی دعا سے اور کبھی محض آپ کے توسل سے نجات وحیات کی

وہ کامیابیاں حاصل کی ہیں جن کی طرف سے بالکل ناامیدی ہوچکی تھی مولوی احمد صاحب سورتی بغرض ذکروشغل آپ کی خدمت میں ٹھہرے ہوئے تھے کہ مکان سے خبر آئی تمہارے گھر میں طاعون کے اندر کئی موتیں ہوچکی ہیں اوراب تمہاری حقیقی بہن اس مرض میں مبتلا ہے یہ وحشت اثر خبر سن کر مولوی احمد صاحب گھبرائے ہوئے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دعا کے لئے عرض کیا آپ نے دعا کا وعدہ فرمالیا اور ارشاد فرمایا ''گھبراؤ مت انشاءاللہ شفا ہوجائے گی'' چنانچہ یہ گنگوہ ہی رہے اور چند روز بعد مکان سے اطلاع آ گئی کہ ہمشیرہ کو بالکل آرام ہے۔

حضرت گنگوہی کے توسل سے طاعون کا ٹل جانا

جس زمانہ میں لاہور، امرتسر، جالندھر وغیرہ اضلاع میں طاعون پھیلتا اوراس جانب بڑھتا چلا آرہا تھا جب انبالہ تک پہنچ گیا تو اہل سہارنپور گھبرائے کیونکہ اس پٹری پر اب اسی ضلع کا نمبر تھا مگر گھبرائے سے کیا ہوتا تھا آخر ایک مختصر مجمع دربار خداوندی میں حاضر ہوکر اس طرح ملتجی ہوا کہ اے جانوں کے پیدا کرنے والے اور جلانے ومارنے والے بادشاہ ہم بے زرو بے پر گناہگاروں میں قابل استجابت دعا مانگنے کی بھی اہلیت نہیں ہے ہماری شامت اعمال جس عذاب کی باعث ہو بجا اور زیبا ہے مگر ہمارے درمیان آپ کا ایک مقبول بندہ موجود ہے جن کا نام مولانا رشید احمد ہے ان کو شفیع گردان کر آپ سے التجا ہے کہ اس آفت ناگہانی سے محفوظ رکھئے اور اس مرجع خلائق مخدوم العالم ذات کے طفیل میں ہماری بستی کو طاعون سے بچالیجئے چنانچہ چند روز بعد انبالہ سے طاعون آگے بڑھ کر ضلع مظفر نگر پہنچا اور وہاں سے ضلع میرٹھ میں پھیلا سہارنپور کا ضلع باوجود درمیان میں واقع ہونے کے ایسا محفوظ رہا کہ باوجود مرطوب ہونے کے آپ کی حیات تک ایک موت بھی طاعون کی اس میں واقع نہیں ہوئی۔ ایسے واقعات جہاں نہ آپ کا لکھا ہوا تعویذ پہنچا نہ تعلیم فرمایا ہوا وظیفہ یا عمل پڑھا گیا اور خلاف گمان مرادیابی ہوگئی میرے اس خیال کی تائید کررہے ہیں کہ نقوش میں

اثر کاتب کی قوت قدسیہ کا تھا اور مکتوب حصول مقصود کا محض بہانہ۔

تاہم جن اوراد و نقوش کا آپ کی جانب انتساب تعلیماً یا کتابۃً ثابت ہے نفع سے خالی نہیں بلکہ بالاضافۃ قوی اور زود اثر ہوں تو کچھ بعید نہیں اسلئے بقدر ضرورت درج سوانح کرنا مناسب ہے۔

سحر سے حفاظت کا عمل

حاجی عبدالعزیز خان پنجلاسوی مرحوم و مغفور ایک زمانہ میں اس درجہ مبتلائے آلام و افکار ہوئے کہ زندگی سے اکتا گئے تنگی معیشت جدا بار قرض علیحدہ اور اس پر دشمنوں کی عداوتیں اور طرح طرح کی ایذا رسانیاں طرّہ تھیں روز ایک نئی مصیبت کا سامنا تھا یہاں تک کہ جمعہ کی نماز کو جامع مسجد میں آنا بند ہوگیا تھا کہ جان کا خطرہ قوی تھا۔ مخالفوں نے جب دیکھا کہ بند مکان میں رہنا حفاظت جان کی تدبیر کی گئی ہے تو سحر کا منصوبہ باندھا اور کر بھی گزرے۔ اس سراسیمگی کی حالت میں جو خط حضرت کی خدمت میں پہنچا تھا اس کا جواب یہ تھا ادباً بجنسہ درج کرتا ہوں۔

خان صاحب مکرم بعد سلام مسنون مطالعہ فرمایند۔ تم اپنی تدبیر ظاہری کرو کہ عالم اسباب میں سامان و تدبیر ظاہر پر مدار رکھا ہے حسبنا اللہ و نعم الوکیل کو پانچ سو مرتبہ اوقات مختلف میں پڑھتے رہو اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس تین تین بار اور آیۃ الکرسی ایک بار سوتے وقت ہاتھوں پر دم کر کے تمام بدن پر پھرالیا کرو اور ان کو ہی صبح شام بعد نماز پڑھ لیا کرو کسی کا سحر و مکر اثر نہ کرے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور استغفار کثرت سے کرو استغفار کی کثرت پر ادائے قرض و رفع غم و حصول مطلب کا وعدہ ہے۔ ایک بات یاد رکھنا کہ اپنے راز کی کسی کو دوست جان کر اطلاع مت کرنا۔ یہ بھی ایک ضروری بات ہے کسی کا اعتبار نہیں والسلام۔

سحر سے حفاظت کا دوسرا عمل

خان صاحب ممدوح کے نام انہیں ایام میں دوسرا والا نامہ مرسل ہوا جس میں تحریر فرمایا

کہ تم صبح شام اعوذ بکلمات اللّٰہ التامات من شر ما خلق کو تین بار نیت ردِ سحر پڑھتے رہو اور قل یا اور قل ہو اللہ اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس سورۃ فاتحہ آیۃ الکرسی کو صبح شام ایک ایک بار پڑھ کر اپنے دونوں ہاتھوں پر دم کر کے تمام بدن پر پھرا لیا کرو اور جو ہو سکے تو ایک بار کسی وقت مقرر کر کے حزب البحر پڑھ لیا کرو ورنہ کچھ ضرورت نہیں یہی دونوں عمل کافی ہو جائینگے الخ۔

مقدمات میں کامیابی اور پریشانی سے نجات کیلئے

جو ملازم پیشہ ناکردہ گناہ کسی جرم میں پکڑے جاتے یا مقدمہ قائم ہوتا یا اس قسم کی کسی اور پریشانی میں مبتلا ہوتے ان کو اکثر آپ یوں فرمایا کرتے تھے کہ حسبنا اللّٰہ و نعم الوکیل پانچ سو مرتبہ بعد عشاء سوتے وقت پڑھا کرو اور اس وقت نہ ہو سکے تو جس وقت بھی ممکن ہو اور ایک دفعہ نہ ہو سکے تو بدفعات اور متفرق اوقات میں اس مقدار کو پورا کر کے دعا مانگا کرو اگر پانچ سو بار نہ ہو سکے تو سو مرتبہ ضرور پڑھ لو۔ اور اگر بہت ہی زیادہ پریشانی میں ابتلا ہوتا تو تعداد اٹھا دیتے اور یوں فرمادیا کرتے تھے کہ چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے وضو بے وضو جتنا بھی ہو سکے اس کو پڑھتے رہو' چنانچہ سیکڑوں نے اس پر عمل کیا اور عموماً ہمیشہ کامیاب ہوئے۔

وسعتِ رزق کیلئے

تنگدستی و افلاس کے مبتلا کو یا باسط گیارہ سو مرتبہ بعد عشاء پڑھنا تعلیم فرماتے تھے اول و آخر گیارہ گیارہ بار درود شریف پڑھا جائے ادائے قرض اور وسعت رزق دونوں فائدے اس سے حاصل ہوتے ہیں۔

بینائی تیز کرنے کیلئے

جس شخص کی بصارت ضعیف ہو آپ فرماتے تھے کہ اللہ بایں ہیئت بخط نسخ کسی کاغذ یا تختی پر خوب جلی لکھ کر اس پر نظر جمایا کرے انشاء اللہ نگاہ تیز ہو جائے گی اور نظر کو بہت قوت حاصل ہوگی۔

خاوند کی ناراضی

جس عورت کا خاوند اس سے ناراض ہو اور توجہ نہ کرتا ہو آپ نے فرمایا کہ ٹھنڈے وقت یعنی صبح یا شب کو بعد عشاء قل ھو اللہ پوری سورۃ سو مرتبہ مع اول آخر گیارہ گیارہ بار درود شریف پڑھ کر دعا مانگ لے۔

بانجھ عورت کیلئے

عقیمہ یعنی اس عورت کے لئے جس کے اولاد نہ ہوتی تھی ایک بار آپ نے دو انڈے منگا کر ابلوائے اور چھلکا اتار کر ایک انڈے پر والسمآء بنینھآ بایدٍ وانا لمو سعون لکھا اور دوسرے پر والارض فرشنٰھا فنعم الماھدون تحریر فرمایا اور خاوند کو دیدئے کہ پہلا مرد کھائے اور دوسرا عورت مگر حیض سے پاک ہونے پر۔

جس کی اولاد زندہ نہ رہتی ہو

ایسی عورت کے لئے جس کے اولاد زندہ نہ رہتی تھی آپ نے اجوائن اور فلفل پر چالیس بار سورہ والشمس پڑھ کر دم فرمائی اور دیدی کہ شروع حمل سے برابر کھاتی رہے اور یہ بھی فرمایا امید ہے انشاء اللہ اولاد طویل العمر ہوگی۔

قرار حمل کے لئے عموماً نو گرہ کا گنڈہ کر دیا کرتے تھے جو قول جمیل میں مذکور ہے۔

دردزہ

ولادت کے وقت عورت کو درد کی اگر سخت تکلیف ہوتی تو آپ کاغذ پر والقت مافیھا وتخلت واذنت لربھا وحقت لکھ کر عطا فرماتے کہ حاملہ کی ران میں باندھ دیا جائے اور بچہ ہوتے ہی فوراً کھول دیا جائے ورنہ آنتوں کے باہر آجانے کا اندیشہ ہے۔

مسان کیلئے

کمہیڑہ کے مبتلا کو گیارہ تار کے نیلے ڈورے پر اکتالیس بارہ سورۂ فاتحہ بسم اللہ پڑھ کر

اکتالیس گرہ لگاتے یعنی ہر گرہ پر ایک بار سورہ فاتحہ اور عطا فرمادیتے کہ بچہ کے گلے میں ڈال دیا جائے۔

دشمنوں کے شر سے حفاظت کیلئے

ایک بار دشمنوں کے شر سے محفوظ رہنے اور حاکم کے مہربان ہونے کو بسم اللہ الرحمن الرحیم بعد نماز صبح سو مرتبہ اور یا عزیز بلا تعداد ہو سکے پڑھنے کو فرمایا۔

مقصد برازی کیلئے

جملہ مقاصد میں کامیابی اور حصول اطمینان قلب کے لئے ایک صاحب کو لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظلمین تین سو مرتبہ پڑھنے کو تعلیم فرمایا اول آخر درود شریف تین یا پانچ یا سات بار۔

تپ دق کیلئے

تپ کہنہ کے مبتلا کو ایک بار آپ نے یوں ارشاد فرمایا کہ چینی کی سفید طشتری پر سورۂ فاتحہ مع بسم اللہ لکھی جائے اور بکری کا دودھ اس پر دوہا جائے اور گھول کر علی الصباح مریض کو پلایا جائے اگر حق تعالیٰ کو منظور ہے تو شفا ہو گی۔

ہر قسم کی بیماری کے لئے

عام امراض خصوصاً ان لاعلاج بیماریوں کے لئے جن سے اطباء عاجز آ گئے ہوں سورۂ فاتحہ مع بسم اللہ چینی کی طشتری پر لکھ کر پانی میں دھو کر چالیس دن متواتر صبح کے وقت پلانے کا عمل آپ بتلایا کرتے اور یوں فرمایا کرتے تھے کہ سورہ فاتحہ کے بعد یہ دعا بھی لکھی جائے یاحیّ حین لا حی فی دیمومة ملکه وبقائه یاحیّ۔

بد چلنی کیلئے

سورہ فاتحہ کا سبب شفا ہونا حدیث میں ثابت ہے اس لئے آپ فرماتے تھے کہ ہر مرض

کیلیۓ اس کا نفع عام ہے یہاں تک کہ بدچلنی اور آوارگی کے لئے بھی اس کا کاغذ یا طشتری پر لکھ کر پانی میں گھول کر پلانا مفید ہے پھنسی پھوڑا زخم اسہال استفراغ تپ لرزہ غرض ہر بیماری کو نافع ہے مولوی سراج احمد صاحب کے بائیں پاؤں چھاجن تھی اور ورم کے سبب درد اور تکلیف میں ایسے بیتاب تھے کہ اٹھنا اور بیٹھنا مشکل تھا آپ نے ان کے خط کا جواب اس طرح تحریر فرمایا کہ "بحالت مرض پلنگ پر پڑے پڑے سورہ فاتحہ پڑھ پڑھ کر موضع مرض پر دم کرتے رہو اور اپنے اوپر بھی دم کرتے رہو اور اس عاجز کے لئے دعا گو تمہارا ہے دعائے خیریت خاتمہ کرتے رہو کہ دعا مرض میں قبول ہوتی ہے۔ بندہ کو یقین دلایا گیا ہے کہ تم کو اس مرض سے شفا ہو جائے گی۔

آسیب زدہ کیلیۓ

آسیب زدہ کے لئے آپ نے ارشاد فرمایا کہ اسماء اصحاب کہف بعبارت ذیل کاغذ پر لکھ کر جس مکان میں مریض یا مریضہ ہو اس کی دیوار پر جگہ جگہ پر چسپاں کر دئے جائیں اور بیس کا نقش مندرجہ ذیل ایک کاغذ پر لکھ کر مریض کو دکھایا جائے وہ دیکھنے سے گھبرائے اور انکار کرے گا مگر زبردستی اس کی نظر اس پر ڈلوائی جائے اور جبراً نقش کو تعویذ بنا کر اس کے گلے میں ڈال دیا جائے اسماء اصحاب کہف یہ ہیں۔

۸	۲	۴	۶
۲	۴	۲	۸
۲	۸	۲	۴
۴	۲	۸	۲

الهی بحرمة بمليخا مكسلمينا كشفوطط طلبيونس كشا فطيونس اذر فطيونس يوانس بوس و كلبهم قطمير و على الله قصد السبيل ومنها جائر ولو شآء لهدكم اجمعين وصلى الله تعالىٰ علىٰ سيدنا و مولانا محمد واله واصحبه وبارك وسلم.

حب کیلیۓ

حب کے لئے ایک بار آپ نے یہ عمل ارشاد فرمایا کہ بسم اللہ صلی اللہ پسر محمد ہاتھ تیل منہ چیکنا بیٹھوں سر ڈھاؤ تھک باندھوں ٹھاکر باندھوں باندھوں سگرا گانون میران جمن جتی یوں کہیں من موہن میرا ناؤں بحق لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ۔ اکتالیس بار پڑھ کر عطر پر

دم کرے اور اس عطر کو دونوں انگوٹھوں کے ناخن پر لگا کر اپنی ابروؤں پر پھیر لے اور مطلوب کے سامنے جائے انشاء اللہ اس کے قلب میں محبت پیدا ہوگی۔ جس زمانہ میں بالزام فساد تھانہ بھون آپ مظفر نگر کے جیل خانہ میں تھے اسی ضلع کے کسی قیدی کو جو نہایت پریشان وہراساں تھا یہ عمل پڑھ کر آپ نے عطا فرمایا تھا صبح کو پیشی تھی بفضل خدا رہا ہوگیا۔

حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب سے بھی یہ عمل منقول ہے مگر اس میں ''بسم اللہ پسر محمد صلی اللہ'' مذکور ہے اور نیز یہ کہ ابرو پر عطر لگا کر سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ پڑھتا ہوا مطلوب کے سامنے جائے واللہ اعلم بالصواب۔

دنیا بری بلا ہے

دنیا بری بلا ہے اس کی محبت کچھ ایسی لیچڑ ہے کہ اچھے اچھے سمجھدار آدمی باوجود اس کے چند روزہ ناپائدار اور فانی ہونے کے والہ وشیدا اور فریفتہ و عاشق زار بنے ہوئے ہیں اللہ والوں کی بربادی کا جب شیطان قصد کرتا ہے تو عموماً اس محبت کو عملیات کے پردہ میں لا کر ان کی راہزنی کرتا اور مقصود سے کوسوں دور ہٹا کر لے جاتا ہے اس لئے حضرت امام ربانی قدس سرہ نہ اس مخمصہ میں خود مشغول ہوئے اور نہ اپنی روحانی اولاد کو اس میں مبتلا ہونے کی اجازت دی اگر کبھی عملیات کا ذکر آتا تو کچھ بیان فرما دیتے مگر اس کے ساتھ ہی اس کا شوق دلوں سے نکالنے کی کوشش فرمایا کرتے تھے مولوی محمد سہول صاحب نے ایک مرتبہ عرض کیا کہ میرے والد صاحب چونکہ تعویذ گنڈے کر کر کے لوگوں کو دیا کرتے تھے اب ان کے انتقال کے بعد لوگ مجھے تنگ کرتے اور تعویذ مانگا کرتے ہیں آپ نے ارشاد فرمایا دیدیا کرو انہوں نے عرض کیا کہ مجھے تو کچھ معلوم نہیں اس عرض سے مقصود یہ تھا کہ حضرت کسی عمل کی اجازت عطا فرمادیں تو نفع زیادہ ہوگا حضرت نے ارشاد فرمایا اس وقت جو کچھ یاد آجایا کرے لکھ کر دیدیا کرو اگر نفع ہوگیا تو تم کو ثواب مل جائے گا اور نفع نہ ہوا تو تمہارا پیچھا چھوٹ جائے گا۔

زیادہ تعویذ گنڈوں کے پیچھے پڑنا اچھا نہیں ہے

یہ ہے تعویذ گنڈوں کی اصل حقیقت جس کا نام اعتدال ہے مگر چونکہ اس پر قائم رہنا دشوار ہے بصورت نفع لوگوں کی تعریف و توصیف کے کلمات سن کر تفاخر و تکبر کا مضمون پیدا ہوتا اور حب جاہ کی بدولت مرجع خلائق بننا بھلا معلوم ہوتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ نفع نہ ہونے کی صورت میں ایک انقباض و ندامت اور حزن و رنج پیدا ہوتا ہے اسلئے اول نفس کی اصلاح ضرور ہے جب یہ قابو میں آجائے اور حب جاہ و شہرت بین الناس سے نجات حاصل ہوجائے اس وقت نفع رسانی خلق کی نیت سے دوا اور دعا کے مثل اللہ کا نام لکھ کر کسی کو دیدینا پڑھ کر دم کر دینا بھی مستحسن اور امر نیک بن جاتا ہے مگر اس سے پہلے پہلے نفع رسانی خلق کا حیلہ و بہانہ اپنے نفس کی بدتری و اساءت حال کا سبب ہوتا ہے اس لئے حضرت امام ربانی قدس سرہ نے جب سے نائب رسول بن کر امت محمدؐیہ کی تربیت و کفالت کا بوجھ اپنے سر رکھا اور لوگوں کے نفسوں سے زیادہ ان کے شفیق و خیر خواہ بن کر ان کے ہاتھ اپنے ہاتھ میں تھامے اس اندیشہ و خطرناک مشغلہ میں پڑنے سے ان کو ہمیشہ بچاتے رہے چنانچہ مولوی محمد سہول صاحب کو تعویذات کی علت غائی سمجھانے کے بعد آپ نے یہ تقریر فرمائی کہ مگر تعویذ گنڈوں کے پیچھے زیادہ پڑنا اچھا نہیں ہے اصل مقصود سے انسان رہ جاتا ہے اس کے بعد اپنا قصہ نقل فرمایا کہ مجھے ابتدا میں تعویذ گنڈوں کا زیادہ شوق تھا ایک شخص نے ایک دفعہ مجھ سے حب کا تعویذ مانگا میں نے ایک قلمی پرانی کتاب سے جو میرے گھر میں خاندانی تھی نقل کر کے دیدیا۔ خدا کی شان کہ اسی روز اس کا مقصود حاصل ہوگیا۔ کامیابی کے بعد اس نے مجھ سے اپنا حال بیان کیا تب معلوم ہوا کہ اس کو کسی اجنبی عورت سے تعلق تھا یہ سن کر مجھے بڑی ندامت ہوئی اسی وقت گھر میں آکر میں نے اس کتاب میں آگ لگادی کہ مبادا بھی کوئی اس سے ناجائز فائدہ نہ اٹھالے۔

اصلاح خلق کے مرتبہ میں جو طبعی خیالات امام ربانی قدس سرہ کے ان الفاظ سے ظاہر

ہو رہے ہیں ان کی رفعت شان اور علو مرتبت کا ادراک بڑے ہی لوگوں کا کام ہے۔ مجھ جیسے نادان وکم فہم کے لئے اتنا کافی ہے کہ چونکہ اس مضمون کے ساتھ حضرت کی دلچسپی ثابت نہیں ہوئی اس لئے یہ عنوان اس حد پر میں نہیں پہنچا سکتا جس سے ناظرین اچھی طرح محفوظ ہوسکیں یا ان کا جی سیر اور خواہش پوری ہو جائے کئی وجوہات ایسی ہیں جن کا مقتضیٰ یہ تھا کہ یہ عنوان ہی درج سوانح نہ ہوتا مگر محض اس وجہ سے کہ سوانح پر نقصان کا الزام قائم ہو اس کو شامل کیا گیا اور اس خیال سے کہ اصلاح حال وپختگی ایمان کے بعد تاہم عملیات ونقوش کسی درجہ میں سبب منفعت ہیں چند اعمال ہدیہ ناظرین کر دیئے گئے خدا کرے کہ یہ اسی مرتبہ پر قائم رہیں جو حق تعالیٰ شانہ کے نزدیک ان کے لئے مقرر ہوا اور اہل اللہ نے ظاہر کر دیا ہے ورنہ اس میں مبتلا ہو کر اصل مقصود یعنی اپنے سچے آقا کی رضا جوئی سے محروم رہنا بڑے خسارہ کی تجارت ہے۔ جس میں شغف وانہماک تو درکنار بچنے کی توفیق اور مشغولیت وتوجہ سے پناہ مانگنے کی ضرورت ہے۔

دشمنوں سے حفاظت

مولوی نظر محمد خان صاحب نے ایک مرتبہ عرض کیا کہ حضرت میرے دشمن بہت ہیں اور خون کے پیاسے ہیں کچھ پڑھنے کو بتلا دیجئے جس سے وہ مقہور وذلیل ہو جائیں آپ نے ارشاد فرمایا کسی کے مقہور وذلیل ہونے سے تمہیں کیا لینا یا مومن پانچ سو بار روزانہ پڑھ لیا کرو انشاء اللہ ان کے شر ومکر سے محفوظ رہو گے۔

درد داڑھ کیلئے

ایک بار آپ نے درد کی داڑھ کا جھاڑن ایک شخص کو بتایا "ہم ایک تم بتیس + ہمری تمری کیسا ریس" بتیس کی یاء کو آپ نے مجہول پڑھا اور فرمایا کہ بزرگوں کی زبان سے جس طرح پر الفاظ نکلتے ہیں خدا تعالیٰ اسی میں اثر دیتا ہے۔

عام امراض کیلئے

خاص خاص عملیات حضرت امام ربانی سے کہیں اور کسی کسی موقع پر ثابت ہیں ورنہ عموماً عام امراض کے لئے آپ کاغذ پر بسم اللہ لکھ کر اعوذ بکلمات اللّٰہ التامات من شر ما خلق تحریر فرماتے اور بعد میں حروف سُریانی یعنی ۱۱۱۵ح # ۱۱۱اہ لکھ کر تعویذ بنا کر سائل کے حوالہ فرمادیتے تھے آپ کی ظاہری بینائی جانے کے بعد حضرت قدس سرہ کی اجازت سے ہی تعویذ مولوی محمد یحییٰ صاحب لکھ کر قلمدان میں رکھ لیا کرتے تھے جو روزانہ پچاس ساٹھ بلکہ سو سوا سو تک تقسیم ہو جاتے تھے جو بھی حاضر آستانہ ہوتا ایک دو چار تعویذ ہمراہ لے جاتا اور جس کی درخواست بذریعہ تحریر ڈاک میں آتی ہے تعویذ اس کو لفافہ میں رکھ کر بھیج دیا جاتا باذن اللہ تعالیٰ اسی سے ہزاروں مرضیٰ کو شفا حاصل ہوئی اور اسی سے سینکڑوں حاجات پوری ہوئیں پندرہ کا نقش عاملوں کے یہاں مشہور ہے جس کو کسی عامل نے ان دو شعروں میں بیان کیا ہے ؎

صفر وسہ الف سائبانے برسر ☆ جیم کج و کور نرد بانے بدودر
چہار الف مساوی ہاز واوِ معکوس ☆ اینست ز اسماء الہ اکبر

(عبرانی زبان میں اللہ کا نام ہے)

حضرت گنگوہیؒ کا دوسروں کو اذکار کی اجازت دینا

اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے سوتے جاگتے غرض جملہ حرکات و سکنات اور انتقالات و حالات میں وہ اذکار آپ کے معمول اور وردِ زبان تھے جو حدیث میں وارد ہوئے ہیں احزاب متداولہ میں کوئی حزب آپ کا معمول نہیں دیکھا گیا۔ آپ کی لطیف نسبت عبدیت حق تعالیٰ شانہ کے نازل فرمائے ہوئے قرآن مجید اور جناب رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے نکلی ہوئی ادعیہ ماثورہ و اذکار منقولہ کے ساتھ اسد درجہ مانوس تھی کہ دوسری جانب توجہ و میلان کی گنجائش بھی نہ تھی ہاں خدام میں جو کوئی آپ سے کسی حزب یا ورد کی اجازت مانگتا آپ اس کی

بطریق مناسب اجازت دے دیا کرتے تھے چنانچہ حصن حصین حزب البحر حزب الاعظم صلوۃ تنجینا وغیرہ کی اجازت سے آپ کے سینکڑوں خدام کو آپ کی طرف سے حاصل ہے ایک مرتبہ کوئی طالب حزب البحر کی آپ سے اجازت لینے کو سبق ناغہ کر کے پانی پت سے گنگوہ آئے۔ ایک ورد کی اجازت کو اتنا مہتم بالشان بنانا کہ تعلیم دین و درس حدیث چھوڑ کر اس کے لئے سفر کیا گیا آپ کو پسند نہیں آیا بلکہ ناخوشی ظاہر فرمائی مگر اجازت دیدی اور یہ بھی فرمایا کہ مجھے حزب البحر کی اجازت ہے مگر میں پڑھتا نہیں اسی مجمع میں مولوی ولایت حسین صاحب نے حزب البحر کی اجازت چاہی آپ نے ان کو بھی عطا فرمادی۔

احزاب متداولہ میں اگر آپ کو کچھ انس تھا تو حزب الاعظم سے تھا اور وہ بھی اس وجہ سے کہ اس میں قرآن مجید اور احادیث نبویہ کی دعائیں منتخب کر کے جمع کی گئی ہیں۔ بعض احزاب کے بعض الفاظ آپ پسند بھی نہیں فرماتے تھے چنانچہ ایک بار ارشاد فرمایا کہ جن وردوں میں **بعدد معلوم لک** لوگ پڑھتے ہیں میں اس کو پسند نہیں کرتا کیونکہ اس سے معلومات باری تعالیٰ کے متناہی ہونے کا شبہ پیدا ہوتا ہے۔

احزاب و اوراد کی اجازت دینے میں آپ کو مطلق بخل نہ تھا مگر چونکہ سنت نبویہ کے ساتھ آپ کو بالطبع انسیت و محبت تھی اس لئے عملیات کی طرح احزاب میں بھی انہماک کہ تلاوت قرآن مجید و درس احادیث شریفہ سے بے توجہی ہو جائے آپ کو مطلق نہیں بھاتا تھا ایک مرتبہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ درود تنجینا کی اجازت مجھے حضرت شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دی تھی کہ مہمات میں بیک جلسہ ہزار مرتبہ پڑھا جائے چنانچہ بعض مہمات میں ہم نے پڑھا بھی ہے خدا تعالیٰ نے نجات دی اور شاہ عبدالغنی صاحب نے بسکون نون اجازت دی ہے اور غالباً شیخ مخدوم بخش رامپوری رحمۃ اللہ علیہ کا نام لیا کہ انہوں نے بتشدید نون اجازت دی تھی اس کے بعد عام حاضرین جلسہ کو مخاطب بنا کر فرمایا کہ میں تم سب کو اس کی اجازت دیتا ہوں۔

دلائل الخیرات کی جملۂ اجازت آپ اپنے خدام کو بایں سند عطا فرماتے تھے کہ عن الشیخ مخدوم بخش رامپوری عن الشیخ الدلائل الشیخ عبدالرحمن المدنی الیٰ اخرا السند۔

ایک بار آپ نے بعض خدام کو دلائل کے اس ورد کی اجازت عطا فرمائی اللھم صل علی محمد وعلی ال محمد صلوۃ تکون لک رضیً وله جزاءً ولحقه اداءً واعطه الوسیله والفضیلة والمقام المحمود الذی وعدته اجزه عنا ماھو اھله واجزه افضل

ماجازیت بنیا عن قومه ورسولاً عن امته وصل علی جمیع اخوانه من النبیّین والصلحین یا ارحم الراحمین کہ جمعہ کو سات مرتبہ پڑھا کرے موجب برکات ہے۔

وظیفہ ''یا شیخ عبدالقادر'' اور طلباً کا وظائف پڑھنا

علم دین کے برابر کوئی چیز نہیں اگر کسی کو نصیب ہو جاوے جہاں تک ہو کوشش کر کے پڑھو سب وظائف درست ہیں مگر وظیفہ یا شیخ عبدالقادر کا بندہ اچھا نہیں جانتا اس کو ترک کر دو۔ اور طالب علمی میں اگر وظائف پڑھو گے تو سبق کس طرح یاد ہو گا۔ اگر پڑھنے کے واسطے اوراد کو موقوف کر دو تو بہتر ہے بعد فراغت قدر ضروری علم کے شروع کر دینا۔

ذہن کیلئے مضر اشیاء اور ذہن کی تیزی کا وظیفہ

اور ذہن و حافظہ جیسا خدائے تعالیٰ نے کسی کا بنا دیا بن گیا اب اس کی کشائش اس کے ہی اختیار میں ہے پانی کا بہت پینا اور ماش کی دال اور غلیظ اشیاء کا کھانا مضر ہے۔ بندہ بھی آپ کو دعا میں شریک کرتا ہے اور ذہن کے واسطے سورۂ فاتحہ کو اکیس بار پانی پر دَم کر کے پی لیا کرو۔ فقط والسلام

"شیئاًللہ" کا وظیفہ پڑھنا

شیئاًللہ کا پڑھنا کسی وجہ سے جائز نہیں۔ اگر شیخ قدس سرہٗ کو عالم الغیب و متصرف مستقل جان کر کہتا ہے تو خود شرک محض ہے بقولہ تعالیٰ و عنده مفاتح الغيب لا يعلمها الا هو (اللہ تعالیٰ کے اس قول کی بناء پر کہ اسی کے پاس غیب کی چابیاں ہیں کہ جن کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا)۔ و دیگر نصوص قال فی البزازية و غيرها من الفتاویٰ من قال ان ارواح المشائخ حاضرة تعلم كفر و من ظن ان الميت يتصرف فی الامور دون الله و اعتقد به كفر كذا فی البحر الرائق انتهیٰ من مائة المسائل (بزازیہ وغیرہ فتاوی کی کتابوں میں ہے کہ جس نے کہا کہ مشائخ کی ارواح حاضر ہیں اور وہ سب کچھ جانتی ہیں تو کافر ہو جائیگا اور جس نے یہ گمان کیا کہ میت اللہ کے سوا خود بھی امور میں متصرف ہے اور اس کا اعتقاد رکھے تو وہ کافر ہو جائیگا۔ بحر الرائق میں اسی طرح ہے۔ مائۃ مسائل) اور جو یہ عقیدہ نہیں تو بھی ناجائز ہے کیونکہ اس صورت میں گو یہ ندا شرک نہ ہو مگر مشابہ بشرک ہے اور جو لفظ موہم معنی شرک ہو اس کا بولنا بھی ناروا ہے لقوله تعالیٰ لا تقولوا راعنا و قولوا انظرنا (اللہ تعالیٰ کے اس قول کی وجہ کہ "راعنا نہ کہو بلکہ انظرنا کہو)۔ اور بقوله عليه السلام لا تقولوا ما شاء الله و ما شاء فلان و لكن قولوا ما شاء ثم شاء فلان الحديث (نبی علیہ السلام ﷺ کے اس ارشاد کی بناء پر کہ اس طرح نہ کہو کہ "اگر اللہ چاہے اور فلاں چاہے" بلکہ اس طرح کہو کہ "اللہ چاہے پھر وہ چاہے)۔ حالانکہ صحابہ کی نیت میں کوئی معنی قبیح نہ تھے مگر بسبب مشابہت اور موہم معنی قبیح کے یہ الفاظ ممنوع ہو گئے۔ پھر عوام اس سے ورطۂ شرک و گناہ میں مبتلا ہوتے ہیں۔ تفسیر عزیزی میں بیان وجوہ شرک میں لکھا ہے۔ از انجمله اند کسانیکه در ذکر دیگر انرا باخدا تعالیٰ همسری کنند. و از انجمله اند کسانیکه در دفع بلا دیگران رامی خوانند و همچنیں در تحصیل منافع بدیگران رجوع می نمایند

بالاستقلال نہ آنکہ توسل بآں و دیگراں نمایند (منجملہ ان کے وہ لوگ ہیں جو ذکر میں دوسروں کو اللہ تعالیٰ کا ہمسر بناتے ہیں اور منجملہ ان کے وہ لوگ ہیں جو بلا کے دفع کرنے کیلئے لوگوں کو پکارتے ہیں اور اسی طرح نفع کے حاصل کرنے میں دوسروں کی طرف مستقل رجوع کرتے ہیں نہ کہ وہ جوان دوسروں کو ذریعہ قرار دیتے ہیں)۔

پس ظاہر ہے کہ دعوت اس کلام کی داخل ہر دو قسم میں ہے کیونکہ غرض اس سے دفع بلا وجلب منافع ہے یا مثل ذکر اللہ تعالیٰ اس سے تحصیل برکات وتقرب مقصود ہے یا بوجہ تبرک کے اس کو تکرار کرتے ہیں۔ ہاں کسی کے توسل سے دعا کرانا درست ہے مگر یہ صورت توسل کی ہرگز نہیں بلکہ دعا واستعانت ہے مجیب صاحب کو شبہ واقع ہوا کہ دعا کو توسل سمجھ گئے۔ توسل کی صورت یہ ہے یا اللہ بجاہ شیخ عبدالقادر شیئا للہ۔ نہ یہ کہ خود شیخ سے طلب کرے بصیغہ دعا یا شیخ اعطنی شیئا یہ توسل کس طرح ہوسکتا ہے۔ معہذ الفظ شیئا للہ کا موہم معنی شرک کو ہے کیونکہ اس کے معنی یہ بھی ہوسکتے ہیں کہ کچھ حق تعالیٰ کو دو۔ اس واسطے کہ لفظ لام کا معطی لہٗ پر آتا ہے۔ یہ معنی تو اشد شرک ہیں۔ دوسرے معنی یہ ہیں کہ شیخ مجھ کو لوجہ اللہ تعالیٰ کے کچھ دو سو اس معنی میں اگر مستقل معطی شیخ کو جانتا ہے تو بھی شرک ہوا۔ اور جو باذن اللہ معطی سمجھا تو اس کی توجیہ وہ ہے جو تفسیر عزیزی سے مجیب نے نقل کیا جس کا مطلب یہ ہے کہ بعض اولیاء کو حق تعالیٰ آلہ تکمیل وارشاد خلق بناتا ہے کہ اس کے ذریعہ سے باذن اللہ مطالب برآمد ہوتے ہیں نہ کہ اولیاء خود متصرف و مستقل بنتے ہیں اور ظاہر ہے کہ جب آلہ ٹھہرے تو اگرچہ بظاہر حاجت روائی تو بذریعہ آلہ ہوتی ہے مگر خود آلہ سے بھی دعا واستعانت طلب کرنا شرک ہے۔ پس ایسی صورت میں متصرف حقیقی کو چھوڑ کر آلہ سے طلب کرنا بھی خالی از مشابہت شرک نہیں۔ ندا ودعا کرنا دوسری شے ہے کہ منادی کے علم وتصرف کو چاہتا ہے اور ذریعہ ہونا اور امر ہے کہ ذریعہ کا واسطہ اور مقبول ہونا بدرگاہ فیاض اس سے مستفاد ہوتا ہے شتان بینہما مثلاً نور بواسطہ شمس کے آتا ہے مگر طلب نور شمس سے شرک ہے ندا کسی کو کرنا مبنی بر علم وتصرف

منادی کے ہے۔ پس اس عبارت عزیزی سے جواز ندا کا کیونکر مفہوم ہوا۔ غایت تعجب ہے کہ اگر گاہے اولیاء کو بطور کشف باذن اللہ تعالیٰ کچھ معلوم ہو جاوے تو اس سے ہر وقت باستقلال علم وتصرف کا ہونا کہاں سے لازم آتا ہے۔

پس ایسی دعوت بہر حال یا شرک جلی یا خفی یا لغو مشابہت بشرک ہو کر حرام و ناجائز ہووے گی کسی وجہ جواز کا شائبہ اس میں نہیں ہوسکتا۔ اب استدلالت مجیب کا حال سنو کہ پڑھنا اس کلام کا بطور توسل جائز فرماتے ہیں حالانکہ توسل کی کوئی صورت نہیں۔ کما مر اور شاہ ولی اللہ صاحب نے طریقہ بعض جیلانیہ کا بیان کیا ہے اس سے اجازت ومشروعیت کا فہم محض غفلت ہے اور تحکم ہے اور شاہ عبدالعزیز صاحب کی عبارت کا مطلب خود واضح ہو گیا کہ ندا کو ہرگز جائز نہیں فرماتے بلکہ شرک لکھتے ہیں اور جو وہ فرماتے ہیں اس سے جواز ندا و مطلب ہرگز مستفاد نہیں ہوسکتا۔ علی ہذا تفسیر مظہری کا مطلب بھی یہی ہے کہ ندا اور استعانت اولیاء سے نہ حیات میں روا ہے نہ بعد موت اور جو صاحب خزینہ کی عبارت مجیب نے نقل کی ہے کہ **یا شیخ عبدالقادر فهو نداء و اذا اضيف اليه شيئا لله فهو طلب شی اكراما لله تعالىٰ فما الموجب بحرمته**(ا) یا شیخ عبدالقادر تو وہ ندا ہے اور جب اس کی طرف شیئاً للہ کی اضافت کی جائے تو وہ کسی چیز کا طلب کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے پاس اکرام ظاہر کرنے کیلئے تو حرمت کا موجب کیا ہے)۔ جب تک اس کے سابق لاحق کا حال معلوم نہ ہو اس پر حکم نہیں ہوسکتا۔ سلمنا اگر اس کی مراد یہی ہے جو مجیب نقل کرتے ہیں تو فتویٰ اس کا مردود ہے نصوص قطعیہ و روایات فقہاء معتبرین سے جیسا کہ سابق لکھا گیا کہ نداء غیر اللہ بہر حال ناجائز ہے اور شیئاً للہ کے معنی موہم شرک ہیں اگرچہ نیت داعی کی قبیح معانی نہ ہو تاہم درست نہیں۔ یہ وجہ حرمت اس کلام کی ہے اگرچہ موجب حرمت مجیب صاحب کو معلوم نہ ہوا۔ مگر نصوص و روایات سے ہم ثابت کر چکے ہیں۔ پس جو فتویٰ خلاف نصوص و روایات صحیحہ کے ہو وہ قطعاً مردود ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

پڑھنے والا اس جملہ کا تقریباً اور شہرت دینے والا اس کے جواز کا اعتقاداً آثم بلکہ مشرک ہے۔ سند اس کی حجۃ اللہ البالغہ مؤلفہ شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی صفحہ ۶۱ میں موجود ہے قال و نها ای من مظان الشرک انهم کانوا یستعینون بغیر الله فی حوائجهم من شفاء المریض و غناء الفقیر و ینذرون لهم یتوقعون انجاح مقاصد هم بتلک النذور و یتلون اسماء هم رجاء ببرکتها فاوجب الله علیهم ان یقولوا فی صلوتهم ایاک نعبد و ایاک نستعین و قال الله تعالیٰ فلا تدعوا مع الله احدا و لیس المراد من الدعاء العبادة کما قاله بعض المفسرین بل مراده الاستعانة بقوله تعالیٰ بل ایاه تدعون فیکشف ما تدعون. (اور فرمایا اور اسی سے یعنی شرک کے مواقع گمان میں سے یہ بھی ہے کہ وہ غیر اللہ سے اپنی حاجتوں میں جیسے مریض کی شفاء اور فقیر کے غناء کیلئے مدد مانگتے تھے اور ان کیلئے نذر مانتے تھے اور ان نذروں سے اپنے مقاصد کے پورا ہونے کی امید رکھتے تھے اور ان کے ناموں کی تلاوت کرتے تھے اس کی برکت کی امید سے تو اللہ تعالیٰ نے ان پر واجب کر دیا کہ اپنی نمازوں میں اس طرح کہیں کہ ''ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں''۔ اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ ''اللہ کے ساتھ کسی کو نہ پکارو اور دعا سے مراد عبادت نہیں ہے۔ جیسا کہ بعض مفسرین نے کہا کہ بلکہ اس سے مراد مدد مانگنا ہے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی بنا پر کہ ''بلکہ تم اسی کو پکارتے ہو تو پھر وہ تم کو کھول دیتا ہے وہ چیز جو تم مانگتے ہو'')۔ انتہی اور قاضی ثناء اللہ صاحب نے بھی اس مضمون کو صراحۃً ارشاد الطالبین میں ذکر کیا ہے۔

مسئلہ انچہ جہاں میگویند یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ یا خواجہ شمس الدین ترک پانی پتی شیئاً للہ جائز نیست شرک و کفر است حق تعالیٰ می فرمائید و الذین تدعون من دون الله عباد امثالکم انتہی (یہ جو نادان کہتا ہے یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ یا خواجہ شمس

الدین ترک پانی پتی شیئاً للہ جائز نہیں ہے۔ شرک و کفر ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ''اور جن لوگوں کو تم اللہ کو چھوڑ کر پکارتے ہو وہ تمہارے ہی جیسے بندے ہیں'')۔ اور اسی طرح شاہ عبدالعزیز صاحب کی تقریر بھی بعض حواشی میں صراحۃً اسی مضمون پر دال ہے۔

مقصد براری کیلئے حسبنا اللہ ونعم الوکیل پڑھنا

تم اپنے مقصد کے واسطے حسبنا اللہ و نعم الوکیل پانسو بار پڑھا کرو خواہ ایک جلسہ میں خواہ متفرق جلسات میں کوئی قید اور کوئی پرہیز اس میں نہیں نہ وقت مقرر ہے فقط۔

جو گناہ دلیل قطعی سے ثابت ہوا اس کو حلال سمجھنا کفر ہے

استحلال معصیت یہ ہے کہ اس کو مباح جانے لہٰذا خوف اس پر عذاب کا مطلقاً جائز ہے بلکہ جائز جانے نہ یہ کہ دل میں غیر جائز جان کر کچھ اندیشہ غالب نہ ہو یا اس قدر علم ہو کہ یہ فعل اچھا نہیں بھی استحلال نہیں اور استحلال بھی اس معصیت کا کفر ہے کہ ثبوت معصیت کا نص قطعی الثبوت قطعی الدلالۃ سے ہو اور حرمت بھی اس کی لعینہٖ ہو نہ لغیرہٖ اور اگر ان قیود سے کوئی مرتفع ہو جاوے گی تو کفر نہ ہو گا لہٰذا اکثر ایسے لوگ ہوویں گے جو کفر کے درجہ کو پہنچیں گے۔ فقط۔

فتنہ کے وقت عورت کا نکلنا شوہر کی اجازت سے بھی ناجائز ہے

اور زینت سے خروج جو ممنوع ہوا ہے تو رفع فتنہ کے واسطے ہے۔ اگر فتنہ کا محل ہے تو ہر حال میں خروج ممنوع ہے خواہ باذن زوج ہو خواہ بلا اذن اور جو فتنہ کا محل و اندیشہ نہیں تو ہر حال درست ہے اگر باذن ہے اور بدوں اذن خروج درست نہیں۔ بس اس پر ہی مدار جواز و عدم جواز کا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم والسلام۔

عیدین کے درمیان نکاح کرنا

درمیان عیدین کے نکاح کرنا سنت اور موجب برکت کا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا نکاح حضرت عائشہ صدیقہؓ سے شوال میں ہوا اور حضرت عائشہؓ اپنے عزیزوں کا نکاح شوال

میں کراتی تھیں۔ پس اس نکاح کو منحوس جاننا جہل و فسق ہے اور سنت رسول اللہ ﷺ سے مخالفت اور عداوت ہے ایسے اقوال سے توبہ کرنی چاہئے ورنہ فعل سنت ﷺ کے برا جاننے سے کافر ہو جاوے گا اور ایسا قول سخت احمق جاہل بکتا کا ہے عالم ایسی بات نہیں کہتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

امکان کذب کا مطلب

امکان کذب بایں معنی کہ جو کچھ حق تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے اس کے خلاف پرُوہ قادر ہے مگر باختیار خود اس کو نہ کرے گا یہ عقیدہ بندہ کا ہے اور اس عقیدہ پر قرآن شریف اور احادیث صحاح شاہد ہیں اور علمائے امت کا بھی یہی عقیدہ ہے۔ مثلاً فرعون پر ادخال نار کی وعید ہے مگر ادخال جنت فرعون پر بھی قادر ہے اگر چہ ہرگز جنت اس کو نہ دیوے گا اور یہی مسئلہ مبحوث اس وقت میں ہے بندہ کے جملہ احباب یہی کہتے ہیں اس کو اعدا نے دوسری طرح پر بیان کیا ہوگا۔ اس قدرت اور عدم ایقاع کو امکان ذاتی و ممتنع بالغیر سے تعبیر کرتے ہیں۔ فقط والسلام۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مروجہ مجلس مولود کا حکم

مجلس مولود مروج خود بدعت ہے اور اس میں قیام کو سنت مؤکدہ جاننا بھی بدعت ضلالہ ہے اور فخر عالم علیہ السلام کو مجلس مولود میں حاضر جاننا بھی غیر ثابت ہے اگر باعلام اللہ تعالیٰ جانتا ہے تو شرک نہیں ورنہ شرک ہے اور بوقت ملاقات علماء و صلحاء کا ہاتھ چومنا مباح ہے اور قبور اولیاء اللہ سے دعا چاہنا ہی مسئلہ مختلف فیہا ہے جس کے نزدیک سماع موتی ثابت ہے وہ جائز کہتے ہیں اور جو انکار سماع کا کرتے ہیں وہ لغو کہتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ سنت سے اس طرح دعا کرانا ثابت نہیں لہذا بدعت ہے۔ بندہ کے نزدیک مختلف فیہا مسائل میں فیصلہ نہیں ہو سکتا البتہ احوط کو پسند کرتا ہوں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

طاعون وبا اور دیگر امراض کے
پھیل جانے کی صورت میں نماز یا اذان کا حکم

طاعون وبا وغیرہ امراض کے شیوع کے وقت کوئی خاص نماز احادیث سے ثابت نہیں

نہ اس وقت اذانیں کہنا کسی حدیث میں وارد ہوا ہے اس لئے اذان کو یا نماز جماعت کو ان موقعوں میں ثواب یا مسنون یا مستحب جاننا خلاف واقع ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

مروجہ میلاد اور فاتحہ خوانی کا حکم

مجلس مولود مروجہ بدعت ہے بوجہ خلط امور مکروہہ کے مکروہ تحریمہ ہے اور قیام بھی بوجہ خصوصیت کے بدعت ہے اور امرد لڑکوں کا پڑھنا راگ میں بسبب اندیشۂ ہیجان فتنہ کے مکروہ ہے اور فاتحہ مروجہ بھی بدعت ہے۔ معہذا مشابہت بفعل ہنود ہے اور تشبہ غیر قوم کے ساتھ منع ہے۔ ایصالِ ثواب بدوں اس ہیئت کے درست ہے اور سوئم، دہم و چہلم جملہ رسوم ہنود کی ہیں اس تخصیص ایام میں مشابہت ہوتی ہے اور تخصیص ایام کی بدعت بھی ہے اگرچہ اصل ایصال ثواب بدوں کسی تخصیص و مشابہت کے درست ہے۔ فقط

اولیاء اللہ کی قبروں کے طواف کا حکم

طواف قبور اولیاء اللہ کا حرام ہے سوائے بیت اللہ کے کسی کا طواف درست نہیں۔ ملا علی قاری شرح مناسک میں فرماتے ہیں۔ و لا یطوف ای لا یدور حول البقعة الشریفة لان الطواف من مختصات الکعبة المنیفة فیحرم حول قبور الانبیاء و الاولیاء و لا عبرة بما یفعله الجهلة و لو کانوا فی صورة المشائخ و العلماء انتهی. و فی المراح لوطاف حول مسجد سوی الکعبة یخشی علیه الکفر انتهی (اور اطراح میں ہے کہ سوائے کعبہ کے اور کسی مسجد کا اگر کوئی طواف کرے تو اس پر کفر کا خوف ہے)۔ ہر گاہ کہ مسجد کے طواف میں خوف کفر کا ہو تو طواف قبور سے بطریق اولیٰ کافر ہو جاوے۔ پس اگرچہ کوئی صورت عالم و درویش ہو کر طواف کرے وہ فاسق ہے ہرگز اس کے قول و فعل کا اعتبار نہ کریں اور اس فعل سے حرام جان کر اجتناب کریں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

مردہ کے ساتھ توشہ لے جانا

توشہ مردہ کے ساتھ لے جانا عادت یہود اور ہنود کفار کی ہے۔ من تشبه بقوم فهو

منهم الحدیث (جو کسی قوم کے ساتھ مشابہت کرے وہ انہی میں سے ہے)۔ سو اگر جو کوئی رسم کافر کی لیوے گا وہ کفار میں شمار ہوگا۔ پس توشہ مردہ کے ساتھ ہرگز کہیں قرون ثلثہ میں ثابت نہیں ہوتا بلکہ یہ کفار کا فعل ہے سو اس کا کرنا بدعت اور گناہ ہے ہرگز درست نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے جس میں ذرا سی مشابہت کفار سے ہوتی اس کو منع فرمادیا ہے چنانچہ احادیث اس امور سے پر ہیں۔ پس اس فعل کو مردود گناہ جان کر ترک کرنا واجب ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

بزرگوں کے قدموں کو بوسہ دینا

بوسہ دینا بزرگوں اہل سنت کے قدم کو اگرچہ درست ہے مگر اس کا کرنا اولیٰ نہیں کہ عوام اس سے فتنہ میں پڑ جاتے ہیں لہذا اس کا ترک کرنا چاہئے۔

یا مرشد اللہ کہنا

اور لفظ یا مرشد اللہ وغیرہ جہلاء کے ایجاد کئے ہوئے ہیں کہ سلام کی جگہ اس کو بولتے ہیں لہذا بدعت ہے معہذا اس کے بعض معنی موہم کفر کے ہیں۔ مرشد اللہ کے معنی ایک یہ بھی ہیں کہ تم اللہ کے مرشد ہو۔ معاذ اللہ اگرچہ دوسرے معنی درست بھی اس کے ہیں سو جو کلمہ ایسا ہو کہ اس کے معنی اچھے اور برے دونوں ہو سکتے ہوں اس کو بولنا منع ہے۔ ایسے موہم لفظ کا استعمال درست نہیں جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے" **لا تقولوا راعنا و قولوا انظرنا**" راعنا کے معنی ایک اچھے تھے جس کو مسلمان مراد لیتے تھے دوسرے معنی برے تھے جس کو یہود مراد لیتے تھے اس پر مسلمانوں کو منع کر دیا کہ ایسا لفظ مت بولو خالص اچھے معنوں کے لفظ کہو۔ پس یہ لفظ مرشد اللہ کہنا نہیں چاہئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

آخری چہار شنبہ کی کوئی اصل نہیں

آخری چہار شنبہ کی کوئی اصل نہیں بلکہ اس دن میں جناب رسول اللہ ﷺ کو شدت مرض واقع ہوئی تھی تو یہودیوں نے خوشی کی تھی وہ اب جاہل ہندیوں میں رائج ہوگئی۔ نعوذ

باللہ من شرور انفسنا و من سیآت اعمالنا۔

(آخری چہار شنبہ سے مراد ماہ صفر کا آخری بدھ ہے اس کے بارے میں یہ غلط عقیدہ مشہور ہے کہ حضور ﷺ ماہِ صفر میں بیمار ہوئے تھے اور آخری بدھ کو آپ نے صحت یاب ہونے پر غسل فرمایا تھا اسی وجہ سے یہ شعر بھی بعض لوگوں نے گھڑا ہے۔

آخری چہار شنبہ آیا ہے ☆ غسلِ صحت نبی نے فرمایا ہے

تراویح میں بسم اللہ الخ کو جہراً پڑھنا

عاصم قاری کے نزدیک جن کی قرأۃ ہندوستان میں پڑھی جاتی ہے اور تمام قرآن مطبوعہ اس کے موافق ہیں۔ بسم اللہ ہر ہر سورۃ کا جزو ہے لہٰذا ان کے نزدیک ہر سورۃ کے اوپر بسم اللہ کو جہر کے ساتھ پڑھنا چاہئے اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ علیہ کا مذہب یہ ہے کہ بسم اللہ ایک آیت قرآن شریف کی ہے اس کو کہیں ایک جگہ جہر سے پڑھ دینا چاہئے سوائے سورہ نمل کے۔ پس جو لوگ مذہب حنفیہ کی رعایت رکھتے ہیں وہ بسم اللہ کو ایک بار پکار کر پڑھ لیتے ہیں سوائے سورہ نمل کے کیونکہ یہ بسم اللہ کسی سورۃ کا جزو نہیں مستقل آیت ہے امام صاحب کے نزدیک پس برعایت مذہب حنفیہ جس سورۃ کے ساتھ چاہے اس کو پڑھ لے کوئی قید نہیں اور اگر رعایت قاری عاصم کی منظور ہے تو ہر ہر سورۃ کے اوپر بجہر پڑھنا چاہئے۔ در صورت مذہب حنفیہ کوئی احتیاط کی بات نہیں یکساں ہے۔

”لاصلاۃ الابحضور القلب“ کا مطلب

لا صلوۃ الا بحضور القلب (حضور قلب کے بغیر نماز نہیں ہوتی)۔ میں حضور قلب مطلق واقع ہوا ہے اور مطلق کا قاعدہ ہے کہ اگر ادنیٰ سے ادنیٰ فرد بھی اس کی پائی جاوے تو امتثال امر ہو جاتا ہے۔ پس ادنیٰ حضور یہ ہے نماز پڑھنا جانے اور تکبیر تحریمہ میں نیت نماز کی ہو اور ہر رکن میں یہ جان لے فلاں رکن کرتا ہوں۔ پس فرض ادا ہوا کہ مطلق حضور کی ادنیٰ فرد موجود ہے اسی واسطے اگر اول سے آخر تک کسی رکن میں سو گیا تو رکن ادا نہیں ہوتا۔ پس فرض

نماز تو اس قدر حضور سے ادا ہوتی ہے اور کمال کی تھا (انتہاء) نہیں۔ والسلام۔

جہلأ سے مت الجھنا

جہلاء سے مت الجھنا وہاں چند آدمی بدوضع جمع ہیں ان سے مت الجھنا، اپنے عقائد و اعمال جیسے یہاں ہیں ویسے ہی رکھنا۔

ترجمہ جاننے والا حافظ قرآن اور ترجمہ نہ جاننے والا حافظ قرآن

حافظ قرآن کے مدارج معہ ترجمہ میں زیادہ ہیں اور بلا ترجمہ میں اس قدر نہیں اور بھول جانا سارے قرآن کا زیادہ گناہ ہے اور کم کا کم گناہ، اور گناہ وہ بھولنا ہے جو اس بھولنے والے کی کم توجہی اور بے اعتنائی سے ہو اور اگر کسی مجبوری یا مرض سے ایسا ہو تو مضائقہ نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

بذریعہ خط بیعت لینا

از بندہ رشید احمد عفی عنہ بعد سلام مسنون مطالعہ فرمایند۔ آپ کا خط بطلب بیعت کے آیا سو بندہ تم کو اتباع سنت رسول اللہ ﷺ پر بیعت کرتا ہے، سب امور موافق شریعت کے کرتے رہو اور پنجگانہ نماز اور ادائے فرائض میں چست رہو۔ اگر کسی وقت فرصت ہو اور کچھ حرج نہ ہو تو ملاقات کا مضائقہ نہیں ورنہ دور قریب سب محبت میں یکساں ہیں۔ اگر وظیفہ ورد کی حاجت ہو تو دوسرے وقت بتایا جائے گا۔ فقط والسلام مورخہ ۴ رمضان۔

بذریعہ خط اپنے شیخ کی طرف سے بیعت لینا

از بندہ رشید احمد عفی عنہ السلام علیکم۔ آج کارڈ جوابی آپ کا آیا اگرچہ لائق اخذ بیعت نہیں ہوں مگر حسب درخواست آپ کے اپنے حضرت مرشد سلمہ کی طرف سے اخذ بیعت کر کے آپ کو داخل سلسلہ کرتا ہوں۔ آپ صلوٰۃ خمسہ کو خوب بطمانیت و جماعت اپنے وقت پر

ادا کرتے رہیں اور ممنوعات شرعیہ اور بدعات سے اجتناب رہے اور معاملات وسنت ادا کرتے رہیں۔ یہی خلاصہ بیعت کا ہے اور اسی واسطے بیعت ہوتے ہیں۔ فقط والسلام مورخہ دوئم ذی الحجہ روز پنج شنبہ۔

خاندانِ شاہ ولی اللہ کے عقائد کو حضرت گنگوہی کا صحیح کہنا

بندہ خاندان حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ میں بیعت ہے اور اسی خاندان کا شاگرد ہے گوان کے عقائد کو حق اور تحقیقات کو صحیح جانتا ہے الا ماشاء اللہ کوئی امر جو بمقتضائے بشریت خاصہ لازمہ انسان ہے صادر ہوگیا ہو۔ تفسیر شاہ عبدالعزیز صاحب عقد الجید مولانا شاہ ولی اللہ صاحب کا ''تنویر العین'' مولانا محمد اسماعیل صاحبؒ شہید جیسا کہ مشہور ہے کہ ایسے ہی ہے۔ اس خاندان کے عقائد تقویۃ الایمان سے ظاہر ہیں۔ فقط والسلام

بدعتی پیر کی بیعت فسخ کرنا واجب ہے

اگر ایک شخص سے کوئی مرید ہوا اور پھر معلوم ہوا کہ وہ پیر بدعتی ہے اور کسی وجہ سے قابل بیعت کرنے کے نہیں ہے تو اس کی بیعت کا فسخ کرنا واجب ہے اگر بیعت کو فسخ نہ کرے گا تو گناہ گار ہوگا۔ حدیث میں آیا ہے المرء مع من احب سو اگر بدعتی سے محبت کرے گا اس کے ہی ساتھ ہو جاوے گا اور بدعتی سے محبت حرام ہے اور جو وہ پیر قابل بیعت کے ہے مگر مرید کو اس سے فائدہ نہیں ہوتا تو بھی دوسرے پیر سے مرید ہو جانا درست ہے۔ مگر پہلے پیر سے بھی اعتقاد رکھے اور جو پہلے پیر سے باوجود فائدہ ہونے کے بیعت فسخ کرے اور دوسرے سے مرید ہو جاوے تو بھی گناہ نہیں۔ پیری مریدی دوستی ہے آدمی جس سے چاہے دوستی دین کی کر لیوے اس میں کوئی گناہ کی بات نہیں مگر ہاں اچھے پیر اہلِ سنت کو چھوڑنا بلا وجہ اچھا نہیں کہ ایسے مرید پر مشائخ التفات نہیں کرتے لہٰذا اس کو فائدہ نہیں ہووے گا ورنہ کوئی گناہ کی بات نہیں۔ یہ سب کتب تصوف میں مشائخ صوفیاء نے لکھا ہے

اور پہلے پیر کے چھوڑنے کو کفر کہنا تو یہ کسی نے بھی نہیں لکھا یہ مقولہ بالکل کسی جاہل ناواقف کا ہے کہ اپنے دنیا کے کمانے کے واسطے مکر پھیلایا ہے یہ قول بالکل غلط اور مردود ہے مشائخ قدیمہ دو دو تین تین اور زیادہ سے بیعت ہوئے ہیں۔ چنانچہ کتب سلاسل سے ظاہر ہے تو اس شخص کے قول فاسد پر سب پر کفر عائد ہووے گا۔ معاذ اللہ! فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

عندالضرورۃ مذہب شافعی پر عمل کرنا

مذاہب سب حق ہیں۔ مذہب شافعی پر عندالضرورت عمل کرنا کچھ اندیشہ نہیں مگر نفسانیت اور لذت نفسانی سے نہ ہو۔ عذر یا حجۃ شرعیہ سے ہووے کچھ حرج نہیں۔ سب مذاہب کو حق جانے۔ کسی پر طعن نہ کرے سب کو اپنا امام جانے۔ فقط

تقلیدِ شخصی کی تحقیق

حق تعالیٰ نے قرآن شریف میں اپنے رسول کا اتباع فرض کیا اور احادیث تمام اس پر دال ہیں اور یہ بات سب کے نزدیک مقرر ہے مگر فہم کی بات ہے کہ اتباع حضرت وہ کر سکے جس نے آپ کی زیادرت کی ہو ورنہ بدوں حضور خدمت اتباع کیونکر ہو سکتا ہے۔ لہذا فخرِ عالم ﷺ نے خود فرمایا کہ **اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم** (میرے صحابہ ستاروں کے مانند ہیں ان میں سے جن کی تم نے اقتداء کر لی ہدایت پالی)۔۔ حق تعالیٰ نے فرمایا **فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون** (اگر تم نہیں جانتے ہو تو اہلِ علم سے دریافت کر لو)۔۔ تو پچھلوں پر پہلوں سے پوچھنا اور سیکھنا فرض فرمایا۔ صحابہ سے تابعین نے پڑھا اور ان کا اقتداء کیا اور علیٰ ہذا تابعین سے تبع تابعین نے کہ خود فرما چکے ہیں۔ **خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم** (بہترین زمانہ میرا زمانہ ہے پھر ان لوگوں کا جوان سے قریب ہیں پھر ان لوگوں کا جوان سے قریب ہیں)۔۔ ان قرون کی تعریف سے بھی یہ مقصد ہے کہ تابعین نے صحابہ سے سیکھا اور تبع تابعین نے تابعین سے اور یہ ہر سہ قرن خیر امت ہیں تم ان سے میرا طریقہ لو کیونکہ خیریت ان کی بسبب علم و عمل

کے ہے اور جو علم و عمل میں اولیٰ ہوتا ہے وہی مقتدا ہوتا ہے۔ تو بس اب متبعین سنت نبوی پر تحصیل دین محمدی علیہ السلام صحابہ سے اور ان کے بعد تابعین سے فرض ہوا اور علیٰ ہذا آج تک یوں ہی قرن بقرن چلا آیا کہ خود فرمایا بلغوا عنی سب عالم کو خطاب کیا کہ تم تبلیغ دین کی کرو تو ہر زمانہ میں بعبارت صریح قرآن و حدیث کے علماء سے دین کی تحقیق اور علم نبوی کا سیکھنا فرض ہوا۔ کیونکہ بدوں تقلید پہلوں کے پچھلوں کو ہرگز دین نہیں مل سکتا۔ مشتہر کو بھی تو دین پہلوں سے ہی معلوم ہوا ہے کچھ اس پر القاء نہیں ہوا۔ وحی بند ہی ہوگئی کہ کسی کی بات ماننا اور اس کو صادق جان کر عمل کرنا اس کے ہی معنی تقلید ہیں۔ اتنی بات مقلدین و غیر مقلدین سب مسلم رکھتے ہیں مگر غیر مقلدین صرف لفظوں کی تقلید کرتے ہیں کہ پہلوں سے لفظ سن کر قبول کیے اور معانی آپ خود لگا دیئے گو دین کے موافق ہو یا مخالف۔ سبحان اللہ صحابہ جو عربی دان تھے اور فصاحت و نکات اپنے کلام کے جانتے تھے قرآن و حدیث کے معنی کو حضرت سے اور باہم تحقیق کرتے تھے اور مقصد و معانی کے سیکھنے کی ضرورت جانتے تھے۔ مشہور ہے کہ حضرت عمرؓ نے دس برس میں سورہ بقرہ کو سیکھا۔ یہ معانی پڑھتے تھے یا الفاظ، الفاظ کے پڑھنے کی ان کو کیا ضرورت تھی تفسیر پڑھی تھی اور علی ہذا تابعین و تبع تابعین اور سب علماء کو معنی کی تقلید ضرور ہوئی مگر جہلاء چند کو کچھ حاجت نہ رہی کہ فقط پہلے لوگوں کے لفظ دیکھ کر اپنی رائے سے جو چاہے معنی گھڑ لئے۔

احادیث میں موجود ہے کہ صحابہ و تابعین قرآن کے متعارض مضامین کو اور غریب لغات کو تحقیق کرتے تھے۔ بہر حال تقلید لفظ کی اور معنی کی دونوں کی دین میں واجب ہے تو پس اب حسب ارشاد شارع کی تقلید واجب ہوئی اور جب کوئی کسی عالم کی تابعین سے لے کر آج تک تقلید کرتا ہے تو تقلید صحابہ اور رسول اللہ ﷺ کی ہی تقلید ہے کیونکہ یہ سب واسطہ و وسائل آپ کے ہیں۔ سو تابعین اور تبع تابعین کی تقلید اور ان کے شاگردوں کی تقلید صحابہ کی تقلید اور خود رسالتمآب علیہ السلام کی تقلید تو بالضرور تقلید ابو حنیفہؒ کی تقلید رسول اللہ ﷺ کی ہوئی اور مقلد شافعیؒ وغیرہ کا بھی مقلد آپ کا ہی ہوا۔ اب باوجود اس بات کے کہ تقلید رسول

اللہ ﷺ کی بدوں صحابہ کے اور تقلید صحابہ کی بدوں تابعین کے محال ہے اور قرآن وحدیث میں ان کی تقلید کا حکم مصرح مذکور ہو چکا تو پھر ہم پوچھتے ہیں کہ باری تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی طرف سے حکم تقلید ائمہ اربعہ کے وجوب کے کیا معنی ہیں آیا یہ مقصود ہے کہ قرآن شریف میں یا حدیث میں خاص کر بنام ابوحنیفہ رحمہ اللہ یا شافعی رحمہ اللہ مثلاً حکم ہو کہ فلاں امام کی تقلید کرنا واجب جانیو۔ اگر یہ مطلب ہے تو محض دھوکا مسلمانوں کو دینا ہے۔ بخاری و مسلم کے الفاظ کی تقلید کی کون سی مصرح حدیث یا قرآن کی آیت ہے یا صحابہ میں سوائے چند نام کے کس کے نام کی تصریح آئی ہے۔ معاذ اللہ اور اگر صحابہ کے قرن میں عموم لفظ اصحابی کالنجوم پر قناعت ہے تو ثم الذین یلونھم اور لفظ اہل الذکر کے عموم میں کیا قباحت دیکھی جو یہاں تخصیص اسمی کی ضرورت پڑی اگر مشتہر بمسمیٰ ابوحنیفہ یا شافعی رحمہم اللہ تعالیٰ کی تصریح اسم کی نص مانگتا ہے تو ہم بھی صحابہ کے ہر واحد کے نام کی صراحۃً نص پوچھتے ہیں اور بخاری و مسلم وغیرہما تمام ائمہ حدیث کی تقلید لفظی کی حدیث صریح طلب کرتے ہیں۔

تقلید ابی حنیفہ کا نص سے ثابت

الغرض یہ سب مغالطہ اور دھوکہ ہے بات یہ ہے کہ جیسا صحابہ نے حضرت سے دین لیا ویسا ہی تابعین نے صحابہ سے لیا اور جب صحابہ کی تقلید کا ارشاد کیا تو سب صحابہ کو گویا نام ہی لے دیا اور جبکہ تابعین کا علم صحابہ کا علم ہے تو سب تابعین کی تقلید کو ضروری فرما دیا اور علیٰ ہذا القیاس بعد کے قرون میں اور امام ابوحنیفہ بھی تابعی ہیں چنانچہ جلال الدین سیوطیؒ نے ایک رسالہ اس باب میں لکھا ہے تو ان کی تقلید نص سے ثابت ہوئی۔ کیونکہ ان کا سب فقہ حدیث اور صحابہ کے اقوال و افعال سے حاصل و مستنبط ہے اور علی ہذا القیاس شافعی رحمہ اللہ وغیرہ ائمہ تبع تابعین کے شاگرد ہیں ان کا علم بھی صحابہ ہی سے مستفاد ہے۔ سو اب کس منہ سے کوئی ان کی تقلید سے انکار کر سکتا ہے اور ان کے نام کی نص صریح مانگنے میں مشتہر کا قافیہ تنگ ہوگا۔ دیکھیں گے وہ کس اپنے مقتداؤں کے لئے نص صریح دلاوے گا۔ ہاں ایک بات باقی رہی وہ ہے کہ مشتہر کا یہ مطلب ہو کہ تقلید سب صحابہ و تابعین کی درست و ضرور ہے اور پھر خاص کر

ایک ہی کی تقلید کرنے کی کیا ضرورت ہے اور وجوب تقلید ایک ہی شخص کا کسی نص میں آیا ہے نص قرآن وحدیث تو علی العموم سب کی تقلید کی ارشاد فرماتی ہے اور تابعین اور تبع تابعین کے طرز سے بھی یہی ظاہر ہے کہ وہ کسی ایک کے شاگرد نہیں بلکہ بہت لوگوں سے ان کا علم حاصل ہے تو البتہ یہ قابلِ التفات جواب ہے تو اول تو ہوش کر کے یہ بات سنو کہ یہ حدیث اصحابی کالنجوم کے یہ معنی ہیں کہ میرے سارے اصحاب ہر ہر واحد مثل ستارہ کے ہے تم جس کسی ایک صحابی کی بھی اقتداء کرو گے تو ہدایت پاؤ گے، تو مطلب حضرت ﷺ کا یہ ہے کہ فقط ایک صحابی خواہ کوئی ہو ہدایت کے واسطے کافی ہے یہ معنی نہیں کہ جو سب کے اقتداء کرو گے تو ہدایت ہووے گی ورنہ نہیں، مگر ہاں جب ایک کی اقتداء میں ہدایت ہے تو اگر چند صحابہ کی اقتداء ہو گی اور مسائل ومواقع متعددہ میں اصحاب متعددہ سے اقتباس کرے گا تو بھی ہدایت ہووے گی تو بس اس حدیث میں آپ ﷺ نے ایک صحابی کی تقلید کو کافی فرما دیا اور زیادہ کی تقلید کو منع نہیں فرمایا اور فی الواقع مسئلہ مختلفہ میں تو ایک کی ہی اقتداء ممکن ہے۔ دو یا تین کی تقلید ہو ہی نہیں سکتی۔ اور اوپر کی تقریر سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ تقلید تابعی کی تقلید صحابی کی ہے اور علی ہذا تو یہ حکم جب صحابہ کی نسبت ہے ویسا ہی تابعین تبع تابعین وغیرہم کی نسبت بھی ہے کہ ایک کی تقلید ضروری ہے اور زیادہ کی منع نہیں تو بہر حال اتباع ایک عالم کا کرنا جس کا نام تقلید شخصی ہے جائز ہوئی کہ اس کے کرنے سے دین حاصل ہوتا ہے اور ہدایت پاتا ہے اور امر فسئلوا الخ کا امتثال پورا حاصل ہوتا ہے اور اصحابی کالنجوم پر کامل عامل بنتا ہے اور اس تقلید میں کوئی کراہت یا کوئی ترک اولیٰ نہیں اور مطلق تقلید کی جو مامور ہے یہ بھی ایک فرد ہے اگر چہ دوسرے فرد کہ چند علماء کا مقلد ہوتا ہے وہ بھی دراصل روا اور جائز ہے اور ہم پلہ اس تقلید شخصی کے ہے تو پس مقلد ابو حنیفہؒ کا اور شافعیؒ وغیرہما کا مقلد رسول اللہ ﷺ کا ہے ان میں سے کسی کا نام لے کر فرمانے کی ضرورت نہیں کیونکہ کلیہ کے جزئیات اور عام کی افراد بحکم صراحت ہی ہوتے ہیں اور اگر مشتہر کا مذہب کلیہ میں صراحتِ اسی کا ہے تو تمام کلیات وعمومات وارادہ نصوص لغو ہو جاویں گے سب زانی وسارق وغاصب اپنے نام

کی تصریح مانگیں گے جیسا کفار کہا کرتے تھے کہ خاص ہمارے نام کا حکم نامہ لاؤ۔ الحاصل یہ نہایت چربوز مطالبہ اور واہی بات اور محض دھوکہ ہے۔

تقلید شخصی کی ایک دلیل

بعد اس بات کے دریافت کے دوسری بات یہ سنو کہ حق تعالیٰ قرآن شریف میں بقولہ و لا تفرقوا (اور متفرق نہ ہونا) حکم اتفاق کا اہلِ اسلام کو دیتا ہے اور اجتماع اور عدم تنازع کو فرض فرماتا ہے اور جو امر تفریق ڈالنے والا ہو اس کو حرام و منع فرماتا ہے اگرچہ وہ امر مستحب ہی ہو سو جو امر کسی وقت میں مستحب تھا جب اس امر سے مسلمانوں میں فساد ہونے لگے تو وہ امر حرام ہو جاتا ہے۔ دیکھو کہ رسول اللہ ﷺ نے باندیشہ افتراق امت کے بیت اللہ کی دیوار کو اپنے موقع پر نہ بنایا اور خود آپ نے طویل قرأۃ فی الصلوٰۃ کو مستحب فرمایا تھا کہ عمدہ نماز وہ ہے جس میں قرآن زیادہ پڑھا جاوے اور حضرت معاذؓ نے اس پر عمل کیا۔ تو جب ایک صحابی نے شکایت کی کہ ہم زراعت کرنے والے ہیں معاذؓ کی طویل قرأت سے ہم کو تکلیف ہوتی ہے تو حضرت ﷺ نے حضرت معاذؓ کو فتان فرمایا اور چھوٹی قرأت کو واجب کر دیا کیونکہ قرأت کے ادا کرنے کو ادنیٰ درجہ کافی تھا اور یہ طریقہ موجب اتفاق تھا اور دوسرا طریقہ حالانکہ مستحب تھا مگر وقت افتراق کے اس کو فتنہ فرما دیا اور اس پر عمل کرنے والے کو فتنہ انگیز ٹھہرایا تو بس یہ قاعدہ مسلم شرع کا ہے کہ اگر ادائے واجب کے دو طریقہ ہوں ایک میں فساد ہوتا ہو اور دوسرے میں اتفاق رہتا ہو تو وہ طریقہ جس میں فساد ہو اختیار کرنا حرام ہو جاتا ہے اور دوسرا طریق معین واجب ٹھہر جاتا ہے۔ اگرچہ وہ طریق جس میں افتراق ہوتا ہے اصل میں عمدہ ہی کیوں نہ ہو مگر اس عارض امر سے حرام بن جاتا ہے اب ان دونوں امر کے بعد جواب اس خدشہ کا صاف نکل آیا کہ تقلید شخصی کرنے والے اہلِ ہند کے مثلاً اپنے فرض سے فارغ تھے اور امتثال امر خداوندی و نبوی میں سرگرم۔ اب اگر عدم تقلید شخصی کو کوئی گرایا چاہتا ہے تو بحکم مقدمہ ثانیہ معلوم ہوا کہ فتنہ و افتراق امت میں ڈالتا ہے۔

لہذا یہ امر نا جائز ہوا اور تقلید شخصی واجب ہوئی لہذا ہم کہتے ہیں کہ اب تقلید شخصی واجب بالغیر ہوگئی اور عدم تقلید حرام بالغیر بنی اور جو کچھ فتنہ اور نزاع اور باہم اختلاف اس عدم تقلید میں ہے وہ سب کو نظر آتا ہے مگر ہاں حق تعالیٰ جس کو کور باطن بنا دے وہ اس فساد کے معائندہ سے معذور ہے۔ اب بفضلہ تعالیٰ وجوب تقلید شخصی بخوبی ثابت ہوگیا اور تقلید ائمہ اربعہ میں کسی امام کی بالتعین واجب ثابت نص قرآنی سے اور احادیث نبوی سے ہوگئی کسی مسلمان کو تردد لائق نہیں اور یہ سوال مشتہر کا اصل سب سوالات کی ہے اور یہ بات اس کی جڑ ہے بہت سے خدشات کی اور مابہ الافتخار اس کا ہے اس واسطے ہم نے اس کو بہت دراز لکھا ہے اس جواب کو بہت غور سے دیکھنا چاہئے کہ بعد صحت فہم کے سب خدشات رفع ہو جاتے ہیں واللہ اعلم و علمه اتم و احکم. و صلی اللہ علیٰ سیدنا محمد و آله و صحبه و بارک و سلم۔ کتبہ الاحقر بندہ رشید احمد عفی عنہ۔

محرم سے نکاح کرنے والے کا حکم

امام صاحب فرماتے ہیں کہ اگر کوئی کسی اپنی محرم سے نکاح کر لیوے تو بے شک وہ زانی ہے اس کو تعزیر دینی چاہئے اور امام جو تعزیر اس کی تجویز کرے درست ہے یہاں تک کہ قتل بھی کر دیوے تو روا ہے مگر وہ حد شرعی کہ زنا میں ہوتی ہے (محصن کو سنگسار کرنا اور غیر محصن کو سو کوڑے مارنا) وہ اس میں نہیں آتے اور دلیل اس کی وہ حدیث ہے کہ ابوداؤد اور ترمذی روایت کرتے ہیں عن براء بن عازب قال لقیت عمي و معه رایة فقلت له این ترید فقال بعثني رسول اللہ ﷺ الی رجل نکح امرء ۃ ابیه فامرني ان اضرب عنقه و اخذ ماله(۱) براء بن عازب سے روایت ہے کہ میں اپنے چچا سے ملا اور ان کے ہاتھ میں ایک علم تھا (جو کہیں لڑنے کیلئے جانے کی نشانی تھی) میں نے ان سے دریافت کیا کہ تم کہاں کا ارادہ رکھتے ہو تو انہوں نے فرمایا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کے قتل کیلئے بھیجا ہے جس نے اپنے باپ کی بیوی سے نکاح کر لیا ہے اس لئے مجھے

حکم دیا ہے کہ اس کی گردن ماردوں اور اس کا مال لے لوں)۔ دیکھو خود شارع علیہ السلام نے اس واقعہ میں حد شرعی نہیں ماری بلکہ تعزیر سخت دی تو امام صاحب پر کیا طعن ہے کہ وہ تو عامل بالحدیث ہیں۔ چشم بینا ہو تو اعتراض نہ کرے واللہ تعالیٰ اعلم۔

کسی عورت پر نکاح کا دعوی کرنے والے کا حکم

جاننا چاہئے کہ بیگانے مال کا مالک ہونا بیگانے مال پر تصرف مالکانہ کرنا بدوں کسی ایک عقد کہ شرع نے اسباب ملک مقرر فرمائے ہیں حلال نہیں ہو سکتا جیسا بیع یا ہبہ یا اجارہ مثلاً اور ایسا ہی دوسرے کے نفس پر تصرف روا نہیں بدوں اس عقد کے کہ حلت کے واسطے مشروع ہوئے ہیں۔ جیسے نکاح و اجارہ خدمت کا۔ مثلاً اگر بدوں ان عقود موضوعہ شرع کے کوئی قبض و تصرف ہوگا تو وہ غصب و سرقہ و زنا کہلائے گا اور حرام ہوگا۔ یہ امر تو مسلم تمام امت کا ہے حاجت دلیل و سند کی نہیں رکھتا۔ دوسرے یہ کہ یہی تصرفات جیسے متعاقدین باہم کر سکتے ہیں۔ ایسا ہی حاکم اپنی طرف سے اس کی مصلحت کے واسطے کر سکتا ہے اور یہ تصرف حاکم درحق محکوم بحالت رضا و سکوت نافذ ہوتا ہے۔ ظاہراً مثلاً مدیون کی جائیداد کو حاکم بلا رضا نیلام کرتا ہے اور دلیل اس کی یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غلام مدبر ایک صحابی کا کہ وہ مفلس تھے بیع کر دیا اور کہیں ثابت نہیں ہوا کہ انہوں نے حضرت علیہ السلام کو وکیل کیا ہو بلکہ بظاہر خلاف رضا ان کی کے تھا۔

کیونکہ وہ تو اس کو مدبر بنا چکے تھے اور مثلاً عنین کے واقعہ میں آپ ﷺ نے زوج کی طرف سے عورت پر طلاق واقع کر دی اور جس شخص نے اپنے غلام کو خصی کر دیا تھا آپ ﷺ نے اس غلام کو بدوں رضا مالک کے آزاد کر دیا اور افعال صحابہ سے بھی ایسا ہی مستفاد ہے۔ عنین کی زوجہ کو تفریق کر دینا اس قسم سے ہے تو ان سب واقعات سے یہ معلوم ہوا کہ حاکم کو ایجادِ عقد کا اختیار ہے تو حاکم نے اگر کسی کی شے بیع کر دی تو مشتری کو اس میں تصرف روا ہے اور اگر نکاح کر دیا تو زوجین کو مباشرت حلال ہے اور یہ ظاہر ہے کہ جب وجود عقد کا

ثابت ہو جاوے گا تو حلت ظاہراً و باطناً ثابت ہووے گی جیسا کہ اگر متعاقدین باہم ان عقود کو کرلیویں تو حلال ہونا ظاہر و باطن ثابت ہوتا ہے (اور اس کے منجملہ (یعنی منجملہ منصب امامت) یہ بھی ہے کہ اس کے حکم کو نافذ کر دیا جائے نبی آدم کے عقد اور معاملات میں پس جس وقت کہ نبی وقت دو شخصوں کے معاملات میں سے کسی معاملہ کا فیصلہ فرما دے۔ جیسے بیع یا نکاح کا انعقاد یا اسی کے مثل اور کوئی عقد تو اس کے حکم کے ساتھ یہ عقد منعقد ہو جائے گا کہ پھر اس میں کسی کو چون و چرا کی گنجائش نہ رہے گی۔ جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے آیت ''کہ کسی مومن اور مومنہ کو اس کا حق نہیں کہ جب اللہ و رسول نے کسی بات کا فیصلہ کر دیا تو ان کے معاملہ میں ان کو (کرنے نہ کرنے کا) اختیار باقی رہے اسی طرح مذکورہ عقود امام یا اس کے نائب کے حکم سے جو کہ قاضی ہے خود بخود منعقد ہو جاتے ہیں کسی کو گفتگو کی مجال نہیں رہتی جیسا کہ مسئلہ ''قاضی کا حکم ظاہر و باطن میں نافذ ہوتا ہے۔'' متون و شروح میں صراحت سے موجود ہے۔ مولانا اسماعیل شہیدؒ) ہاں اگر قاضی کسی کے شے دوسرے کو بغیر عقد و سبب دیوے تو غصب ہے اور حرام جیسا کوئی کسی کی شے بلا عقد لیوے تو غصب ہوتا ہے اور تصرف حرام ہوتا ہے۔ مگر یہ یاد رہے کہ بیع اپنے محل میں ہوتی ہے اور نکاح بھی اپنے محل میں ہوتا ہے تو باہم بیع و نکاح جب ہی ہوتا ہے کے شے قابل بیع ہو اور عورت قابل اس شخص کے نکاح کے ہو یہ نہیں کہ جس عورت سے چاہے قاضی نکاح کر دے اگر چہ ماں بہن ہی ہو اب سنو کہ امام صاحب نے بنابریں دو امر یہ فرمایا ہے کہ اگر کسی نے کسی عورت پر دعویٰ نکاح کا کیا اور عورت انکار کرتی ہے مرد نے جھوٹے گواہ پیش کئے۔ قاضی نے خوب حسب قاعدہ عدالت گواہوں کی تحقیق کر کے حکم نکاح کا دے دیا تو امام صاحب فرماتے ہیں کہ اگر چہ پہلے سے نکاح نہیں ہوا تھا مگر اب قاضی کے حکم سے منعقد ہو گیا کہ قاضی ایجاد نکاح کا مختار ہے اور قاضی کا کہنا کہ میں نے نکاح کو نافذ کر دیا یہ کہنا ہے کہ میں نے نکاح کر دیا اور اس حکم کے وقت دو گواہ ہونے ضروری ہیں۔ تو اب جب کہ عقد ثابت ہو گیا تو عورت مرد کو بسبب

اس نکاح قاضی کے ظاہر و باطن حلال ہوگئی۔ اور عورت گو اول انکار کرتی ہے مگر قاضی نے اس کے انکار کو رد کر کے اب نکاح کر دیا اور حکم قاضی سے نکاح منعقد ہو گیا کہ اس میں مصلحت ہے اور رفع نزاع ہے اور قاضی اسی واسطے ہوتا ہے اور بعد عقد کے موجب اس کا حلال ہونا تصرف کا ہے اور بس اور یہ واقعہ جناب رسالت مآب علیہ السلام کے زمانہ میں نہیں ہوا کہ اس کی کوئی حدیث صریح لائی جاوے۔ مگر یہ دونوں امر جس میں سے یہ بات نکلے حدیث سے ہی ثابت ہوئے ہیں اور حضرت علیؓ کے زمانہ میں یہ حادثہ ہوا اور اس حکم حضرت علیؓ سے یہی بات ثابت ہوتی ہے جو امام صاحب فرماتے ہیں تو بحسب ارشاد نبوی ﷺ کہ جس صحابی کا تم اقتداء کرو گے ہدایت پاؤ گے۔ امام صاحب مہتدی اور حق فرمانے والے ہیں اور کوئی حدیث مخالف قول امام صاحب کے نہیں ہے اور وہ حدیث بخاری وغیرہ کی جس میں یہ لفظ ہیں **فمن قضيت له بشئ من حق اخيه فلا ياخذنه** جس کے واسطے حکم کر دوں میں دینے کا کچھ اپنے بھائی کے حق سے تو ہرگز نہ لیوے تو یہ مطلق شے دلانے کے باب میں وارد ہوئی ہے نہ ایجاد سبب کے باب میں اور معلوم ہو چکا کہ بلا ذریعہ سبب کے کوئی شے یعنی غصب ہوتا ہے۔ بعد اس کے سنو کہ مشتہر کے جو تشریح کی کہ کسی کی جورو کو اپنی زوجہ ہونے کا دعویٰ کر کے دو جھوٹے گواہ گزران کر کے لیوے تو وہ عورت مدعی کو درست ہو جاتی ہے محض افتراء ہے کہ کوئی عالم اور کتاب اس کو نہیں کہہ سکتا۔ کیونکہ غیر کی منکوحہ محرمات شرعیہ میں ہے اس کا نفاذ نکاح کب ہو سکتا ہے۔ سو یہ مشتہر کی محض خیانت ہے دروغ گوئی کو شیوہ اغوا عوام کا ٹھہرایا ہے۔ واللہ اعلم۔

دہ دردہ کی تحقیق

دہ دردہ کی تحدید ہرگز امام صاحب کا مذہب نہیں (کذا فی المصفیٰ و معیار الحق و ایضاح الحق) نہ کسی اور محقق حنفی کا بلکہ بعض متاخرین نے عوام کی فہم کے واسطے ایک حد لگا دی ہے اور یہ بھی اسی واسطے ہوا کہ جو تحدیدات قلتین وغیرہ کی احادیث سے معلوم ہوتی ہیں ان

کا ثبوت لفظاً نہیں بامعنی کلام ہے تو اسی موقعہ میں امام صاحب نے حسب قاعدہ شرعیہ رائے مبتلی بہ پر چھوڑا تھا۔ عوام کی رفع حرج کے واسطے دہ دردہ مقرر کر دیا تھا کہ احتیاط ہاتھ سے نہ جاوے۔ ایسے باب میں حدیث طلب کرنی جہالت ہے۔ اگر مشتہر پہلے حدیث صحیح سے کوئی حدیث ثابت کر لیتا تو پھر دوسروں کو تکلیف حدیث تحدید کی دینی مناسب تھی۔ اللھم احفظنا من شرور انفسنا و من وسواس الخناس عدونا آمین ۔(دہ دردہ یہ فقہ کی اصطلاح ہے اس سے مراد وہ حوض اور تالاب ہے جو ہر طرف سے دس ذراع ہو اصل میں حنفیوں کے نزدیک اگر بڑے تالاب میں ایک طرف نجاست گر گئی ہو تو دوسری طرف سے وضو کرنا جائز ہے۔ پھر یہ کہ بڑا تالاب کونسا ہوتا ہے اس کی تعداد اور حد کے بارے میں مختلف اقوال کتب فقہ میں موجود ہیں جن میں سے ایک یہ کہ وہ تالاب اور حوض دہ دردہ یعنی ہر طرف سے دس ذراع ہو، یہ قول عوام الناس کی سہولت کیلئے ہے۔ فقط واللہ اعلم از مرتب ۱۲)۔

ایمان کی کمی زیادتی کے متعلق امام صاحب کا مسلک

اول حقیقت اس مسئلہ کی سنو کہ امام صاحب نے یوں فرمایا ہے (وھکذا فی شرح الفقہ الاکبر ملا علی القاریؒ) کے اجزا ایمان کی زیادت زمانہ رسول اللہ ﷺ میں تو ہوئی تھی بایں معنی کہ ایک آیت یا حکم نازل ہوا اور مسلمانوں نے اس کو قبول کیا پھر دوسرا حکم آیا اس کو مان کر ایمان زیادہ ہوا اور پھر اور حکم آیا اس کو قبول کر کے اور زیادہ ہو گیا اور علی ہذا القیاس آیات و احکام بڑھتے جاتے تھے ایمان بھی زیادہ ہو جاتا تھا۔ جب خاتم الانبیاء علیہ السلام تشریف فرمائے آخرت ہوئے تو احکام ختم ہو چکے تھے۔ ایمان کی بھی ایک حد معین ٹھہر گئی اب کمی زیادتی ایمان بایں معنی نہیں ہو سکتی۔ اگر کوئی حکم زائد ان احکامات پر کوئی کر دیوے وہ بھی کافر ہے اور جو ایک حکم کو نہ مانے وہ بھی کافر اور بایں معنی ایمان افراد مومنین کا اور انبیاء اور سب ملائکہ کا برابر ہے کہ جو امور مامور بہا کہ جس پر ایمان لانا فرض ہے مومنین کا وہی ملائکہ و انبیاء کا قال اللہ تعالیٰ آمن الرسول بما انزل الیہ من ربہ و المؤمنون الایہ۔

غرض ایمان سب احکام خداوندی کا ماننا ہے اس میں مومن و نبی و جبرائیل وغیرہ فرشتے سب برابر ہیں۔ ہاں اجمال تفصیل کا فرق ہے اور کمی زیادتی کیفیت کی اور قوت و ضعف اس کا اور شے ہے وہ البتہ یکساں نہیں اب یہ عقیدہ کہ وہ قرآن کی آیت سے نکلتا ہے یا نہیں؟ اور اس کا منکر کون ہوتا ہے۔ اگر حسود کی چشم بند ہوں کوئی کیا کرے اور خود امام صاحب کے اس کلام سے یہ مطلب ظاہر ہے کہ یوں فرماتے ہیں کہ ایمانی کایمان جبرئیل ولا اقول مثل ایمان جبرئیل۔ یعنی ایمان میرا مشابہ ایمان جبرائیل کے ہے اور میں یہ نہیں کہتا کہ مثل ایمان جبرائیل کے ہے۔ اس واسطے کہ مماثلت جب ہوتی ہے کہ من کل الوجوہ برابر ہو جاوے اور یہ بات نہیں ہے بلکہ آپ کو جس میں مشابہت ہے اور یہ بات فارسی خواں بھی جانتے ہیں کہ محبوب کو سروے مشابہت دیتے ہیں تو فقط راستی قد کی مشابہت مقصود ہوتی ہے۔ سب امور میں مشارکت و مماثلت نہیں ہوتی۔ غرض یہ بات محض عناد کی ہے ورنہ اس کا فہم کچھ دشوار نہ تھا۔ واللہ الہادی۔

زیر ناف ہاتھ باندھنے کی دلیل

تیسیر الوصول میں روایت ہے عن ابی حجیفة ان علیا رضی اللہ عنہ قال السنة وضع الکف فی الصلوٰة تحت السرة اخرجه رزین (ابی جحیفہ سے روایت ہے کہ علیؓ نے فرمایا کہ سنت یہ ہے کہ نماز میں ہتھیلی کو ناف کے نیچے رکھا جائے اس کو رزین نے روایت کیا ہے)۔۔ اور سنت فعل رسول اللہ ﷺ کا ہوتا ہے تو بس اس روایت سے ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے خوب روشن ہیں۔ انکار اس کا بجز تعصب اور کیا ہوگا۔ واللہ اعلم۔

حضور ﷺ سے عدم رفع کا ثبوت

یہ بات ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز میں سوائے تحریمہ کے ہاتھ نہیں اٹھائے۔ قال عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنه الا اصلی بکم صلوٰة رسول اللہ ﷺ فصلی ولم یرفع یدیه الا فی اول مرة فی الباب عن براء بن

عازب قال ابو عیسٰی حدیث ابن مسعود حدیث حسن به یقول غیر واحد من اھل العلم من اصحاب النبی ﷺ و التابعین و ھو قول سفیان و اھل کوفة (عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ کیا میں تم کو ایسی نماز نہ پڑھا دوں جو رسول اللہ ﷺ نے پڑھی تھی؟ پھر انہوں نے نماز پڑھی اور بجز پہلی مرتبہ کے پھر انہوں نے اپنے ہاتھوں کو نہیں اٹھایا اور اسی باب میں براء بن عازب فرماتے ہیں ابو عیسیٰ نے کہا کہ ابن مسعود کی حدیث حسن ہے اور اکثر اہلِ علم رسول اللہ ﷺ کے اصحاب اور تابعین یہی فرماتے ہیں اور سفیان اور اہلِ کوفہ کا یہی قول ہے)۔

اس حدیث کی ترمذی خود تصحیح کرتا ہے اور کوئی ضعف اس میں نہیں اور حضرت ﷺ کا رفع یدین رکوع وغیرہ میں سوائے تحریمہ کے نہ کرنا بروایت عبداللہ بن مسعود و براء بن عازب کے ثابت ہو گیا اور فقط یہ دو صحابی ہی یہ نہیں فرماتے بلکہ بہت سے صحابی کی یہ روایت ورائے ہے کہ سوائے تحریمہ کے رفع یدین نہ ہونی چاہئے اور یہ بات ظاہر ہے کہ حضرت جیسے نماز پڑھنے کے یہ معنی تھے کہ جس طرح حضرت نے نماز پڑھی اور جو جو فعل آپ نے نماز میں ادا فرمائے وہ سارے کر کے دکھلاویں۔ پھر اب عدم رفع یدین میں سوائے تحریمہ کے کون سا خفا رہا اور کوفہ میں بعد وفات رسول اللہ ﷺ پندرہ سو اصحاب تشریف رکھتے تھے۔ اس سے ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ جو اہل کوفہ کا مذہب عدم رفع یدین کا تھا تو اکثر ان اصحاب مقیمین کوفہ کا یہ قول تھا کیونکہ اہل کوفہ نے ان ہی اصحاب سے دین لیا تھا۔ بعد اس واضح روایت کے انکار کرنا محض نفسانیت ہے وبس لہذا مسلمانوں کو ایسی تلبیسات پر التفات نہیں کرنا چاہئے۔

آمین بالسر کا ثبوت

آمین کو خفیہ کہنا حضرت ﷺ کا حدیث سے ثابت ہے کہ مستدرک میں حاکم نے باسناد صحیح روایت کیا ہے۔

عن وائل بن حجر انه صلی مع النبی ﷺ فلما بلغ غیر المغضوب

عليهم و لا الضالين قال آمين و خفض بها صوته (وائل ابن حجر سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی جب آپ ﷺ نے غير المغضوب عليهم ولا الضالين کی تلاوت فرمائی تو آمین فرمایا اور آمین کہنے کیلئے اپنی آواز پست فرمائی)۔۔اس حدیث سے حضرت ﷺ کا خفیہ آمین کہنا ثابت ہو گیا۔ بعد اس کے انکار کرنا محض تعصب ہے۔اس باب میں اور بھی روایات ہیں پس کسی کو اشتباہ نہ ہونا چاہئے۔

مقتدی کیلئے امام کے پیچھے قرأت کرنا ممنوع ہے

صحیح مسلم میں حدیث مروی ہے کہ انما جعل الامام ليئتم به فاذ اكبر فكبروا و اذا قراء فان صتوا ،(امام اس لئے بنایا گیا ہے کہ کے اس کی اقتداء کی جائے جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہواور جب وہ قرآن شریف پڑھے تو خاموش رہو)۔اور خود حق تعالیٰ ہی قرآن شریف میں فرماتا ہے و اذا قرئ القرآن فاستمعوا له و انصتوا (اور جب قرآن پڑھا جائے تو تم اس کو دل لگا کر سنو اور خاموش رہو)۔ چونکہ خود قرآن شریف وحدیث صحیح سے انصات مقتدی کا ثابت ہو گیا تو پھر چون وچرا کرنا دھوکہ دینا ہے۔واللہ الہادی۔

وقت ظہر پر احناف کی دلیل

بخاری نے روایت کیا ہے عن ابی ذر قال كنا مع النبی ﷺ فی سفر فاراد المؤذن ان يؤذن فقال له ابرد ثم ارادان يؤذن فقال له ابرد ثم اراد ان يؤذن فقال له ابرد حتى يساوى الظل التلول (ابوزرؓ سے روایت ہے کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے جب مؤذن نے اذان دینے کا ارادہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا ٹھنڈا ہونے دے پھر (تھوڑی دیر کے بعد) جب اس نے ارادہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا ٹھنڈا ہونے دے پھر (تھوڑی دیر کے بعد) اس نے جب ارادہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا ٹھنڈا ہونے دے حتیٰ کہ سایہ ٹیلوں کے برابر ہو جائے)۔سنو کہ ٹیلوں کا سایہ جب مساوی ٹیلوں کے ہوتا ہے کہ یہ سایہ ایک مثل سے بہت زیادہ ہو جاوے جس کا دل چاہے

مشاہدہ کر لے تو اگر بعد ایک مثل کے وقت باقی تھا تو آپ نے اس وقت میں نماز پڑھی۔ بعد اس روایت صحیح کے طعن کرنا جہالت ہے۔ واللہ اعلم۔

بذریعہ خط بیعت کرنا

خط پہنچا حال معلوم ہوا عزیزم احمد شفیع کی حالت سن کر مسرت ہوئی حق تعالیٰ برکت عطا فرماوے ان کی بیعت بندہ قبول کرتا ہے حتی الوسع اتباع سنت کریں اور بدعات سے محترز رہیں مگر زیادہ اپنی توجہ تحصیلِ علم دین کی طرف رکھیں اور اس کے ماسوا کی طرف زیادہ رغبت نہ کریں۔ حسب تحریر آپ کے ایک ایک تعویذ بھیجتا ہوں اگر چہ مجھے اس بارہ میں کچھ مداخلت نہیں ہے۔ بڑا تعویذ اپنی اہلیہ کے بازو پر باندھ دیں اور چھوٹا اپنے فرزند کے گلے میں ڈالیں۔ سورۂ فاتحہ پڑھ کر اس کا لب ناسور پر لگاتے رہیں۔ فقط والسلام۔

نمازی کے نیچے سے بوریا کھینچنا ظلم ہے

نمازی کے نیچے سے بوریا کھینچنا تعدی کر کے ظلم ہے اور گناہ کبیرہ ہے۔ الظلم ظلمات یوم القیامۃ ۔ بوریا مسجد کا کسی کا ملک نہیں جو پہلے اس پر کھڑا ہو گیا وہ دوسرے سے احق ہے۔ پس اس کو دھکیلنا اور بوریا چھین لینا ظلم ناحق ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اندیشہ ضعف ہو تو غذا تر اور قوی رکھنا

اگر غذا تر اور قوی کھالیوے تو بہتر ہے کہ اندیشہ ضعف سے اطمینان ہو جاوے۔ فقط

فجر کی سنتوں اور فرضوں کے درمیان لیٹنا

سنت و فرض فجر کے درمیان اگر تھوڑی دیر لیٹ جائے تو کچھ حرج نہیں ہے بلکہ اگر رات کو زیادہ جاگنے کا اتفاق ہوا ہے تو دفع تکان کی وجہ سے بہتر ہے (ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص صبح کے فرضوں کے پہلے دو رکعت پڑھ لے تو اپنے سیدھے بازو پر لیٹ جائے۔ اس کو احمد و ابوداؤد و ترمذی نے روایت کیا ہے اور بلوغ المرام من ادلۃ الاحکام نے اس کی تصحیح کی ہے اور سفر السعادت میں ہے اور

جمہور علماء کہ سید ھا راستہ توسط کا اختیار کیے ہیں اور استحباب کے قائل ہوئے ہیں)۔

شیعہ کی تجہیز و تکفین کا حکم

جو لوگ شیعہ کو کافر کہتے ہیں ان کے نزدیک تو اس کی نعش کو ویسے ہی کپڑے میں لپیٹ کر داب دینا چاہئے اور جو لوگ فاسق کہتے ہیں ان کے نزدیک ان کی تجہیز و تکفین حسب قاعدہ ہونا چاہئے اور بندہ بھی ان کی تکفیر نہیں کرتا۔

غیر موقوفہ زمین میں میت اگر بوسیدہ ہو جائے تو اس میں زراعت کا حکم

جب کسی زمین غیر وقف میں میت کے استخوان بوسیدہ ہو کر مٹی ہو جاویں تو زراعت و بناء اس پر درست کہتے ہیں تو درخت کا لگانا چلنا پھرنا سب درست ہوا اور زمین کا کھودنا بھی درست ہوا۔ البتہ اس کی کوئی حد معین نہیں۔ شور زمین میں جلد مردہ بوسیدہ ہو جاتا ہے۔ غیر شور زمین میں بدیر، فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ۔

کنویں سے مرا ہو جانور برآمد ہو تو کس وقت سے کنویں کو ناپاک کہیں گے

از بندہ رشید احمد عفی عنہ بعد سلام مسنون آنکہ مذہب صاحبین درباب چاہ کہ رویت کے وقت سے حکم نجاست ہو یہی معمول فقہاء کا ہے اور بعض نے فتویٰ بھی اس پر دیا ہے۔ لہذا اگر سہولتِ عوام کی وجہ سے اس پر عمل ہو۔ بندہ درست جانتا ہے اور اس وقت میں اس پر علماء کو فتویٰ دینا جائز ہے کہ قول صاحبین بھی مذہب امام صاحب ہی ہے علیہم الرحمۃ، مگر دیکھنے کے وقت سے نجس ہونے کے یہ معنی ہیں کہ وقوع ممکن ہو۔ مثلاً کنویں پر لوگ برابر صبح سے دوپہر تک پانی بھرتے رہے خالی نہیں ہوا۔ اور دوپہر کو جانور نکلا تو ایسی حالت میں صبح سے پہلے نجس کہا جائے گا کہ اس حالت میں لوگوں کے بھرنے تک جانور نہیں گر سکتا۔ البتہ اگر درمیان صبح دوپہر کے چاہ پانی بھرنے والوں سے خالی بھی رہا تو آخر خلو کے وقت سے حکم دیا جائے گا۔ فقط والسلام۔

پڑیہ کے رنگ سے رنگے ہوئے کپڑے میں نماز پڑھ لی تو اعادہ ضروری نہیں

بعد سلام آنکہ اعادہ نماز کا اس وجہ سے ضرور نہیں بتایا گیا کہ بعض شرابیں سوا چار کے اس قسم کی ہیں کہ امام صاحبؒ کے نزدیک وہ نجس نہیں۔ مگر فتویٰ امام صاحب کے قول پر نہیں اور اس رنگ میں محقق نہیں کہ کون سی شراب پڑتی ہے۔ پس بسبب مسئلہ مختلف فیہا ہونے کے آسانی کی وجہ سے اعادہ نماز کو نہیں کہا گیا مگر نجاست میں عمل امام محمد کے مذہب پر بتایا گیا تھا اور ولایت سے جو کپڑا آتا ہے اس میں شراب نجس کا پڑنا ہم نے نہیں سنا۔ فقط والسلام۔

پڑیہ کے رنگ کا حکم

جو چھینٹ یا بانات وغیرہ پختہ رنگ ہے وہ تو ہر حال پاک ہے اگرچہ اس میں نجاست پڑے کیونکہ بعد رنگ کے اس کو دھو کر صاف کرتے ہیں اور جو خام رنگ ہیں ان کا حال معلوم نہیں کہ اس میں کچھ نجس ڈالتے ہیں یا نہیں لہذا اس پر حکم نجاست نہیں ہوسکتا کہ اصل شے کی طہارت ہے۔ ہاں جس کو تحقیق ہو گیا کہ نجس اس میں پڑتا ہے اور نہیں دھویا جاتا اس کو استعمال نہیں کرنا چاہئے۔ بندہ کو جو محقق ہوا تو یہ ہے کہ بازار میں جو رنگ فلوس فلوس کو پوڑیہ فروخت ہوتی ہے اس میں شراب ہے اور بس لہذا اس کی نجاست کا اظہار کیا گیا ہے۔ پوڑیہ جوتہ جو پاک ہے بوجہ عدم تیقن نجاست کے ہے۔ اگر کسی جوتہ خاص میں محقق ہو جائے کہ نجس لگا ہے وہ ناپاک ہی ہووے گا۔ لہذا جوتہ کو پڑیا پر قیاس نہیں کر سکتے۔ تبدیلی ماہیت بھی یہاں نہیں بلکہ ترکیب نجس بالطاہر ہے جیسا نجس آب میں گوشت یا روٹی پکائی جائے اس کو تبدیل ماہیت نہیں کہتے ملح خوک مضائقہ نہیں کہ مادہ وصورت ہر دو بدل گئی سرکہ شراب میں گوبر مٹی میں سو یہاں تبدیل ماہیت ہے کہ نہ وہ مادہ سابق رہا نہ صورت پہلی رہی ترکیب میں ماہیت نہیں پلٹی ترکیب پیدا ہو جاتی ہے۔ اس کا اعتبار نہیں۔ دھونے سے البتہ پوڑیہ کا رنگا کپڑا پاک ہو جاتا ہے ایک بات باقی ہے اگر وہ صاحب بنانے والے ملے تو تحقیق کروں گا۔ شاید اس میں کوئی صورت جواز پیدا ہو جائے۔ سو دیکھئے وہ کب ملتے ہیں۔ اب تو منع ہی کر دینا اچھا معلوم ہوتا ہے۔ فقط واللہ اعلم۔

پڑیہ میں شراب پڑنے پر پڑیہ کا حکم

شراب مسکر مطلقاً نجس ہے امام محمدؒ کے یہاں اس پر فتویٰ ہے۔ درمختار میں مذکور ہے اور یہی مذہب بندہ کے اساتذہ کے یہاں راجح ہے۔ تبدیل ماہیت ہیولیٰ صورت کی تبدیل سے ہوتا ہے کہ حقیقت دیگر ہوگئی نہ ترکیب سے ورنہ روٹی خمر سے گوندھے درست ہو، شراب سے مرکب دوا حلال ہو یہ باطل ہے سرکہ میں تبدیل ماہیت ہے نہ ترکیب پوڑیہ میں ترکیب ہے نہ تبدیل ماہیت منتہائے مسکر سمیت ہے۔ خلاصہ شراب بھی شراب ہی ہوتی ہے۔

جس چیز میں شراب مل جائے وہ ناپاک ہے

خمر خواہ انگوری ہو یا عسل اور جو کی غرض کل مسکر حرام نجس ہے امام محمدؒ کے نزدیک اور اس پر ہی فتویٰ دیا گیا ہے اور ہمارے اساتذہ نے جو زمانہ گذشتہ میں نان پاؤ کا قصہ و تکرار ہوا تاڑی کے سبب سے اس کو منع اور حرام لکھا۔ لہٰذا بندہ کے نزدیک راجح مذہب یہی ہے سو تحقیق اس خمر کی کہ پڑیہ میں پڑتی ہی نہیں۔ بہر حال اختلاف میں احتیاط تو اوروں کو بھی بہتر ہے۔ ظاہر احادیث میں موجود تو سب سکر کی خمریت کو چاہتا ہے۔ **کل مسکر خمر** (ہر نشے والی چیز خمر ہے) صاف موجود ہے۔ **وان من الحنطة لخمراً** (اور یقیناً گیہوں بھی نشہ آور ہے)۔ بھی اب تاویل کا باب واسع ہے۔ **والشئ اذ ثبت ثبت بلوازمہ** خمر ہے (اور کوئی چیز ثابت ہوتی ہے تو اس کے لوازم کے ساتھ ثابت ہوتی ہے)۔ تو حرام بھی نجس بھی ہے ظنی قطعی کے فریق میں تخفیف ہو جائے نہ ارتفاع اگر مذیل نجاست پایا جائے تو طہارت ہوتی ہے ورنہ جفاف مطہر نہیں جفاف ارض تو امام صاحب کے نزدیک مطہر ہے ثوب، دوا، خمیر پاک نہیں ہوتا۔ خمر میں آٹا گوندھ کر پکا دیں روٹی نجس ہووے گی۔ بول میں پارچہ تر ہو کر خشک ہو جائے ناپاک ہی رہے گا۔ حالانکہ رطوبت بول کو ہوا لے گئی۔ علیٰ ہذا جفاف خمر موجب طہارت نہیں شراب کسی شے میں خلط ہو اور پھر خشک ہو بول پر قیاس ہوگا۔ اور جو اڑنے کے کچھ اور معنی ہیں وہ مجھ کو معلوم نہیں۔ اگر پارچہ شراب میں مبلول ہو کر خشک ہو تو پاک نہیں ہوتا اگر چہ تیزی دھوپ سے یا حرارت آتش سے شراب اڑتی ہی ہو یہ مسئلہ مجھ کو

معلوم نہیں۔ اگر شراب کا پڑنا محقق نہیں تو البتہ ناپاک نہیں اور بعد تحقیق وقوع کے بلوی کیا کرے گا۔ بلوی وہ معتبر کوئی کرے کہ اجتناب دشوار ہو۔ زینت کا کپڑا ترک کرنا نفس پر ناگوار ہے۔ یہ کیا بلوی ہے۔ ہندوستانی کپڑا برتنا چاہئے۔ اس واسطے بلوی کے معنی فہم میں نہیں آتے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

خواب نظر نہ آنے میں کوئی حرج نہیں

خواب اگر نظر نہ آوے کچھ حرج نہیں جاگنے کا زیادہ اعتبار ہے۔ آدمی کو اپنے اوپر ہرگز اعتماد نہیں کرنا چاہئے مقلب القلوب سے ڈرتا رہے کہ دم بھر میں بدل ڈالتا ہے اور مفارقت و ملاقات دونوں مقدر ہیں کسی کے اختیاری نہیں جس قدر مقدر ہے ملتا ہے کہ زیادہ کون کر سکتا ہے۔

پڑیہ میں شراب پڑتی ہے یا نہیں

پوڑیہ ہندہ میں شراب قطعاً پڑتی ہے اور لندن کی پوڑیا میں بھی اکثر اقوال سے پڑنا ثابت ہے۔ غایت الامر لندن میں شبہ ہوا اور شبہات سے بچنا بھی واجب ہے۔ اصل شے کی پاک ہے اور لحوق نجاست میں شک ہو وہ پاک رہتی ہے۔ گاہڑہ دھوکہ جو نہ اسی قسم میں ہے جس میں ثبوت پاک کہتے تھے بوجہ اصل کے اب بعض اقسام میں اغنی ہندیہ میں وقوع محقق ہو گیا اور بعض میں غلبہ ظن ہے۔ فقط والسلام۔

اور چھینٹ جو ولایت سے آتی ہے کہتے ہیں کہ وہ رنگ پوڑیا کا نہیں۔ لہذا اس کو نجس نہیں کہہ سکتے تا تحقیق دیکھنا شرط نہیں بلکہ علم شرط ہے کہ بظن غالب حاصل ہو جاوے۔ اگر بظن غالب ظروف نجس اس میں واقع ہوتے ہیں تو چاہ نجس ہے۔ گو آنکھ سے نہ دیکھا ہو۔ فقط

کونسی علامتِ وقف پر ٹھہرنا چاہئے

ا۔ ط کی علامت بمنزلہ آیت کے نہیں ہے بلکہ آیت تو وہی ہے جہاں O ہے۔ خواہ اس پر (لا) ہو یا کچھ اور ہو مگر ٹھہرنا نہ ٹھہرنا یہ اور امر ہے۔ آیت پر (لا) ہو تو ٹھہرنا نہ چاہئے۔ فقط واللہ اعلم۔

غرض کیفیت سے نہیں مقصد اللہ کے ساتھ ربط ہے

اول یہ سنو ذکر کے نور کا ملاحظہ جو ابتدا میں تلقین ہوتا ہے تو وہ مقصد اصلی نہیں بلکہ تمہید ہوتا ہے اس کی کہ بتدرج احاطہ ذات کا مورث ہو جائے پس ''بکل شئی محیط'' کا تصور اصل ہے اور احاطۂ نور کا تصور اس کی ہی غرض سے تھا۔ اب ذکر میں یہی تصور کرو کہ ''ان اللہ بکل شئی محیط'' ملاحظۂ نور کی ضرورت نہیں کہ وہ مقدمہ مبداء تھا اور یہ مقصود و اصل اب ذکر ربانی میں بھی احاطہ ذاتی کا لحاظ کرو اور پاس انفاس میں بھی خروج و دخول نفس ذکری میں احاطہ ذاتی کا تصور کرو۔ غرض کام سے ہے جہاں ہو سکے بفراغت کرنا چاہئے خواہ مخواہ گنگوہ آنے کی ضرورت نہیں یہاں وہاں سب یکساں ہے۔ خود جیسا مناسب جانو ویسا کرنا یہاں پھر وطن کے قریب میں شاید تشاویش پیش آجائیں اور ذکر میں کچھ خصوصیت رات کی ہی نہیں دن کو بھی کرو۔ باقی یہ جو اول کیفیت تھی پھر وہ نہ ہوئی تو اس کی یہ وجہ ہے کہ اولاً جو حال وارد ہوتا ہے تو وہ بہت زور سے آتا ہے۔ قلب نا آشنا ہوتا ہے کیفیت زیادہ ہوتی ہے۔ پھر اس حال سے ایک گونہ مناسبت ہو جاتی ہے تو وہ زور شور نہیں معلوم ہوتا کہ اول کورے ظروف گلی میں پانی ڈالیں تو کیسا شور ہوتا ہے دوبارہ میں حالانکہ پانی کا اثر زیادہ ہوتا ہے مگر وہ جوش نہیں ہوتا۔ ایسا ہی حال قلب و جسد انسان کا ہے اور غرض کیفیت سے نہیں مقصد سکون و ربط قلب باللہ ہے۔ حالات جو اولیاء پر ہوئے وجد و حال کے اس کا بیسواں حصہ بھی صحابہ سے منقول نہیں۔

غرض نسبت و سکون وطمانیۃ باللہ تعالےٰ اصل ہے اور کیفیت لازم و داعی ہے۔ یہ حال ہے مقام نہیں۔ سو اس کا افسوس مت کرو۔ اب اس حالات سے تم میں زیادہ نسبت ہے اور ذکر میں رعایت دماغ و قوت کی ضرور رکھنا۔ لذت میں آکر ایسا مت کرنا کہ اصل کام سے رہ جاؤ۔ تھوڑا تھوڑا بڑھتا ہے جلدی کا کام نہیں۔ ایک دو روز کی بات نہیں ساری عمر کا کام ہے۔ ''ساعۃ فساعۃ'' قول رسول اللہ ﷺ ہے۔ رات دن یکساں حال نہیں ہوتا۔ اس امر کو بہت یاد رکھنا۔ فقط والسلام۔

ذکر میں اللہ کے محیط ہونے کا تصور

خلاصہ یہ ہے کہ پہلے تو فقط یہ بات مقصود تھی کہ اسم کا نور محیط ہوتا ہے۔ اب لفظ اللہ کے ساتھ یوں تصور کرو کہ ذات اللہ تعالےٰ کی محیط ہے ’’وھو بکل شئی محیط‘‘ خود ثابت ہے اور نور لطیف جو مخیل ہو اس کو مخیلہ میں نورِ ذات ہی تصور کرو۔ صفات اگر خود بخود خیال آئیں، آئیں۔ مگر تم نظر قصدی ذات کی طرف رکھو۔ باقی یہ کہ خلاف طریقہ نہ ہو سو سب کو کلیات اسی قسم کی پیش آتی ہیں اور جزئیات حالات یکساں نہیں ہوتے اس کا کچھ تردّد مت کرنا۔ پاس انفاس وغیرہ سب حیل اس کے ہیں کہ ذکر مخیلہ میں قائم ہو جائے ورنہ اصل مقصود نہیں۔ جب خیال ذکرِ ذات قائم ہو جائے تو زبان اور انفاس کی کسی کو ضرورت نہیں۔

جس ذکر میں دل کو سرور ہو وہ کرنا چاہیۓ

ذکر اصل میں تذکر قلب ہے سو جب ذکر قلبی حاصل ہوا اب زبان کی کچھ ضرورت نہیں۔ خصوصاً جب ذکر جہر سے دل گھبرائے اس وقت ذکر زبانی کا ترک کرنا ضرور ہے۔ جس ذکر میں دل کو سرور ہو اس کر کرنا چاہیئے۔ مثلاً تسبیح تحلیل تحمید میں یا تفکر میں شکر میں یا جس پیرایہ میں حضور حاصل ہوئے اس پر ہی قناعت کرو۔ اصل سب کا حضور ہے اور بس۔ اور یہ نعمت دفعتاً حاصل ہو جانا محض احسان حق تعالیٰ کا ہے۔ اس نا کارہ کو ساری عمر گزری کچھ بھی نصیب نہ ہوا۔ چاہ سے پانی چلتا ہے اور بذریعہ نالی ونل کے زراعت میں آ جاتا ہے۔ نل نالی کو کچھ حظ نہیں محض واسطہ ہے علیٰ ہذا۔ یہ ناکس واسطہ واقع ہوا گو خود خشک لب محروم ہے۔ اب خود آپ سے التجاء دعا کرتا ہوں کہ ہمت و دعا سے مجھ کو بھی یاد رکھیں۔ شیخ عبد القدوس قدس سرہ فرماتے ہیں کہ ’’اصل یہ ہے کہ شیخ مرید کو لے جاتا ہے اور فضل یہ ہے کہ مرید شیخ کو لے جائے۔‘‘ پدر مفلس کو اگرچہ زکوٰۃ درست نہیں مگر صدقۂ نافلہ جائز ہے علیٰ ہذا۔ اصل ایمان و فرائض تو مرید سے شیخ کو ملنا محال ہے مگر ترقی حالات ملنا عجب نہیں۔ سو اس ناکس کو

اس عمر میں سوائے اصل نسبتہ مسلسلہ کے کچھ نہیں ملا۔ یہ انوار وتجلیات سے کچھ نہیں پایا۔ کیا تعجب کہ آپ کی دعا وبرکت سے کچھ مل جائے۔

حضرت گنگوہی کی حد درجہ تواضع

اب حق الامر ظاہر کرتا ہوں۔ من آنم کہ دانم۔ شیخ امداد اللہ نے بامداد اللہ تعالےٰ اس ذرہ خوار ذلیل ناہموار سرشار بداخلاقی وظلمات کو اجازت ارادہ خلق فرمائی۔ گویا اضلال خلق اللہ کا ذریعہ بنایا۔ خودخراب درخراب تمام عمر کو خوار کیا۔ گاہ بھی نور کا ظہور نہ ہوا واللہ باللہ ثم باللہ کہ ایسے واردات کا خواب تک بھی نہیں دیکھا۔ جانتا تھا کہ ایک روز رسوا ہونا ہوئے گا۔ لہٰذا ہر روز سب کے روبرو اپنے حرمان کو ظاہر کرتا رہا۔ اب فضل الٰہی دامن گیر ہوا کہ تم کو مجھ سے نامزد کر کے آپ کو اس قدر نوازش بیکراں سے شاد فرمایا۔ تمہاری اصلاح کے کیا شایان ہوں۔ بہرحال بجز تصدیق اور کیا کرسکتا ہوں اور سوائے اس ایک فقرہ کے کیا بتلا سکتا ہوں کہ سابق لکھا کر ذات بحتِ مجرد وہستی محض کے حضور کے سوا سب واقعات پر لانفی کشیدہ کرو اور اپنے آپ کو ذلیل محض ومنفی خالص تصور کر کے فنا کرو یہ شغل رہے جس کا مظہر کلمۂ توحید لا الہ الا اللہ ہے اور قرآن شریف درود حزب اعظم اور وظائف حدیث کو سادہ معانی کے ساتھ جو لغوی ترجمہ ہے ورد رکھو اور دقائق کو التفات مت کرو اور شغل علم دین رکھو اب ایسی حالت میں طب کو وبالِ جان سمجھو اور مجدّدی ومہدی اوسط ہونا کوئی امر محال نہیں۔ ذالک فضل اللّٰہ یو تیہ من یشاء اتباع شریعۃ کو سابق بھی لکھا ہے فرضِ عین جانو، بعد اس سب کے اب اس روسیاہ شرمندہ کے واسطے بھی کوشش وسعی کر کے دستگیری کرنا لازم ہے۔ جب اس خوار کا مرشد ہونا آپ پر روشن ہوا تو ہل جزاء الاحسان الا الاحسان ۔

چو با حبیب نشینی و بادہ پیمائی ☆ بیاد آر محبان بادہ پیمارا

احسان میں کوئی دخل شیطان کا نہیں ہوسکتا

احسان میں کوئی دخل شیطان کا نہیں ہوسکتا مگر انوار کے نزول میں بہت خدشہ ہے اور

اس حالت میں اتباعِ سنت نہایت درکار ہے اور رعایت مشروع کی پر ضرور ہے علم و تفقہ بہت بہت واجب ہے۔

احسان کی حقیقت

پس ہستی مطلق کو ہر دم خیال میں پرورش کرنا اور بلا کیف حاضر موجود جان کر حیاء و شرم کے ساتھ بندہ مطیع رہنا مقصد اصلی ہے اور یہی احسان ہے باقی زوائد۔ لہٰذا مشائخ فرماتے ہیں کہ جس کے سلوک میں انوار پیش نہ آئیں اس کا سلوک اسلم ہے۔

عبادت قدر طاقت کرنی چاہئے

راحت جسمی بھی ضرور ہے چھوٹی شب میں تھوڑا شغل کیا غرض حصول نسبت سے ہے عبادت قدر طاقت کرنا چاہئے ''خیر العمل ما دیم علیہ'' قیام حال نسبت اصل مقصود ہے۔

کثرتِ کلام مؤمن کی خوشی کیلئے کرنا بھی عبادت ہے

کثرت کلام میں اگر رضا قلب مومن ہو تو وہ بھی عبادت ہے۔ حسن اخلاق میں داخل ہے کوئی امر خواہشِ نفس سے نہ ہو بلکہ بامر مالک و قاعدہ شرع ہو وہ خود عادت بھی عبادت ہو جاتی ہے۔ فی الواقع شریعت فرض اور مقصد اصلی ہے طریقت بھی شریعت باطنی ہے اور حقیقت و معرفت متمم شریعت ہیں۔ اتباعِ شریعت بکمال بدوں معرفت نہیں ہو سکتا۔

جیسے آدمی کے اندر کوئی امر ہوتا ہے وہ سب کو ویسا ہی خیال کرتا ہے

دوسرے یہ کہ جیسا آدمی کے اندر کوئی امر پختہ ہو جاتا ہے وہ سب کو ویسا ہی خیال کرتا ہے بلکہ مشاہدہ کرتا ہے۔ لہٰذا جو حال سالک پر وارد ہوگا سب میں وہی معائنہ کرے گا۔ تو کلیہ ہے اہل یادداشت جانتا ہے کہ یہ امر سب کو حاصل ہے بلکہ بداہتہ دیکھتا ہے کہ بسبب ظہور اس امر کے سب میں موجود ہے اور اگر اس کے خلاف احوال دوسرے لوگوں سے مشاہدہ کرتا ہے تو تعجب کرتا ہے کہ یہ امر کس طرح سرزد ہوا علیٰ ہذا۔ دیگر نسب

کا حال ہے مگر جب بتمکین تامل کر کے دیکھتا ہے تو جانتا ہے کہ یہ امر اپنا عندیہ ہے ورنہ سب غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔ خصوصاً وہ حال کہ نہایت کو رجوع کر آیا ہو وہ تو تمام خلق میں واضح معلوم ہوتا ہے۔

سلطان الاذکار کے بعد خطرات کی گنجائش نہیں رہتی

سلطان الاذکار حقیقی کے بعد خطرات سوء کی گنجائش نہیں رہتی۔

؎ ہر جا کہ سلطان خیمہ زد غوغا نماند عام را

مگر ہاں خیالی سلطان الاذکار ہوگا۔ اب اس کی تدبیر کثرتِ ذکر ہے کہ بسبب کثرت ذکر قائم ہو کر بیخ خطرات کو قطع کر دے خواہ بجہر خواہ خفی مثل میت کے ہو جانا فنا نہیں بلکہ ایک حالت کہ نفس مقیم وساکن ہر دو بند ہو جاتے ہیں اور قلب اس حالت میں گرم وذاکر رہتا ہے اور یہ حالت پہلے بزرگان چشتیہ پر کہتے ہیں کہ وارد ہوئی ہے اور فی الحقیقت یہ سبب ہے کہ جب اس عالمِ شہادت سے چھوٹ کر عالمِ غیب سے آشنا ہوئے اور تجلی جبروت واقع روح و قلب سالک پر ہوتی ہے تو ازخود رفتہ مثل مردہ ہو جاتا ہے کہ تحمل اس وارد کا نہیں رکھتا اور وارد نہایت شدت سے ہوتا ہے۔ دفعتہً حالت مردہ جیسی ہو جاتی ہے۔ اس قسم کی حالت اپنے زمانے میں کہیں نہیں دیکھی۔

نسبت کے حصول کے معنی

نسبت کے حصول کے معنی یہ ہیں کہ جو نسبت بندہ کو حاصل واقعی ہے اس سے متنبہ اور عارف ہو گیا۔ نہ یہ کوئی نسبت پیدا ہو گئی۔ حضور علم حضور کا نام ہے نہ ابتداع حضور کا کمالا تکفی۔ لہٰذا حضرت مجددؒ کے قول پر معتمد ہوں۔ والغیب عند اللہ تعالیٰ فقط والسلام۔

آخرت کے خوف کا غم محمود ہے

اگر یہ خوف وحزن امورِ آخرت سے ہے تو محمود ہے۔ بزرگوں کو اسی خوف سے بڑی بڑی شدت سے قبض واقع ہوا حتیٰ کہ بعض نے جان بھی دی۔ حضرت شیخ فرماتے ہیں

جانِ صدیقاں ازیں حسرت بریخت ☆ کاسمان بر فرق ایشاں خاک بیخت

پس ایسی حالت اور اس صورت میں تو جائے شکر ہے نہ جائے غم۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اسی غم میں بیت المقدس میں دس سال تک پریشان اور محزون رہے کہ اطباء ان کے علاج سے عاجز ہو گئے۔ آخر ایک یہودی طبیب نے ان کو دیکھا اور تشخیص کی کہ ان کو کوئی حسّی مرض نہیں ہے بلکہ خوفِ آخرت ہے اس کا کوئی علاج نہیں ہے۔ پس مژدہ ہو کہ حق تعالےٰ نے یہ دولت آپ کو دی ایسے حزن پر ہزار فرحت قربان اور اس حالت کی موت شہادت کبریٰ ہے اور اگر کوئی امر دیگر ہے تو اس کا جواب بدوں دریافت حقیقت حال کے میں نہیں لکھ سکتا اور یہاں آنے کے باب میں جو آپ استفسار فرماتے ہیں تو بقولے

او خویشتن گم است کرا رہبری کند ☆ مقرباں رابیش بود حیرانی

"مقرباں رابیش بود حیرانی" بزرگانِ دین فرما گئے ہیں اور ذاتِ حق تعالیٰ ادراک سے مبرّا ہے "لا تدرکه الابصار" قلب وعقل بشر ادراک سے عاجز ہے

دور بیناں بارگاہِ الست ☆ غیر ازیں پے نبردہ اند کہ ہست

وہ ذاتِ ہستی مطلق ہے کہ ہستی و اطلاق سے بھی بالاتر ہے۔ اطلاق کو بھی وہاں گنجائش نہیں اور جو کچھ کسی کے قلب میں یا عقل میں آیا ہے یا آتا ہے وہ سب غیر ہے ذات پاک اس سے مبرّا ہے۔ پس ایسی حالت میں کسی کیف کا ہونا کیا گنجائش رکھتا ہے محض حضور حظ بندہ کا ہے اور بس۔ سو الحمد اللہ کہ آپ کو اس سے حصہ حاصل ہے۔ ان تعبد ربک کانک تراہ الحدیث مقصود سب کا رہا ہے اور یہی مدعا شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہے جس قدر اس سے کسی کو میسّر ہو اوہی صاحب نصیب ہے، سوائے اس کے جو کچھ حالات ہیں وہ کوئی مقصود نہیں پس بحکم" لئن شکرتم لا زید نکم" نسبت حضور میں کوشش کرتے رہو اور کسی شے کے طالب مت ہو لطف حق کے امیدوار ہو کہ

ہر چہ ساقی ماریخت عین الطافست

ہر مبتدی و منتہی پر قبض و بسط کا ورود دائمی ہوتا ہے

ہر مبتدی و منتہی پر قبض و بسط کا ورود دائمی ہوتا ہے لہٰذا کسی وقت میں خواطر کا پاش پاش ہونا اور کسی وقت ہجوم خاطر ہونا ضروری ہے۔ پس جس وقت ہجوم خواطر ہو اس وقت استغفار و اظہار عجز و نیاز کرنا چاہئے اور بوقت رفع خواطر حمد و شکر لازم ہے اور حدیث انه لیغان قلبی کل یوم سبعین مرّة۔ شاہد اس کی ہے۔

جوامر خلوت میں حاصل ہوتا ہے مجمع میں نہیں

مگر یہ بات محقق ہے کہ جوامر خلوت میں حاصل ہوتا ہے وہ مجمع میں اور مشغولی دیگر شے میں نہیں ہوتا۔ فتبتل الیه تبتیلا ان لک فی النهار سبحا طویلاشاہد اس کا ہے۔

قوت دماغ کیلئے نیک نیت سے کچھ کھانا بھی عبادت ہے

قوتِ دماغ کے واسطے کچھ دوا کھانی بہ نیت نیک عبادت ہے اور کام اس قدر کرنا کہ تحمل اس کا ہو سکے ضرور ہے۔

نسبت لغت میں دو شئے کے ارتباط کا نام ہے

اولاً آپ بغور ملاحظہ فرمائیں۔ اگرچہ واقف ہو مگر دوسرے کے قول کو آدمی خوب سمجھ لیتا ہے کہ نسبت لغت میں دو شے کے ارتباط کا نام ہے۔ طرفین میں جو علاقہ ہے وہ نسبت ہے اور جو دنیا میں مخلوق ہے اس کو اپنے خالق تعالیٰ شانہ کے ساتھ ربط ہے وہ ربط کہ جس کی کوئی انتہا نہیں۔ جس قدر اسماء صفات اور نزولِ رحمت ہے اسی قدر نسبات ہیں۔ مثلاً خالق مخلوق میں نسبت خلق ہے رازق مرزوق میں نسبت رزق ہے۔ رحیم مرحوم میں نسبت رحمت ہے علیٰ ہذا پس نسبت سے واقع اور نفس الامر میں کوئی خالی نہیں۔ خالی کیونکر ہو سکے کہ خلو محال ہے اور اس کا علم سرسری جس کو نفس علم کہہ سکیں سب ذوی العقول کو حاصل ہے ورنہ ایمان ہی نہ رہے، وہ کون مومن عامی ہوئے گا کہ حق تعالیٰ کو خالق رازق موجود نہ جانے گا بلکہ کفار کو

بھی علم ناتمام غیر معتبر اس امر کا حاصل ہے کہ اصل فطرت ہے پس اب دیکھو کہ مشائخ نے کس شے کا نام نسبت رکھا۔ اسی شَے کو وہ نسبت کہتے ہیں جو لغت میں نسبت ہے وہ وہی شَے ہے جو واقعی سب عباد سے حاصل ہے وہی امر ہے کہ سب عباد اس کو جانتے ہیں لیکن حصول نسبت یہ ہے کہ علم الیقین حاصل ہو کر موثر ہو جائے اور حضور کا درجہ ہو جائے۔

پس اب ضرور ہے کہ صاحب اس مقام حضور کو یہ بھی یقین بڑھ جائے گا کہ یہ امر جو سالہا سال میں مجھ کو حاصل ہوا کوئی شَے حاصل نہیں کہ سب خلق میں یہ موجود ہے اور یہ امر صحیح ہے۔ کیونکہ بعد جد و جہد کے وہی امر صاف ہوا کہ اول فطرت سے آج تک اس میں رکھا تھا خارج سے کوئی شَے کسی کو گاہے حاصل نہیں ہوئی نہ ہووے کس نے فولاد میں جوہر داخل کر دیئے بلکہ فطرتی ہیں کسی نے خادم آہن میں جوہر داخل کیا ہرگز نہیں اگر کہیں مشاہدہ ہو تو عارضی امر ہوئے گا۔

غرض نسبت اندر سے سالک کے نکلی اور ہر روز اس کو اپنے جانتا تھا اور سب کے اندر اس کے ہونے کا علم تھا۔ اب جو اس کو تشخص و تعین سے معلم یقین پایا تو دوسروں کے اندر ہونے کا یقین بھی بڑھ گیا۔ گو اس دوسرے کو یقین بلکہ علم بھی نہ ہو۔ اگر کسی کے گھر میں خزانہ مدفون ہو اور اجداد سے مسموع ہو کہ اس گھر میں خزانہ ہے اور تحصیل نہ ہو اور بعد مشقت بسیار اس کو مل گیا تو پہلے علم سرسری تھا اب یقین ہو گیا اور دوسروں کے گھروں میں بھی خزانہ ہونے کا جو مسموع ہو کر علم تھا اب یقین بڑھ جائے گا کہ بے شک ہے مگر علم یقین میں یہ شخص ان اشخاص کے برابر نہ ہوئے گا اور نہ غناء میں مساوی بلکہ یہ غنی اور واجد اور صاحب یقین اور دیگر محتاج فاقد صاحب ظن بلکہ شک۔ ؎ بہ بین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

پس بعد اس کے اب فرق مراتب عوام و خواص باعتبار اس قوت علم کے ہوا کہ خاص کا ایک مُد عوام کے جبل اُحد کے برابر ہوا۔ کما فی الحدیث۔ پس قلیل عبادت اس خاص کی حسب یقین کثیر عوام سے غالب ہوئے گی۔ بشہادۃ حدیث اور وقت حضور خطرات کا صدور بھی کوئی امر جدید نہیں وہ کون ہے کہ خطرات سے خالی ہو؟ تدابیر دین و دنیا سب خطرات میں انبیاء

علیہم السلام بھی اس سے خالی نہیں کیونکر ہو اگر خطرہ نہ ہو قصد اطاعت و عبادت سب رفع ہو جائے۔ وھو محال۔ ہاں خطراتِ خیر خیر ہیں اور شرّ شرّ خطرہ شر کا دفع کرنا اہل اللہ تعالیٰ کا کام ہے صحابہؓ کو خالق میں خطرہ ہوا اور ازالہ اس کا ارشاد ہوا۔ چنانچہ حدیث ''من خلق اللہ'' خود شاہد ہے ''وا ما بنعمة ربک فحدث''۔ '' ولئن شکرتم لا زید نکم'' الحمد اللہ فالحمد اللہ معہذا جو کچھ شوق مزید ہے وہ عین مطلوب ہے اور جو کچھ پیچ و تاب نایافت باوجود یافت ہے وہ عین سعت ہمتہ ہے۔ مزید باد ہل من مزید باد آمین ثم آمین! جس وقت وہ خطرہ آئے کہ ناگوار طبع ہوئے اس کو دفع کرنا اور اگر جاہ کی قسم کا خیال گزرے اس کی ضد تواضع نفس کرنا علاج ہے۔ ذلت سے نفس کو سخت عار ہے۔ جب اپنے کبر پر پاداش صغر پائے گا پھر خطرہ کو نہ لائے گا۔ فقط۔ اس قائل بلا عمل کو بھی دعا میں یاد کرلیں کہ اپنا شیوہ حسنِ ظن احباب پر رہ گیا اور بس! حافظ مسعود دہلی بشوقِ طب مقیم ہیں۔ آپ کو سب کا سلام پہنچے۔ زیادہ فرصت نہیں۔ یہ خط بھی کچھ قلیل حرج سے لکھا گیا خاطر عزیز نے تقاضا تحریر کیا۔ فقط والسلام۔

اغنیاء مستحق زکوٰۃ نہیں

اغنیاء خواہ طلبہ ہوں خواہ علماء محل زکوٰۃ نہیں نصوص قاطعہ اس کا اثبات کرتی ہیں۔ پس قیاس صاحب درمختار وغیرہ قابلِ اعتبار نہیں۔

جملہ اشغالات و مراقبات کا مقصد حضورِ قلب ہے

عزیز اولاً تو بغور سنو کہ مقصد جملہ اشغالات و مطلب منتہیٰ جملہ مراقبات کا وہ حضور قلب بے کیف ہے کہ حق تعالیٰ نے آپ کو نصیب فرمایا نسبت صحابہ کرام رضوان علیہم اجمعین یہی حضور تھا نہ وہاں نور تھا نہ وہاں اضمحلال اشیاء کسی نور میں تھا نہ وجود کی تحقیق نہ شہود کی تدقیق نہ فرق دونوں حال میں نہ کرامت نہ انکشاف، نہ اپنا ارتباط تجلی اعظم کے ساتھ کسی کو ظلّی یا عینی واضح ہوا نہ مراتب اکوان کو ادراک کیا محض عبادت تھی عبادت یا غیر تیہ خود و فرق عابد مو

معبود تنزیہ تمام کی حالت میں کرتے تھے۔ ہاں جب اللہ تعالیٰ کا غلبہ تھا کہ جان و مال کو اس کی جنب میں کچھ اصل نہ جانتے تھے۔ ہزار جان و ساری دنیا کے عوض رضاء نائب الٰہی کو مقدم پہچانتے تھے اور اس حالت کے عطیہ کو کونین سے بہتر سمجھتے تھے۔ طمع جنت الٰہی و خوف نار غضب ان کا شعار تھا۔

دوسرے کے فعل کی تاویل حُسن کرنا

ایک نصیحت آپ کو بھی لکھتا ہوں کہ حتی الامکان دوسرے کے فعل کی تاویل حسن کرنا اور جہاں تک ہو سکے دوسرے کی بات کو بھلائی پر حمل کرنا اچھا ہے اور تھوڑے سے قصور پر چشم پوشی کرنا عمدہ ہے اس میں آپ کو بہت راحت رہے گی اور دشمن کے فعل کے بدلے نیکوئی کرنا تو بہت عجیب بات ہے کہ ہر ایک کا کام نہیں فقط۔

حق تعالیٰ بندے کیلئے وہی کرتا ہے جو اس کیلئے بہتر ہو

برادر! بندہ کا حال مثل طفل ناعاقبت دان اور ناواقف اپنی مصلحت کے ہے کہ طفل اپنے والدین سے جو اس کی خواہش ہو مانگتا ہے اور اس پر اصرار کرتا ہے اور روتا ہے اور نہایت ملول ہوتا ہے بلکہ اپنے والدین کو اپنے اوپر تعدی کرنے والا جانتا ہے مگر والدین اس کے شفیق ہیں ہرگز جس میں اس کا نقصان ہو قبول نہیں کرتے وہی کرتے ہیں جو اس کے واسطے فی الحال اور مآل کار بہتر ہو۔ ایسا ہی بندہ اپنی خواہش میں مشغوف ہے آخر کی بات اس کو معلوم نہیں ہے کہ اس کا انجام کیا ہوگا؟ مگر حق تعالیٰ اس کے لئے وہی کرتا ہے جو خیر ہو۔ اگرچہ بندہ کو ناگوار معلوم ہو اور اپنے واسطے برا جانے۔ اس واسطے حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ بہت سی چیز کہ اس کو تم خیر جانتے ہو اور وہ تمہارے واسطے شرّ ہے۔ لہٰذا بندہ کو واجب ہوا کہ ہر امر پر ٹوٹ کر اس قدر فریفتہ نہ ہو بلکہ اول اپنی خواہش کے طلب میں مشورہ و استخارہ کرے۔ ازاں بعد یوں دعا کرے کہ الٰہی اگر یہ امر میرے واسطے تیرے علم میں بہتر ہے تو مقدر کرے اور جو برا ہے تو میرے دل کو اس طرف سے پھیر دے اور یہ کام نہ ہووے۔

مخلوق کی تکلیف پر صبر اس طرح کرنا چاہئے جس طرح مرض پر ہوتا ہے

اذیت مخلوق پر بجز صبر کیا ہو سکتا ہے؟ فی الواقع مخلوق محض روپوش ہے سب کچھ قضاء و قدر کی طرف سے ہے۔ پس جیسا مرض پر آدمی صبر کرتا ہے اور کسی سے ملول نہیں ہوتا اگر نظر سلیم ہو تو اس اذیت پر بھی کسی سے ملال نہ کرے۔

حاسدین کے شر سے حفاظت کا وظیفہ

لاملجا ولا منجا من اللّٰہ الا الیہ۔ بہ نیت رفع شر حاسدان وحصول مقاصد پسندیدہ حق تعالیٰ پڑھو۔ اس میں کوئی مقدار اور وقت معین نہیں جس قدر ہو سکے جس وقت ہو پڑھو اور علاج کرو دونوں کام کی خوب مزاولت رکھو۔ فقط والسلام۔

ولایت نظری کے معنیٰ

ولایت نظری کے یہ معنی ہیں کہ بعض وقت بدوں اختیار عارف کے ایسا آجاتا ہے کہ عارف کی نظر میں اور توجہ میں اثر ہوتا ہے کہ جس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اس پر ایک اثر پڑتا ہے جس سے ملون ہو جاتا ہے۔ مثل آفتاب کے کہ جب وہ نمایاں ہوتا ہے تو ہر شے پر اس کی شعاع ہوتی ہے مگر جو طبع مصفا قابل ہوتی ہے تو انوار کا عکس آتا ہے اور نہیں تو حرارت کا اثر ہوتا ہے اس میں بھی تفاوت استعداد ہے۔ آئینہ پر نور زیادہ اور عاج پر کم، پتھر پر گرمی زیادہ اور گارے پر کم علیٰ ہذا۔ پھر وہ عکس بزرگ کا قائم ہو گیا فبہا اور جو زائل ہو گیا تو پھر ویسا ہی رہ گیا۔ یہ بھی تفاوت رکھتا ہے تو یہ امر اتفاقی ہے، بے اختیاری اس پر کوئی انتظار کر کے نہیں بیٹھا، اپنا سر مارنا اور مجاہدہ مشروط ہے اور اپنا ہی کیا حال قائم دائم لاتا ہے۔

جو مرضی اللہ تعالیٰ کی ہو اس پر راضی رہنا چاہئے

واقعہ جدیدہ معلوم ہو کر رنج ہوا مگر بندہ جز التجا اپنے مالک کے کیا کر سکتا ہے؟ مجھ کو تو

بخدا آپ کے ان مقاصد کا نہایت خیال ہے مگر قضاء وقدر سے سب مجبور ہیں جو کچھ مرضی مالک تعالیٰ شانہٗ کی ہے اس پر ہی راضی اور شاکر ہونا چاہیئے۔ آدمی کو ہرگز توقع نہ توڑنا چاہیئے کہ ہوتا وہی ہے جو مقدر رہے۔ انبیاء علیہم السلام نے بعض امور میں سالہا سال التجا کی اور کچھ نہ ہوا۔ غرض بندگی کا اظہار ہوتا ہے۔ اعداء کی مخالفت کو بھی حوالہ خالق تعالیٰ شانہ کے کرو اور مجھ کو غافل ہرگز ہرگز مت پہچانو۔ مولوی عبدالعزیز جیسا کریں گے اس کا پھل دنیا و آخرت میں پائیں گے۔ اولیاء کو برا کہنا خالی نہیں جاتا مگر ہاں یہ زمانہ ایسا ہے کہ بدکی سزا بدیر ملتی ہے اور فروغ دروغ کو بہت ہے۔ سوتم سب امور سے اعراض کرو کہ ہرکس اپنی پاداش پائے اور ان کے افسوں کب تک چلیں گے؟ یہ سب مقدر تقدیر ہے نہ کوئی افسوں کر سکے اور نہ کوئی کسی کو تکلیف دے سکے۔ سب ایک مالک مختار کے ہاتھ بات ہے اس کی ہی طرف سے ہے۔ کنیزک درمیانی نے جو بیان کیا ہے وہ پہلے ہی مشہور تھا تم اتنا کیوں پریشان ہوتے ہو؟ ہاں اگر راز مخفی ہوتا تو شہرت میں رنج ہوتا۔ جب پہلے ہی سب کچھ مشہور ہولیا تو ''اینہم اندر عاشقی بالائے غمہائے دگر'' وہ بھی سہی یہ بھی سہی۔ فقط۔

سحر سے حفاظت کا عمل

اپنی تدبیر ظاہری کرو کہ عالم اسباب میں سامان وتدبیر پر ظاہر مدار رکھا ہے۔ حسبنا اللہ ونعم الوکیل کو پانچ سو بار اوقات مختلفہ میں پڑھتے رہو اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس تین تین بار اور آیۃ الکرسی ایک بار سوتے وقت ہاتھوں پر دَم کر کے تمام بدن پر پھیرا کرو اور ان کو ہی صبح شام بعد نماز پڑھ لیا کسی کا سحر و مکر اثر نہ کرے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ اور استغفار کثرت سے کرو، استغفار کی کثرت پر ادائے قرض و رفع غم وحصول مطلب کا وعدہ ہے۔ ایک بات یاد رکھنا کہ اپنے راز کی کسی کو دوست جان کر اطلاع مت کرنا۔ یہ بھی ایک ضروری بات ہے کسی کا اعتبار نہیں۔ فقط والسلام۔

مجذوب ہو جانا اختیاری نہیں

مجذوب ہو جانا جس میں عقل سلب ہو جائے کچھ اختیاری نہیں مگر مجذوب بے عقل ہوتے ہیں اہل وعیال کی طرف سے بے خبری ہو جائے گی۔ کچھ ان کا کام تو چلنے کا ہی نہیں پھر اگر اسی فکر وخیال کے رفع کے واسطے جذب مطلوب ہے تو نظروں سے غائب ہونے میں بھی کچھ نسیان وغفلت ہو سکتی ہے۔ بہرحال جو حق تعالیٰ کو آپ کے واسطے خیر پسند ہے وہ پیش آئے گا آپ بھی اس کو ہی یاد کریں اور اس طرف سے ہی اپنے امور میں مدد چاہیں سب کو محض بے کار جان کر التفات چھوڑ دیں۔ فقط والسلام۔

حق تعالیٰ کسی کا مال رائیگاں نہیں کرتا

حق تعالیٰ کسی کا مال رائیگاں نہیں کرتا۔ لینے والا سردست خوش ہوتا ہے کہ ہم کو مفت مال ملا اور جس کا جاتا ہے وہ ملول ہوتا ہے مگر معاملہ علی العکس ہے۔ جس کا جاتا ہے اس کا ذخیرہ ہوتا ہے اور جو لیتا ہے وہ خسران میں پڑتا ہے۔ حق تعالیٰ نے تم کو دیا ہے اور اب بھی دے گا۔ چور ذلیل وخوار اب بھی ہے اور آخرت میں پشیمان ہوگا۔ حق تعالیٰ آپ کے مال میں برکت دے گا۔ فقط۔

اصل مقصود آخرت ہے

سچ یوں ہے کہ اصل مقصود آخرت ہے اور بندہ عبادت اور بندہ پن ظاہر کرنے کو مخلوق ہوا ہے تو اس کا وظیفہ اور ذمۂ واجب یہ ہے کہ رات دن ایسے حرکات وافعال واقوال کرتا رہے جس سے بندگی وعجز اپنا اور حمد شکر وعظمت خالق تعالیٰ شانہ کی ظاہر ہوتی رہے۔

بس اس میں ہی مرجائے مگر یہ مشکل ہوئی کہ یہ قالب جسمانی کھائے پیئے بغیر قائم نہیں رہ سکتا تو اس کا اسباب مہیا کرنا ضرور ہوا۔ پھر بعد کھانے کے پاخانہ پیشاب وشہوت لازم ہوئی اس کا دفع کرنا پڑا۔ اس کا سامان کرنا واجب ہوا۔ ہم چشموں میں ملے بغیر یہ سامان نہیں ہو سکتے۔ لباس وغیرہ امور کا داعیہ ہوا۔ اس کا بہم پہنچانا ضرور ہوا۔ اب ایک عبادت کے واسطے

یہ سب قصہ کرنا آیا جس کا اگر حساب کر کے دیکھئے تو اکثر اوقات ان اسباب میں خرچ ہوتا ہے اور اصل مقصود جو تھا وہ کچھ بھی نہ رہا لہٰذا حق تعالیٰ نے اپنے بندوں کو مجبور جان کر معذور رکھا۔ فقط پانچ وقت کی نماز مقرر کر دی اور اس تھوڑی عبادت کو قبول کر کے قائم مقام رات دن کے ٹھہرا دیا اور سارا رات دن فقط اس کے حوائج میں صرف کرنے کو دے دیا۔

نفس کو اپنے حال پر چھوڑو گے تو زیادہ سرکش ہوگا

تہجد کے واسطے یہ کیا کرو کہ اگر شب کو اٹھنے کا اتفاق نہ ہو تو روزہ رکھا اور نفس پر جرمانہ کسی قسم کا لگا دیا تو البتہ نفس کی سرکشی کچھ کم ہو جائے گی اور جو آپ نفس کو اپنے حال پر چھوڑو گے تو روز بروز زیادہ سرکش ہوتا جائے گا۔ پس اب پھر تجدید کرو اور تہجد اور شغل کو جاری کرو۔ حالت مہمان عزیز ہوتا ہے اگر اس کی تواضع نہیں ہوتی تو ناراض ہو جاتا ہے۔ اب جب خوب محنت کرو گے اور ملازمت رکھو گے تو پھر حالت عود کرے گی یا وہ یا مثل اس کے لہٰذا کام کرنا بالتزام ضروری ہے اور جو کچھ قلیل کثیر ہو اس پر شکر بہت بہت کرنا۔

تواضع بہت عمدہ خصلت ہے

تواضع بہت عمدہ خصلت ہے۔ جب تواضع رفع ہوئی اور عُجب آیا ہلاک ہوا۔

ابلیس کا مُغوی و مہلک یہی عُجب تھا اور حرص مال و جاہ دو دشمن سخت ہیں کہ دین و دنیا دونوں کو تباہ کرتے ہیں۔

حسرت نایافت حاصل ہو جاوے تو سب کچھ حاصل ہو گیا

آپ کی حسرت عدم حصول مطلب اگرچہ عدم ہے مگر بندہ کے نزدیک عمدہ حالت ہے جیسا کہ حصول مطلوب کی فرحت و سرور حالتِ بسط کہلاتی ہے۔ ایسا ہی عدم حصول مطلب کی حسرت قبض کہلاتی ہے۔ قبض و بسط دونوں حالت نیک ہیں اگر حسرت عدم حصول ہے تو الحمدللہ کہ طلب اور درد نایافت ہے۔

ہمارے شیخ الشیوخ قطب عالم شیخ عبدالقدوس فرماتے ہیں کہ اگر کسی کو بعد مجاہدہ ہزار

سالہ حسرت و درد نایافت حاصل ہو جاوے تو سب کچھ اس کو حاصل ہو گیا۔ ہائے افسوس کہ درد نایافت نہیں ملتا کہ کام تمام ہو جاوے۔ پس اب لازم ہے کہ شغل باطن کو خوب التزام کے ساتھ بجالاؤ اور بحکم ''مالا یدرک کلہ لایترک کلہ'' جس قدر ہو سکے اس کے شغل میں رہو اور پھر حسرت نایافت میں لطف دیکھو اور امید ہے کہ حق تعالیٰ آپ کو ضائع نہ فرمائے گا۔ شغل وہی شغل کافی ہے کہ جو پہلے آپ کرتے تھے اب بھی اس کو ہی التزام کرو ذکر پاس انفاس محدود نہیں فقط۔

یہ ایک شغل شب و روز کی مشغولی کو کافی ہے۔ ہم ذکر و ہم مراقبہ اس میں حاصل ہے۔ یک گیر محکم گیر انشاء اللہ نفع ہووے گا۔ مسجد کا معاملہ حق تعالیٰ کا کام ہے آپ کی سعی جس قدر ہو سکے کرو وہی جاری کرادے گا۔ کچھ اندیشہ مت کرو اپنا کام کئے جاؤ۔

حق تعالیٰ کی رحمت کا ہر دم امیدوار ہونا چاہئے

حق تعالیٰ کی رحمت کا ہر دم امیدوار ہونا چاہئے اور اپنے کام میں سرگرم رہے۔ یہ بسط و قبض ہر روز سبب پر رہتا ہے۔ گاہ کیفیت وارد ہوئی اور گاہ فرو ہو گئی۔ مگر جب وارد ہو شکر کرنا چاہئے لئن شکرتم لازیدنکم اور جب بند ہو جاوے تو دعا کرنا اور تضرع و زاری کرنا چاہئے۔ اس کو گمراہی یا شقاوت نہ جاننا چاہئے۔ بلکہ لطف حق تعالیٰ کا جاننا ضروری ہے۔ یاس رحمت حق تعالیٰ سے حرام ہے بلکہ رجاء میں رہے۔ والسلام۔

جو کام ضروری ہو اس کیلئے فرصت کا انتظار نہیں کرنا چاہئے

آدمی کو جو کام کرنا ضرور ہے اس کے واسطے انتظار فرصت نہیں کرنا چاہئے۔ مثلاً اگر کوئی بیمار ہے اور علاج کرنا ضروری ہے تو یہ نہیں انتظار کرتا کہ جب سب کاروبار سے فراغ ہووے گا تو شروع معالجہ کروں گا بلکہ معالجہ کو مقدم یا منجملہ تمام امور کے کرنا شروع کر دیتا ہے۔ ہاں اگر مرض کا غلبہ نہیں اور علاج کی ضرورت نہیں یا علاج کرنا ہی مراد نہیں تو دوسری بات ہے پس جب ذکر کرنا بندہ کو اگرچہ وہ نفل ہی ہے اپنے خیال و عزم میں ضرور ہوا تو

انتظار فرصت کا ہرگز درست نہیں کیونکہ انسان ہرگز فارغ نہیں ہوسکتا۔

معاش کے اکتساب میں، عیال کی تربیت میں، حوائج کی فراہمی میں ہر روز پریشان ہے تھوڑا یا بہت پس تا دم مرگ فرصت نہ ملے گی اور جب شیطان کو محقق ہوا کہ یہ مرد فرصت کے خیال میں ہے تو ہرگز فرصت نہ لینے دے گا۔ اس خیال امید فرصت کو قوت دے کر راسخ کرے گا اور تسویف ڈال کر سادہ طریق خیر ہووے گا۔ یہ فی الواقع دھوکا شیطان کا ہے۔ لہٰذا انسان عاقل کو واجب ہے کہ ذکر و فکر آخرت کو کسی حال تعویق میں نہ ڈالے اگرچہ نفل ہی ہے کیونکہ اس کا کرنا ضرور جانتا ہے۔ البتہ اگر ممکن ہو تو امور دنیاوی کو تسویف کر دیوے اور جس قدر ذکر ہو سکے اگرچہ قلیل ہو اس کو اسی تشاویش سے مخلوط کر کے کرتا رہے۔ اگر پریشانی خاطر ہے تو فقط لسانی ہی سہی کہ اگر لطیفہ قلب معطل رہا و غافل ہوا تو زبان تو معطل و غافل نہیں۔ مالا یدرک کلہ لا یترک کلہ۔ ذکر ایسی شے ہے کہ اگر اس کو کرتا رہے اگرچہ بے ہوشی خواطر و پریشانی تعلقات میں محض تحریک لسانی ہو نافع اور موجب نورانیت قلب کے ہوتا ہے۔ ہر چند "ذکر قلبی ہی ہے" اور ذکر کامل وہی ہے کہ تمام لطائف کو شاغل بنا دیوے مگر یہ نہ ہو تو فقط لسان کو بھی کیوں بے کار کر دیوے۔ یہ محض لسانی غفلت کا ذکر کشاں کشاں قلب تک پہنچا دیتا ہے۔ عضو لسان اگر جنت میں جائے گا تو کیا دیگر جملہ اعضاء محل نار ہو سکتے ہیں۔ ذکر وہ شے ہے کہ اگر کسی جزوِ انسانی سے متصل ہووے گا تمام جسد کو اپنی طرف کھینچ لے گا۔ زنہار کہ آپ التزامِ شغل کے واسطے فرصت کا انتظار کریں اگرچہ پانچ چار منٹ ہی ہو مگر شغل کو شروع کرو اور خیر العمل مادیم علیہ کو پیش نظر کر کے اسی پانچ منٹ پر التزام کریں۔ اگرچہ محض لسانی بھاگتے دوڑتے ہو۔ پس اس تحریر کو مبالغہ نہ تصور فرماویں اور اپنا کام ان ہی کاموں میں بالالتزام شروع فرماویں۔ جب پانچ منٹ کا التزام ہو گا وہ زائد ہو جاوے گا فقط والسلام۔

حرکتِ قلب کے وقت جو حرارت ہوتی ہے وہ ذکر کا اثر ہے

وقت حرکتِ قلب کے جو حرارت قلب پر ہوتی ہے وہ اثر ذکر کا ہے اور عمدہ امر ہے اور

چار خاندان قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ، سہروردیہ ہیں اور خانوادہ اس کو کہتے ہیں جو ان میں سے شاخیں نکلی ہیں سو شاخیں بہت ہیں۔ چودہ خانوادہ جس نے لکھے ہیں اس وقت میں چودہ تھے اس کے بعد بہت زیادہ ہو گئے ہیں۔ غرض خانوادہ بہت ہیں جو وہ کسی وقت خاص میں تھے اب چودہ کہنا درست نہیں پرانا لفظ ہے اور آپ کے بھائی کے واسطے دعا کرتا ہوں۔ حق تعالیٰ فضل فرماویں۔ آمین۔ فقط والسلام۔

دنیا کے تعلقات خلافِ شغل ہیں

شغل کو برابر کرتے رہو جب اس کا وقت آئے گا قوت بھی ہو جائے گی۔ ایسا ہی ہوتا ہے کہ گاہ حرکتہ نبضی معلوم ہوتی ہے اور گاہ وہ حرکت محفوظ ہو کر حرکت متصل بن جاتی ہے اور گاہ حرکت محسوس بھی نہیں ہوتی۔ تم کسی امر کا کچھ خیال اور غم نہ کرو جس قدر ہو سکے اس میں مشغول رہو۔ آدمی کا کام کرنا ہے اور مابعد کا حال دریافت کرنا ضرور نہیں۔ بالفعل جو کچھ ہے اس کو کرو اور یہ کسی کے اختیار میں نہیں کہ حد معین کر دیوے کہ اتنے ایام میں فلاں امر حاصل ہو جاوے گا ذکر جہاں تک ہو سکے کرنا کام ہے۔ دنیا کے تعلقات سب خلاف شغل کے ہیں مگر ناچاری ہے۔ ریاضات ترک طعام و کلام و صحبت انام اور خواب و اشغال کا نام ہے جس سے نفس پر ہر ہر امر شاق ہووے۔ فقط

قرآن یاد رکھنا بہت ضروری ہے

ذکر کرنا کوئی ریاضت نہیں، تسبیح رکھنا درست ہے اور قرآن باقی اگر یاد ہو جاوے تو بہتر ہے اور جس قدر یاد ہو گیا ہے اس کا محفوظ رکھنا بہت ضروری ہے مبادا بھول جاؤ کہ اس کا بہت سخت گناہ حدیث میں آیا ہے۔ اول وضو کر کے فرض ادا کر لیا کرو پھر دوسرا وضو کر کے نوافل پڑھ لئے اور وظائف بلا وضو بھی درست ہیں۔ (شاید صاحب عذر تھے کہ وضو رہ نہیں سکتا تھا)۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ فقط والسلام۔

معاش کا معاملہ بہت تنگ ہے

باقی معاش کا معاملہ بہت تنگ ہے۔ بعد ترک کے زیادہ پریشانی ہوتی ہے لہٰذا اول

دوسری جگہ مقرر کر کے ترک کرنا مناسب ہے۔ ورنہ زیادہ موجب پریشانی کا ہو جاوے گا۔ فقط والسلام۔

شریعت کا علم اور طریقت کا طریقہ نورِ یقین کی تحصیل کے واسطے ہے

الحمدللہ! کہ افسوس دین کا اس صاحبِ نصیب کو نصیب ہوتا ہے کہ نصیبِ رحمت کاملہ کا کامل رکھتا ہے۔ برادار یہ تمام شریعت کا علم اور طریقت کا طریقہ نورِ یقین کی تحصیل کے واسطے ہے اور انجام ومنتہیٰ سب کا یہی تو ہے کہ ''جس کو مسلمان سرسری طور سے علم رکھتے ہیں وہ یقین حق یقین مثل مشاہدہ کے ہو جاوے''۔

یہ انتہا سب طرق کی ہے سوتم نے اس سر کو پکڑا کہ اسے ورے ہرگز نہایت نہیں۔ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے تمام اپنا خان و مان اور آبرو و جان کیوں دی تھی؟ کیا دیکھا تھا؟ یہی فیضِ صحبت فخر عالم علیہ السلام سے یقین حاصل ہو گیا تھا کہ دنیا کا فانی ہونا اور آخرت کا باقی ہونا اپنا لاشے ہونا اور حق کا کارساز ہونا یقین ہو گیا تھا۔ پس اس پر مدار سب کام کا تھا۔ حضرت سیدی عبدالقادر جیلانیؒ اور خواجہ خواجگان معین الدین چشتی اور سید الطائفہ بہاؤالدین بخاری کیوں بڑے ہو گئے؟ اسی یقین کے سبب سے بڑے ہوئے تھے۔ سو عزیز یہ دولت اگرچہ ہرگز سہل نہیں تمام جان و مال دے کر اس سے ایک ذرہ ملے اور عمر نوح علیہ السلام خرچ کر کے اگر ذرہ ملے تو مفت اور بہت سہل اور جلد ہے مگر تاہم کچھ مشکل نہیں اگر مقدر ہے۔ ورنہ کچھ بھی نہیں۔ یہی کہا ہے جس نے کہا

''ایک اچھر پریم کا پڑھے تو پنڈت ہو۔''

سید الطائفہ حضرت احمد مجددؒ فرماتے ہیں کہ ''کل سات قدم ہیں بس۔'' سو سات قدم تو سات ہی ہیں ایک قدم بھی اگر لاکھ سال میں طے ہو تو جلد ہے مگر جو فضل اللہ تعالیٰ شانہٗ ہو تو ایک ساعت ہے۔

الحاصل اگر حاصل نہ ہو پاوے مُحصلین کی جماعت میں تو شمار ہو جاوے۔ ''الحق کہ

کشف وکرامت ایک جو برابر بھی نہیں اس نورِ یقین کے سامنے" حق تعالیٰ فرماتا ہے "واعبد ربک حتیٰ یاتیک الیقین۔" جس قدر یقین ہے اسی قدر قوتِ ایمان وتقرب ہے۔

الحاصل اگرچہ یہ قوت تاثیر اور وجد اور کشف اور تصرف دنیا میں بہت ہے مگر یہ نورِ یقین مثل کیمیا کے نادر الوجود ہے اگرچہ عالم خالی نہیں۔ اشغال سب اس کے مقدمات تھے۔ اب خود مقصود ہو گئے پس اپنے شرائط وارکان کے ساتھ آدمی کار کرے تو قدر مقدر پاتا ہے۔ نہ یہ نسبت حقہ معدوم ومفقود ہے اور نہ تحصیل اس کی محال ہے اگرچہ اہل اس نسبت کے ہر روز کم رہے ہیں اور اب اقل قلیل ہیں مگر عالم خالی بھی نہیں ہے طرق اربعہ کا اسی نسبت پر انتہا ہے اور اس کے ہی واسطے گھر بار ترک کر کے حیران و پریشان ہوئے ہیں۔ ہر چند آپ نے تھوڑا کلمہ کہا مگر الحق کہ خوب فہم کی بات اور تمام مدعا لکھا مجھ کو اس تمہاری تحریر سے نہایت ذوق آیا اے کاش! کہ اس یقین کا شائبہ ہوا بھی اس محروم کو لگ جاوے کہ سارا مدار اس پر ہی ہے "اس نسبت کا نام نسبت احسان ہے" کہ بعثت جناب فخر رسل علیہ السلام کی اس کے ہی واسطے تھی اور صحابہ جملہ اس نسبت کے حامل تھے علی حسب مراتبہم۔ پھر اولیاء امت نے اس کو دوسرے طریقہ سے پیدا کیا کہ ہر ایک نے اشغال اپنے اپنے طریقہ کے وضع کئے۔ سو یہ سب مقدمات اس کے ہیں اور بس۔ اس کا کوئی طریق معین نہیں۔ ہر شخص کا طرز جداگانہ ہے مگر اس زمانہ میں ترکِ تعلق کو شرطِ کامل ٹھہرایا ہے۔

نخست موعظ پیر محصل ایں سخت است   کہ از مصاحب ناجنس احتراز کنید

اور پھر کوئی بتلانے والے کی ضرورت شدید ہے کہ بدوں ہادی کس طرح اندھیری راہ کو طے کرے۔ بس زیادہ یہی کہوں اپنے حوصلہ سے زائد اور فہم سے خارج ہے اور خود یہ درماندہ تمنا اس کی رکھتا ہے۔ ہر چند حاصل کچھ نہیں مگر۔

احب الصلحین و لست منهم لعل الله یرزقنی صلاحا

خائف ہونا اپنی تقصیر پر بڑی نعمت ہے

اے برادر! گریہ وزاری والتجا حضرت الہ العلمین عین سعادت ہے اور خائف ہونا اپنی

تقصیر پر بھی بڑی نعمت ہے اس سے زیادہ نہ کوئی وظیفہ ہے نہ کوئی حال ورد ہے مگر سنو کہ آیت لا ینفع الظالمین الخ کفار کی شان میں ہے کہ بلا توبہ مر گئے ورنہ التائب من الذنب کمن لا ذنب له۔ حدیث صحیح ہے اور معذور کی معذرت اور عاصی کی توبہ کے قبول کا وعدہ ہے۔ درصورتیکہ آپ تائب خائف ہیں تو توبہ کو کس طرح کوئی رد کہہ سکتا ہے حق تعالیٰ خود توبہ کے قبول کا وعدہ فرماتا ہے اور آیت یہ ہے: یوم لا ینفع الظلمین ظالم وہ ہے جو بالفعل مبتلائے ظلم ہو۔ مشرک وہ ہے کہ بالفعل شرک کا ملوث ہو۔ جو تائب ہوا وہ مشرک و ظالم نہیں کہ شرک و ظلم دفع ہو گیا۔ اب اس کو مشرک و ظالم کہنا درست نہیں۔

پس جو لوگ کہ قیامت کے ظالم ہوویں گے وہ وہ جماعت ہے کہ بدوں توبہ کے شرک میں ملوث فوت ہوئی تو فرماتے ہیں کہ مشرکین کو اس دن عذر نفع نہ دیوے گا۔ یہ معنی نہیں کہ اگر کوئی مشرک آج (دنیا میں) توبہ کر لے اس کی توبہ نافع نہ ہووے گی۔ پس یہ تازیانہ آپ کی فہم کی کمی سے لگا ہے۔ رہا یہ کہ حق والدہ میں کوتاہی ہوئی سو اس کی تدبیر اب ایصالِ ثواب اور ان کیلئے استغفار ہے کہ ان کی روح راضی ہو جاوے گی بس اور اپنے واسطے بھی استغفار کرنا اور ڈرنا بہتر بات ہے مگر اس قدر خوف مت کرو کہ اصل مطلب سے بھی جاتے رہو۔ ڈرتے بھی رہو اور توقع بھی رکھو۔ فقط والسلام لا تقنطوا من رحمہ اللہ۔

ایک خواب کی تعبیر

خواب اول مولوی صاحب نے وقت وضو کسی کو مارا الخ وہ شخص شیطان تھا جس کو مولوی صاحب نے مارا اور حاکم بھی شیطان ہے کہ اس زمانہ میں ظلمہ نائب شیطان ہیں۔ مولوی صاحب حزر الٰہی میں کچھ پرواہ کسی کی جہاد لسانی نہیں کرتے۔ کسی شیطان کی پرواہ نہیں فرماتے اور چونکہ برائے اللہ تعالیٰ کرتے ہیں ان کی معاونت خود کفار و مخالفین کی طرف سے ہوتی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھنا

ذات پاک فخر عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خواب میں دیکھنا عین ایمان ہے اور جناب

علیہ السلام لاریب جولوگ سنت کے اتباع میں سرگرم ہیں ان کے ساتھ کمال خوش اخلاقی سے معاملہ فرماتے ہیں جو سنت کی طرف متوجہ ہوتا ہے آپ کی عنایات اس کی طرف توجہ فرماتی ہیں۔اس خواب کی تعبیر کی حاجت ہی نہیں مبارک ہو۔

خواب میں طغیانی کا دیکھنا

طغیانی معاصی خلق کا بشکل دریا وطوفان کے نمودار ہوتا ہے اور بسبب کثرت کے اندیشہ ہلاک خلق مراد اس سے ہے مگر شکر ہے کہ تم اس وقت کلمہ شہات کو یاد رکھتے ہو یہ عین سعادت وایمان کا نشان ہے آخر ہلا کو قیامت آنی ہے اور طوفان غضب ایسی صورت میں جوفی زمانناموجود ہے وارد ہونا سزا ان افعال کی ہے اور جب قہر الٰہی تعالیٰ شانہٗ عباد پر بسبب معصیت فجار فساق کے ہوتا ہے تو نیک و بد کی تمیز نہیں ہوتی۔اس وقت سب کے سب موردِ غضب ہوتے ہیں لیکن ایسی حالت میں جو تذکرا ور ذکر شہادت میں فوت ہوا انجام کار ناجی ہوا اور عذابِ آخرت سے فارغ ہوا اور جو غفلت اور واویلا میں مرا قہر الٰہی کا آخرت واولیٰ میں محل بنا۔پس ہزار ہزار شکر کی جگہ ہے کہ تم کو اس وقت کلمۂ شہادت یاد آیا اور اس کے ملازم رہے۔اگر چہ خوف ہے مگر رجاء بھی نہایت ہے زیادہ کیا لکھوں مطمئن رہو اور حق تعالیٰ سے نجات کی دعا کرو۔ہو سکے تو قصداس ملک کا کر دو وہاں رہنا ایسے دورو دراز ملک میں اچھا نہیں معلوم ہوتا۔فقط والسلام۔

مسح گردن مستحب ہے

مسح گردن مستحب ہے بعض احادیث سے اس کا نشان ملتا ہے جذامی کے ساتھ اختلاط کرنا درست ہے اور الگ رہنا بایں وجہ کہ مبادا یہ مرض ہو جاوے اور یوں دل میں عقیدہ ہو جاوے کہ یہ مرض متعدی ہے جائز ہے کہ پہلے سے ہی الگ رہے تا فساداعتقاد پیدا نہ ہووے۔

فجر کے فرضوں کے بعد سنتوں کا ممنوع ہونا

سکوت اداءِ سنن سے بعد فرض فجر عند الحنفیہ منسوخ ہے۔عموم اس حدیث سے جو درباب منع نوافل بعد الفجر والعصر وارد ہوئی ہے یا خصوصیت پر محمول ہے کہ کسی وجہ غیر معلوم

سے آپ نے اس شخص کو اجازت دی مگر وہ شخصیہ ہے کلیہ حکم اس سے حاصل نہیں ہوسکتا کلیہ منع نوافل کا بحال خود رہے گا۔ فقط

جماعت کھڑی ہونے کے بعد فجر کی سنتوں کا حکم

ادا، سنت فجرؒ درصورت جماعت فرض بشرطیکہ ایک رکعت جماعت مل جاوے اور سنت کو پردہ میں ادا کرے۔ بحضور جماعت نہ پڑھے درست ہے ورنہ نہیں اور یہ امر تاکد سنت فجر کے باعث ہے اور سنن میں یہ امر نہیں ہوتا اور مدرک ایک رکعت کا مدرکِ جماعت وصلوٰۃ کا ہوتا ہے اور ایک کم از کم رکعت کا ادراک فضیلت ہے نہ ادراک جماعت نصف کو حکم کل ہے لہٰذا ایسی صورت میں ادا کا مضائقہ نہیں اور بحضور جماعت ہرگز نہیں پڑھنا چاہئے کہ مخالفت جماعت مسلمین وافتراء جرم ہے۔ فقط والسلام۔

کتب دینیہ کا پورا کرنا عمدہ ہے

مولوی محمود حسین صاحب السلام علیکم۔ آپ کا خط آیا حال معلوم ہوا۔ بندہ کے نزدیک کتب دینیہ کا پورا کرنا عمدہ ہے اور ادب کی چنداں ضرورت نہیں۔ ایک دو کتاب بھی کافی ہے اور کتب دینیہ کے درس کو شغلِ باطن پر ترجیح دیتا ہوں۔ سو اگر تمام کتب دینیہ کا مرادآباد ہی ہو جاوے تو عمدہ ہے کہیں جانا کیا ضرورت ہے ورنہ چندے قیام مرادآباد رکھو۔ پھر جیسا ہووے گا کرنا اور معقول کا خیال ہرگز مت کرنا۔ پس مختصر معانی کا ختم کرلینا مناسب ہے۔ یہ بھی ایک فن عمدہ ہے اور کارآمد دینیات ہے۔ بعد ازاں اگرچہ قلیل بھی ہووے بقایا تفسیر و حدیث وفقہ واصول ہوجاوے۔ اصول میں توضیح تلویح کافی ہے۔ ہر چند اصول آتا نہیں مگر تاہم کارآمد علم ہے اور قدر مایحتاج تو نورالانور میں ہی حاصل ہوتا ہے۔ فقط

الحاصل اتنا علوم دینی کا ضرور ومقدم جانو اگر مرادآباد ہوجاوے تو بہتر ورنہ دوسری جگہ تکمیل چاہئے۔ فقط والسلام۔

حصولِ دولتِ آخرت کا رنج وافسوس بھی نعمت ہے

حافظ محمد حسین صاحب السلام علیکم! آپکا خط آیا شغل کے ناتمام رہنے کا افسوس لکھا

ہے۔ برادرم حصول دولت آخرت کا رنج وافسوس بھی نعمت ہے جو شوق پر دلالت کرتا ہے۔ شوق ذکر و شغل الی اللہ تعالیٰ کسی سعید کو نصیب ہوتا ہے اور فی الواقع ورد آخرت کے برابر کوئی دوا ولذت نہیں۔ بہر حال جو کچھ ہو سکتا ہے کرتے رہو اور جب گاہے ناغہ ہو گیا تو دوسرے وقت قضا کر لیا۔ التزام تھوڑے شغل کا بھی عمدہ ہے اور وہ حرکت قلب جو محسوس ہوتی ہے اس پر تم خود قصداً ذکر اسم ذات قائم کر لینا بلکہ اس حرکت کو بطور یادداشت پاس انفاس التزام کر کے خیال میں رکھو۔ پاس انفاس اور یہ حرکت اگر جمع ہو جاوے تو بہت بہتر بات ہے ورنہ خیر جس قدر رہو سکے حرکت کو بخیال ذکر خیال میں قائم کر لو اور اکثر اوقات اس حرکت کو لحاظ رکھو اور خود قلب کی طرف بھی دھیان رکھنا چاہئے۔ رمضان شریف میں قرآن شریف پڑھنا مناسب ہے کہ سال بھر یہ کام آتا ہے مگر شغل کو بہت التزام رکھنا، الغرض عدد اسم ذات اگر چار ہزار نہ ہو سکیں چند روز کو دو ہزار ہی رہنے دو۔ جاڑے کے موسم میں رات طویل ہووے گی اس وقت زیادہ کر دینا۔

عجب کا علاج

قرآن شریف کا سننا بہت اچھا ہوا۔ جب خیال اس بات کا آیا کہ مقتدیوں کو میرے پڑھنے سے خوشی ہوئی تو فوراً یہ خیال کر لیا کہ اس میں میرا کیا کمال ہے سب حق تعالیٰ کا احسان ہے میرا کچھ دخل نہیں اور اپنے عجب پر اس مضمون سے تواضع کر لی کہ میں تو وہی مشتِ خاک ناپاک شے کا زادہ ہوں یہ سب خوبی وحمد خداوند تعالیٰ کی ہے اور لاحول پڑھ کر بائیں جانب تھوک دیا۔ ضبط پاس انفاس اور حرکات لطائف جہاں تک ہو سکے کرتے رہو اور جب غفلت آوے اور غفلت لازم انسان کو ہے تو پھر متنبہ ہو کر گریہ وزاری اور دعا کرو کہ الٰہی تیرا بندہ ہوں تو مجھ کو اپنے ذکر سے غافل مت کر اور اس غفلت پر استغفار وندامت کو لازم کرو اور اگر رونا نہ آسکے تو رونا لاؤ۔ شغل اسم ذات معمولی طرح پر جس قدر ہو سکے، پھر بعد رمضان زیادہ کر دینا مگر آدمی کی زبان سے جو کلمۂ ذکر نکل جاوے اگرچہ ایک بار ہی ہو بہت غنیمت ہے دنیا و مافیہا سے ایک لفظ بہتر ہے سو کاروبار کرتے بھی اللہ اللہ کرتے رہو اور

کچھ شمار کی حاجت نہیں۔ چلتے پھرتے بھی اسی میں غرض ذکر کرنا ہے سانس سے حرکت سے زبان سے کثرت ذکر ہووے۔ تعبیر خواب تمہاری محبت اور آثار ذکر کے ہیں۔ قلب میں حرکتِ آثار سلطان ذکر کے ہیں مبارک ہووے گرانی قلب پر اور اس طرح کے بہت سے امور پیش آتے ہیں سب آثار صالح ہیں خوشی کی بات ہے شکر چاہئے تھوڑی کیفیت اور حال پر بہت بہت شکر کرنا لازم ہے کہ یہ سب نعمت و احسان حق تعالیٰ کا ہے۔ سالہا سال میں بھی اگر کچھ عنایت ہو جاوے غنیمت ہے چہ جائیکہ تھوڑے سے کام پر اس قدر ہو۔ فقط

ملازمت و مداوت کو بہت بڑا اثر ہے

یہ نہیں کہہ سکتا کہ مشکوٰۃ شریف کا پڑھنا چھوڑ دو کیونکہ اساس دین ہے مگر یہ ضرور ہے کہ سبق تھوڑا پڑھو اور شغل جس قدر ہو سکے کرتے رہو۔ اگر اسم ذات مقدار معین نہیں ہو سکتا تو کم سہی اور اب جاڑے کا موسم آتا ہے اور رات طویل ہو جاوے گی اس وقت پچھلے وقت اٹھنا اگر وہ بھی نہ ہو سکے تو خیر شغل باطن پر ہی قناعت رکھو اور جس قدر ہو سکے کرتے رہو۔ زیادہ مشقت بعد فراغ کتب حدیث کے کر لینا کچھ گھبرانے کی بات نہیں سب کچھ ہو جاوے گا۔ سب امور بتدریج ہوتے ہیں۔ جلدی سے کام نہیں نکلتا۔ مداومت چاہئے اگر چہ اقل قلیل کام ہو۔ ملازمت و مداومت کو بہت بڑا اثر ہے۔ مولوی صاحب مرحوم (مراد حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی ہیں) کی زیارت رویاء صالحہ موجب قبولیت عمل و آثار صلاح و رشد ہیں اور ان کی توجہ کی علامت ہے۔ شکر کی بات ہے رقت اس کا اثر ہے مولانا مرحوم حیات میں جہاد لسانی میں سرگرم تھے۔ اس کا ظہور ہے اور تم کو اس حلیہ میں نظر آنا بھی یہی مقصد ہے کہ راہِ حق تعالیٰ میں دلیرانہ کام کرو اور سعی کرو۔

فتویٰ سے جوامر حاصل ہو سکے مضائقہ نہیں

فتویٰ سے جوامر جائز ہو سکے مضائقہ نہیں۔ آج کل تقویٰ معاملات اور طعام میں ہو نہیں سکتا۔ ظاہر کا حال دیکھ لیا اور بس اور تیسرے خواب کا یہی اشارہ ہے کہ طعام یہودی

سے تم کو نفرت ہے وہ تم سے منقطع ہو گیا۔ الغرض روزگار کو ترک مت کرو۔ اپنا کام شغل کا بھی کرتے رہو جس قدر ہو سکے اور کچھ کچھ حدیث بھی پڑھتے رہو۔ فقط والسلام۔

عورت بیعت نہیں لے سکتی

عورت بیعت نہیں لے سکتی اور متقدمین میں سے کسی نے عورت کو بیعت لینے کی اجازت نہیں دی۔ اگر کوئی شخص عورت کو خلافت بیعت دے خاطی ہے۔ دستار وجبہ خلافت عورات کو نہیں مل سکتا۔ البتہ اگر صرف برکت کے واسطے مرشد اس کو کوئی شے مرحمت فرماوے تو وہ تبرکاً اس کو اپنے پاس رکھ سکتی ہے۔ نہ کہ دستارِ خلافت وجبہ خلافت اور عورت کو یہ امر جائز ہے کہ وہ کسی کو کچھ وظیفہ وذکر اذکار بتا دیوے، مگر مرید کرنا درست نہیں۔ فقط والسلام۔

آدمی آخرت کے واسطے پیدا ہوا ہے

بندہ کے اوپر فرض ہے کہ جو صاحب مجھ سے علاقہ رکھتے ہیں ان کو میں بھلائی برائی سے مطلع کر دوں۔ ہر چند نہ میں قابل پیری کے ہوں اور نہ بسبب اپنی قابلیت کے اپنے آپ کو کسی کا مقتداء اور دوسروں کو اپنے تابع جانتا ہوں۔ اگر چہ دوسروں کے دل میں اس امر کا خیال واقعی یا بناوٹ سے ہو۔ مگر ہر حال مسلمان کا حق مسلمان کے ذمہ ہے اور برے کام سے روک دینا سب پر واجب ہے۔ لہٰذا مجھ کو اس تحریر کی ضرورت ہوئی۔ عزیزا بندہ نے ایک دو کے کہنے پر اعتماد نہیں کیا مگر جب بکثرت گوش زد ہوا تو ''تا نباشد چیز کے مردم نگویند چیزہا'' یقین ہوا کہ کچھ تو ہے جو اس قدر کہتے ہیں۔ پس سنو کہ آدمی آخرت کے واسطے پیدا ہوا ہے نہ دنیا کے۔ آدمی کو دنیا میں حق تعالیٰ نے امتحان کمانے اور امتحان لینے کے واسطے بھیجا ہے۔ قرآن میں حق تعالیٰ فرماتا ہے:

''سو جس نے دنیا میں آ کر اچھے کام کئے اللہ تعالیٰ کے فرمانے کے موافق عمل کیا تو وہ امتحان میں پورا ہوا دنیا میں بھی نیک نام اور بعد مرنے کے بھی اجرت اور انعام پا کر شاد کام ہوگا اور ہمیشہ ابدالآباد راحت سے رہے گا اور جس نے غفلت میں عمر گزاری اور خلاف امر حق

تعالیٰ کے کیا خصوصاً تعدی اور ظلم عبداللہ پر تو وہ دنیا میں بھی بدنام اور بعد مرنے کے بھی امتحان میں ناکام اور مبتلائے بدانجام ہوگا۔"

سو کسی عاقل کا کام نہیں کہ پچاس ساٹھ دنیا کے جو آخرت کی نسبت ایک لحہ کے قدر بھی نہیں نفس وشیطان کی ترغیب سے راحت وعشرت میں گزار کر اس کے عوض کروڑوں سال آگ کا عذاب گوارا کرلے۔

اس کی مثال ایسی سمجھو کہ کوئی شخص اپنے گھر سے ایک جوہر بے بہا کہ جس کی قیمت کے سامنے مہا سنکھ اشرفی نہ ہوسکیں لے کر تجارت کے واسطے نکلا کہ اس کو مضاعف کرلیوے مگر جب وہ بازار میں گیا تو بدمعاشوں اور دغابازوں کے فریب میں آکر غافل ہوکر اس جوہر کو بھی برباد کیا آگے تو کیا تجارت کرتا اور دو، چار گھڑی بدمعاشوں کے ساتھ رل مل کر نفس کو مزہ ہوا اور عیش سے گزری اور بعد دو، چار گھڑی کے ان بدمعاشوں سے جدا ہوگیا اور تہی دست گھر لوٹ کر آیا تو گھر والوں نے اس جوہر بے بہا کا مطالبہ کیا اور نفع مانگا مگر چونکہ وہ خود جوہر کو بھی برباد کرچکا تھا نفع تو کیا حاصل ہوتا تو سوائے اس کے کہ گھر والے اس کو مار مار کر ذلیل کریں اور ہر قسم کا عذاب اس پر ڈال دیں اور یہ کوئی اس کی تدبیر سوائے پریشانی اور ندامت کے نہ کرسکے اور کیا حاصل ہوگا؟

پس ایسا ہی حال بندہ کا ہے کہ وہ آخرت سے جو پہلا گھر اور پچھلا مقام ہے اور وہیں لوٹ کر جاکر ہمیشہ کو رہنا ہے ایک جوہر ایمان اور نعمت بندگی لے کر دنیا میں آیا ہے اگر اس نے یہاں آکر موافق مرضی مولیٰ کے کام کیا یہ جوہر بے بہا بڑھتا چلا جاتا ہے اور آخرت میں شاہان شاہ بنادیتا ہے اور اگر خلاف امر کیا تو اس جوہر کو برباد کیا۔ اور باغی، مخالف، نافرمان، غافل ہوکر عذاب آخرت میں مبتلا ہوگیا۔ اگرچہ اس زندگی ناپائدار میں جو ایک لحہ بھی بہ نسبت آخرت نہیں خوشیاں حاصل کرلے۔

پس اے عزیز ایسا غافل ہونا اور ایسا کام کرنا کہ موجب خسران ابد ہو ادنیٰ عقل والا بھی نہیں کرسکتا بلکہ اس بات کو تو موٹی عقل والا احمق بھی گوارا نہیں کرتا۔ چہ عاقل کند کارے

کہ باز آید پشیمانی

تو اب تم سنو کہ بزعم حکومت فانیہ رعایا پر ستم کرنا اور رشوت لینا کس قدر اپنے اوپر ظلم کرنا ہے کہ پیسہ دو پیسہ ناحق لیکر اپنی بضاعہ بے بہا کو ضائع کرے۔ بعض روایت میں آیا ہے کہ اگر کسی نے کسی کا چھ رتی حق بھی مار لیا خواہ غضب سے خواہ رشوت سے خواہ خیانت سے خواہ فریب سے، اس کے عوض سات سو نمازیں دلائی جائیں گی اور ایک نماز ہفت اقلیم کی سلطنت اور دولت سے زیادہ ہے علیٰ ہذا القیاس۔ تو ان مظلوموں کے گناہ اس ظالم پر ڈال دیئے جاویں گے سو کتنے خسارہ کی بات ہے کہ ایسی گراں مایہ عبادت ایک ذرہ نجاست حاصل کر کے زائل کر دے۔

بعد اس تحریر دیکھنے کے یقین کرتا ہوں کہ ہر شخص خصوصاً تم جیسا فہمیدہ آدمی ایسی بے جا حرکت سے متنبہ ہو کر متنفر ہو جاوے اور تمام اہل حقوق سے اپنے قصور و حقوق معاف کرانے کی فکر میں ہو گا اور آئندہ کو ایسی حرکت کے قریب بھی نہ جاوے گا مگر ہاں اگر کوئی حساب آخرت کا منکر ہو اور وعدہ وعید قرآن حدیث کو جھوٹ جانتا ہو تو وہ جو چاہے کرے۔ مگر اس وقت تک بندہ تم سے ایسی امید نہیں رکھتا ہے اور جو کچھ مجھ پر واجب تھا وہ تم کو سنا کر حق تعالیٰ کے یہاں سے اپنی برأت حاصل کر چکا۔ اب آپ کی بابت مجھ سے باز پرس نہ ہو گی۔ ہر کہ دانا بکار خود ہشیار

اگر یہ نصیحت آپکو پسند آوے تو اس کو قبول سے مجھ کو مطلع کر دیویں اگر ناخوش ہو تو مختار ہو۔ مجھ کو تعجب یوں ہوتا ہے کہ جب تم اس طرف میں تھے تو ہر طرح تمہارے حسن معاملات سن کر خوشی ہوتی تھی، اب اس طرف جا کر تمہارا ایسا حال بدل گیا اس کی کیا وجہ ہوئی شاید صحبت بددینوں کی باعث اس کی ہوئی ہو، میں لکھنے پڑھنے سے معذور ہو گیا ہوں۔ اگر کوئی لکھنے والا مل جاتا ہے تو اس کو بتلا دیتا ہوں وہ لکھ دیتا ہے اس سبب سے یہ مضمون کم لکھا گیا۔ اگر خود لکھتا تو بہت لکھتا کہ تمہاری یہ شان سن کر مجھ کو بڑا صدمہ ہوا۔ اپنے گھر میں اور اپنے فرزندان کو میری طرف سے سلام کہہ دینا۔ فقط والسلام ۱۹ ذی الحجہ ۱۳۴۱ھ دوشنبہ۔

امام متقی ہو تو بہتر ہے

نماز سب کے پیچھے ہو جاتی ہے ہاں امام متقی ہو تو بہتر ہے۔

مترجم قرآن کو بے وضو ہاتھ لگانا

قرآن شریف مترجم کو بے وضو ہاتھ لگانا منع ہے۔

غسل اور وضو کا ایک ساتھ تیمّم کرنا اور تحیۃ الوضو کا حکم

تیمّم، غسل و وضو کا اگر کرنا ہو تو ایک تیمّم میں دونوں کی نیت کرے تو درست ہے اور جو جدا جدا کرے تو بھی درست ہے جس کا چاہے پہلے کرے جس کا چاہے پیچھے۔ تحیۃ الوضو سنت ہے۔

بیماری میں بیٹھ کر پڑھی ہوئی نماز کا حکم

جو نماز بیماری میں بیٹھ کر پڑھی درست ہوئی اعادہ کی حاجت نہیں۔ ہاں اگر نشستہ پڑھنے کے قابل نہ ہوا تھا اور فقط کاہلی سے نشستہ ادا کر دی تو جب وہ نماز نہ ہوئی تھی اب قضاء فرض ہے۔ جس سنت نفل و نماز کی نیت کر کے توڑ دی خواہ تکبیر کی وجہ سے خواہ اور امر کی وجہ سے اس کا اعادہ واجب ہے۔ رکعات تہجد تیرہ و گیارہ و نو و سات جو ورد ہیں معہ وتر کے ہیں۔ اگر ہو سکے تو قصد وطن کرنا شاید ملاقات ہو جاوے ورنہ بھائی موت لگی ہوئی ہے برابر جوان جوان آدمی مرتے جاتے ہیں اپنی کیا توقع کہ پچاس سے بہت زیادہ بڑھا قریب ساٹھ کے پہنچا۔ روز بروز ضعف اعضاء تزاید پر ہے۔

احسان کی حقیقت

از خود غیر کا خیال کرنا تو اچھا نہیں خود بخود جو غیر کا خیال آوے وہ بھی عمدہ نہیں۔ گو ایسے خیال میں مواخذہ نہیں۔ اور جب مراقبہ کا کیف آ جاتا ہے ذکر خفی ہو یا جلی اس پر طبع نہیں جمتی۔ البتہ جب مراقبہ قائم ہو جاتا ہے اس وقت سب ذکر لسانی ہو یا قلبی جلی خفی مثل مراقبہ یک درجہ مساوی میں آ جاتے ہیں اور وہ کیفیت کہ اپنے آپ کو روبرو مالک معبود کے جانے اور شرم و حیا طاری ہو جاوے اس کا نام حضور اور یادداشت ہے اسی کو لسان شرع میں

احسان کہتے ہیں اور یہی نسبت معتبرہ ہے کہ مسلسل چلی آتی ہے۔ جب اس کا ملکہ خوب ہو جاوے تو یہی امر ہے کہ قابل اجازت تلقین کے بناتی ہے اور اس کا ہی نام ذکر قلبی ہے اور اس سے پہلے سب مقدمات اس کے ہیں۔ مبارک ہو پھر مبارک ہو۔ حق تعالیٰ اس میں ترقی فرماوے اور تمکن عطا فرماوے۔ بہت شکر کی جگہ ہے بہت بہت شکر کرنا واجب ہے خطرات بھی رفع ہو جاویں گے اور اگر خطرات رفع نہ ہوویں گے۔ خطرات کسی فرد بشر کے رفع نہیں ہوتے البتہ تفرقہ برا ہے۔ کہ ایسا ہجوم خطرات کا ہو کہ اصل نسبت سے متفرق کر دیوے۔ اور مشغول بخطرات ہو جاوے۔ اب اس نسبت میں زیادہ مشغول رہنا اور مراقبہ معیت کا کرنا ہی علاج خطرات کا ہے اور بس۔ فقط والسلام۔

زانی پر مزینہ کی ماں اور بیٹی دونوں حرام ہیں

جس مرد نے مشرک عورت اور اس کی دختر سے زنا کیا اور پھر وہ عورت اس کی دختر مسلمان ہو گئیں تو اب اس مرد زانی پر دونوں حرام ہیں کسی سے اس کا نکاح درست نہیں۔

اذانِ خطبہ کا تارک گنا ہگار ہوگا

اذان خطبہ حضرت عثمانؓ نے قائم کی اور اس پر تمام صحابہ کا اتفاق ہوا کسی نے انکار نہ کیا تو سنت ہوئی اس کا تارک گنا ہگار ہووے گا۔

کرتہ کی گھنڈی کھلی رکھنا بھی سنت ہے

ہر وقت کرتہ کی گھنڈی کھلی رکھنا سنت خیر البشر علیہ السلام جان کر درست ہے اور لگانا بھی سنت ہے۔ بعض وقت آپ نے لگائی بعض وقت کھولی۔

کاغذ کا بھی ادب ہے

کاغذ مکتوب اگرچہ خط ہو اس کا ادب ہے۔ ادب سے جلاوے تو درست ہے حروف کی بے ادبی نہ کرے۔

نماز میں سورۃ کے ساتھ بسم اللہ الخ پڑھنا درست ہے

نماز میں بعد فاتحہ کے سورۃ کے ساتھ بسم اللہ آہستہ پڑھنا درست ہے۔

چاندی کو چاندی سے بدلنے میں مساوات ضروری ہے

چاندی کو چاندی سے بدلنے میں مساوات کی رعایت رہے۔ اگر ایک طرف چاندی زیادہ رہے گی تو ربا ہو جاوے گا۔ کم چاندی کی طرف فلوس قدر قیمت زائد چاندی کے لگا کر پورا کر دیوے تو درست ہے۔

سود کی رقم سے حج کرنے سے
فرض ادا ہو جائیگا مگر سود کا گناہ ہوگا

ایسا شخص کہ اس کی آمدنی جاگیر کی پانچ ہزار روپے کی ہے اور خرچ اس کا متوسط معتاد کم ہے تو اس پر حج فرض ہے۔ پھر اگر روپیہ قرض سودی لے کر حج کو آوے تو اگرچہ سود دینے کا گناہ ہووے گا مگر حج فرض ادا ہو جاویگا۔

سود کی ایک صورت

گھڑائی کی اجرت لگا کر دس روپیہ پھر چاندی کو گیارہ روپیہ کو لینا بھی سود ہے اور ادھاروں خریدنا بھی سود ہے اگر خرید کرے تو خلاف جنس سے خریدے اور نقد خریدے ورنہ درست نہ ہووے گا۔

عیدین کی تکبیرات میں امام کی اتباع

عیدین میں جس قدر تکبیرات امام وھانکا کرے تم بھی باتباع اس کے اسی قدر کہا کرو۔ یہ مسئلہ صحابہ میں مختلف ہوا ہے۔ امام ابوحنیفہؒ نے تین تکبیر کو پسند کیا اور دیگر ائمہ نے زیادہ کو قبول کیا۔ سو اہل بھوپال ابوحنیفہؒ کے مذہب کی مخالف کو واجب جانتے ہیں لہٰذا تیرہ تکبیر کہتے ہیں چونکہ یہ بھی حدیث سے ثابت ہے تم خلاف مت کرو۔ امام ک اطاعت کرو کہ ایسی صورت میں اطاعت امام کی ضروری ہے۔ فقط۔

بھوپال میں جمعہ کا حکم

بھوپال میں حکومت اسلام کی ہے وہاں جمعہ ہوتا ہے فرض ظہر ہرگز مت پڑھو۔

نماز میں آنکھیں بند کرنا

اگر نماز میں آنکھ بند کرنے سے خشوع ہوتا ہو تو آنکھ کا بند کرنا مکروہ نہیں البتہ بند نہ کیا جائے۔ فقط

شیطان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل اختیار نہیں کر سکتا

شیطان کا بصورت فخر عالم علیہ السلام نہ ہوسکنا تو حدیث سے ہے مگر شیخ کی صورت میں نہ ہوسکنا مشائخ کا قول ہے۔ حدیث سے اس کا ثبوت نہیں مشائخ کا فرمانا ان کا اجتہاد ہے یا کیا ہے بندہ کو معلوم نہیں۔ اگر ان کی تقلید سے اس مسئلہ کو قبول کرے کوئی اندیشہ نہیں۔ فقط

اوابین دو، دو بھی اور چار ایک سلام سے بھی جائز ہیں

صلوٰۃ نوافل بعد مغرب کے چھ رکعت ہیں خواہ دو دو رکعت پڑھے خواہ دو یک سلام سے چار یک سلام سے ہر دو صورت درست ہے۔ فقط۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر موجب برکت ہے

ذکر اشغال وسیر اور ولادت فخر عالم علیہ السلام کا عین سعادت اور ذکر خیر اور موجب برکات کا ہے اور جہاں ذکر آپ کا ہووے گا نزول ملائکہ ورحمت کا ہووے گا اس میں کسی کو کلام نہیں مگر جب اس کے ساتھ کوئی خرابی لاحق ہو جاوے گی اور کسی طرح کا کوئی امر خلاف شرع مل جاوے گا تو اس وقت اس مجلس میں بسبب اس امر غیر مشروع کے خرابی ہو جاوے گی۔ دیکھو نماز نفل عمدہ عبادت ہے۔ مگر جب اس کے ساتھ کوئی امر بے جا ہو جاتا ہے تو وہ بھی مکروہ ہو جاتی ہے پس مجلس مولود میں جو اس زمانہ میں شائع ہے بہت سے امور خلاف شریعت کے پائے جاتے ہیں کہ جس پر شرع کو اعتراض ہے حاضر ہونا غیر متشرع لوگوں کا

اور اہتمام اس کا زیادہ جمعہ اور جماعت سے اور ضرور جاننا اس کا کہ اس کے تارک کو ملامت کریں اور سوائے اس کے چند امور ہیں کہ شارع کو ان پر اعتراض ہے لہٰذا یہ محفل غیر جائز ہوگئی ورنہ اصل میں تو موجب اجر اور برکت ہی تھی۔ پس شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے اسی مجلس کا ذکر لکھا ہے کہ ممنوع نہ تھی کیونکہ اس زمانے میں ہرگز یہ بدعات نہ ہوئے تھے اور اب جو تشدد ہے تو اس زمانے کی مجالس پر ہے سو ایسے وقت میں بے شک یہ مجالس بدعت ہیں نہ کہ موجب خیرات۔ لہٰذا تم مجالس اس زمانہ میں شریک مت ہونا اور ایسا ہی حال قیام کا ہے کہ وہ بھی بدعت ہے۔ فقط

مدت رضاعت کا حکم

ایک حدیث میں مذکور ہے کہ جوان کو دودھ پلایا اور اس سے حرمت ثابت ہوئی مگر تمام علماء کے نزدیک وہ حرمت اسی شخص کیساتھ خاص تھی سوائے حضرت عائشہؓ کے کہ وہ تو اس مسئلہ کو عام سب کے حق میں جانتی تھی سوائے ان کے سب صحابہؓ نے اس کو نہیں مانا فقط اسی شخص پر خاص کیا ہے اور مدت رضاعت فقط دو برس یا دو نیم برس رکھے ہیں۔ چونکہ والا جاہ کو نئی بات بہت پسند ہے خواہ حق ہو یا ناحق۔ لہذا سب کے خلاف ہو کر اس مسئلہ کو لکھ دیا ہے۔ سو کالا لے بد بریش خاوند انکو ہی ایسا مذہب مبارک ہو۔ فقط

گائے کی قربانی کا حکم

بقر کی قربانی حضرت سے ثابت ہے اور کھانا بھی ثابت ہوتا ہے باقی اس سے مرض ہونا دوسری بات ہے بہت سی اشیاء کہ حلال ہیں اور خلط فاسد ان سے پیدا ہوتی ہے۔ فقط

کثرت گوشت سے دل کو سختی ہوتی ہے

کثرت گوشت سے دل کو سختی ہوتی ہے لہذا مشائخ نے کثرت کو مناسب نہیں جانا گو مباح ہے۔ ہفتہ میں دو تین بار گوشت کھاوے باقی دو تین روز دال وغیرہ کھاوے۔ سو یہ مسئلہ اہلِ ریاضت کا ہے اباحت میں اس کو دخل نہیں۔ فقط۔

ایصال ثواب کی چیز توقیر سے دینی چاہئے

دوسری بات ایصال ثواب اگرچہ ایک مٹھی چنے ہی ہوں مگر کسی کو توقیر سے دینا چاہئے باقی یہ کہ ایک روٹی آدمی سے کہہ کر کسی کو دے دی۔ البتہ بے توقیری ہے پلاؤ کی رکابی اگر کسی گدا کو دیوے بے توقیری ہے اور ٹکڑا خشک روٹی کا پاس بٹھلا کر عزت سے دینا عزت کی بات ہے۔ اب تم کچھ دو چار آنہ کا یا کم زیادہ کچھ طعام یا نقد مقرر کر کے سب اہل سلاسل کے یا تمام اولیاء کے نام پر ثواب پہنچا کر کسی حاجت مند صالح کو باادب دے دیا کرو کچھ ضرورت تاریخ کے لکھنے کی نہیں۔ شب جمعہ یا روز جمعہ یا جس روز چاہا اس طرح کر دیا۔ کیا ضرورت تاریخ وفات کی ہے۔ فقط

اشراق کا وقت

اشراق کا وقت جب دس پندرہ منٹ دن نکل آوے ہو جاتا ہے اور جب تین گھنٹہ دن چڑھا چاشت کا وقت ہو گیا۔ اشراق کی دو رکعت یا چار رکعت ہیں۔ چاشت دو رکعت سے بارہ رکعت تک ہیں۔ کوئی سورۃ خاص نہیں۔

نیا جوتہ پاک ہے

جوتہ جدید پاک ہے خواہ مسلمان سے لیا ہو خواہ چمار کافر سے۔

توکل کی حقیقت

توکل یہ ہے کہ جو کچھ آدمی کے ہاتھ میں ہے اس پر چنداں بھروسہ نہ ہووے جس قدر بھروسہ حق تعالیٰ کے رزاقی پر ہووے اور ترک کسب کو توکل نہیں کہتے کسب کرے اور اعتماد کسب پر بالکل نہ ہووے حق تعالیٰ پر اعتماد رہے۔

مکہ میں گناہ کرنا زیادہ سخت ہے

گناہ مکہ کا بہ نسبت اور جگہ کے شدید ہے لاکھ گونہ نہیں مگر بہت شدید ہے۔

دن ڈھلنے کے بعد نمازِ ظہر کا حکم

اگر دن ڈھل جاوے تو نماز ظہر ادا ہو جاتی ہے ورنہ نہیں ہوتی۔ اس کو دیکھ لو کہ ان کی نماز بعد دن ڈھلنے کے ہوتی ہے یا پہلے ہی کھڑے ہو جاتے ہیں۔ بہر حال بارہ بجے کا اعتبار نہیں۔ دن ڈھلنے کا اعتبار ہے۔ بارہ بجنا آگے پیچھے ہو جاتا ہے۔

فاتحہ خوانی کا حکم

کھانے شیرینی پر فاتحہ وغیرہ پڑھنا بدعت ہے نہ کرے اگرچہ تنہا ہی ہووے۔ کھٹل وغیرہ سے خواہ مخواہ کھلاریاں کرنی مکروہ ہیں زیادہ حرکات کرے گا تو نماز فاسد بھی ہو جاوے گی ایسی حرکات نہ کرے۔

محراب کی تعریف

محراب اس مقام کو کہتے ہیں کہ وسط دیوار قبلہ میں مکان مخصوص امام کے واسطے بنایا جاوے۔ پس اس میں قیام بسبب مشابہت یہود کے اور خفی ہونے حال امام کے نظر مقتدین سے مکروہ ہے۔ اگر قدم بھی اندر ہوں ورنہ نہیں اور دو ستون کے درمیان قیام امام بسبب مشابہت محراب کے مکروہ ہے۔ فقط والسلام۔

نشهد انک لرسول اللہ الخ کی تفسیر لطیف

قول منافقین نشهد انک لرسول اللہ (ہم گواہی دیتے ہیں کہ تحقیق تم (اے محمد!) البتہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہو)۔ تین امر پر دال ہے۔ ایک انک لرسول اللہ (بیشک تم اللہ کے پیغمبر ہو ۱۲)۔ کو صادق ہونا رسالت کا اور مطابق واقع کے ہوتا ہے۔ دوسرے یہ کہ ہم بھی دل سے آپ کی رسالت کی تصدیق کرتے ہیں کیونکہ شہادت وہی ہوتی ہے کہ علم اس کا قطعی قلب میں ہو تر دد نہ ہو اور اس کو مطابق واقع بھی جانے ورنہ وہ شہادت کاذبہ ہوتی ہے۔ پس اس جملہ سے اپنا علم بلا تردد رسالت کا اور مطابق واقعہ کے ہونا تو ظاہر و یقین ہے اور یہ کہ ہم مومن صادق ہیں منافق نہیں یہ لازم معنی ہے کیونکہ آپ کی رسالت کی تصدیق ہی ایمان

ہے۔ پس اگر حق تعالیٰ اس جملہ کے بعد فرماتے: واللہ یشھد انھم لکاذبون (اور اللہ گواہ ہے کہ بے شک وہ جھوٹے ہیں ۱۲)۔ تو ہر سہ مضمون جملہ سابق کی تکذیب لازم آتی۔ کیونکہ ہر گاہ وہ اپنے قول میں کاذب ہوئے اور کسی مضمون میں استثناء نہ ہوا تو جملہ سابقہ کے سب مضامین خلاف واقع ہوئے اور وہ کذاب مطلق ہوئے۔ لہذا ہر سہ مضامین کا کذب ہونا بادی الرای میں مفہوم ہوتا ہے۔

پس اہل اسلام کو تردد ہوتا کہ یہ جملہ تو رسالت کو ہی رفع کرتا ہے کفار کو اعتراض کی گنجائش ہوتی۔ اہلِ اسلام محتاجِ تاویل اور دوسری آیت سے جواب دینے کے محتاج ہوتے۔ کفار تعارض کا اعتراض کرتے لہذا حق تعالیٰ نے اس جملہ سے ''واللہ یعلم انک لرسولہ'' آپ کے رسول ہونے کا تو کہ امر اول ہے' اثبات فرمادیا کہ رسالت تیری واقعی اور صادق ہے اور اس قدر قول منافقین کا صادق ہے مگر دو امر کہ منافقین کو یقین رسالت ہے اور وہ مومن ہیں یہ کاذب ہے اور فصیح بلیغ کلام وہی ہے کہ شبہات اپنے آپ ہی رفع کر دیوے۔ نہ یہ کہ دوسرے کلام پر حوالہ فرماوے۔

پس لطف اعتراض اس جملہ کا خود واضح ہے۔ باقی آپ کی تقریر کہ ''کیا یہ نہ ہوتا تو مومنین کو تکذیب رسالت کا خیال ہوتا''۔ خود لغو ہے کیونکہ اگر یہ خیال نہ ہوتا تو محتاج تاویل ہوتے، کفار کو محل اعتراض ہوتا۔ کلام میں یہ خوبی بلاغت نہ ہوتی اور مفسرین کا تاکید کہنا بایں معنی ہے کہ تاکید دفع احتمال کے واسطے ہوتی ہے جو مجاز یا غلط کی متحمل ہو۔ مثلاً جاء نی زید زید (آیا میرے پاس زید زید ۱۲)۔ میں احتمال خطا کو دفع کیا ہے کہ زید ہی مراد ہے اس میں نہ غلطی وسہو ہے نہ مجاز ہے اور جاء نی القوم کلھم (آئی میرے پاس قوم سب کی سب ۱۲)۔ میں بھی احتمال اکثر کا تھا کہ اکثر پر لفظ کل کا مجازاً بولتے ہیں ایسا ہی یہاں اس ایک معنی کو نکال کر معنی موکد کر دیئے اور رفع ریب و دفع اعتراض کر دیا کلام موکد بالمعنی ہو گئی اور شبہات کفار کو رد کر دیا۔ یہ معنی تاکید کے ہیں۔ فقط

اور اذا جآءک المنافقون (''جبکہ آئے (اے محمدؐ!) تیرے پاس منافق

لوگ"۱۲")۔ میں بعد غور معلوم ہوتا ہے کہ کوئی شبہ رفع نہیں ہوا منافقون باعتبار شہرت اور عقیدہ مسلمانوں کے فرمایا ہو۔ اور ضرور نہیں کہ کفار و منافقون کے سب کام غلط ہی ہوں یا صحیح ہی ہوں بلکہ الصدوق قدیکذب والکذوب قد یصدق (سچا کبھی جھوٹا بول دیتا ہے اور جھوٹا کبھی سچ بول دیتا ہے")۔ بھی شائع ہے اور لفظ جآء ک میں بھی کوئی رفع شبہ نہیں وجآء المعذرون (''اور کئی عذر بیان کرنے والے'') اور ان جاء ہ الاعمیٰ (کہ آیا اسکے پاس نابینا) مجیئت۔ سے کیا رفع شبہ ہوسکتا ہے۔ علیٰ ہذا قالوا سے معلوم نہیں کہ یہ کون سا فائدہ کس طرح ہوا ہے۔ قول کو صدق و کذب کا محتمل سب کہتے ہیں پھر یہاں کونسا قرینہ مخصص ہوسکتا ہے۔ اتخذوا ایمانھم جنۃً (اور بنایا انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال ۱۲)۔ سے کچھ رفع نہ ہوگا۔ کیونکہ یمین کے جنہ ہونے سے کذب وصدق کا کچھ امکان نہیں۔ صادق یمین بھی جنہ ہوتی ہے اور کاذب بھی۔ معہذا وہ دوسری کلام ہے کہ معارض پہلے کے ہو جاتی۔ و لو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیه اختلافاً کثیراً (اور اگر یہ قرآن ہوتا اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرے کی طرف سے البتہ پاتے لوگ اس میں بہتر اختلاف۔)۔ یہ محل طعن واستدلال کا بنتا۔ فافھم و اللہ تعالیٰ اعلم۔

مقصود ذکر سے حضورِ مسمیٰ ہے

مقصود ذکر سے حضور مسمی ہے (ذات کہ جس کا وہ نام ہے جو ذکر میں لیا جاتا ہے)۔ جس قدر حضور ہو بہتر ہے اور ذکر قلبی وہ ہے کہ بدوں لفظ اسم کے ذات مسمیٰ کی طرف خیال ہو جیسا کہ غیبو بت ولد میں (بیٹے کے سامنے نہ ہونے میں)۔ مثلاً بدوں تصور اسم ذات (بلا ذات کے نام کی صورت کے وہ ذہن میں ہوتا ہے)۔ کے ولد کی طرف دھیان ہوتا ہے۔ فرق اتنا ہے کہ ولد میں صورت بھی غالب اوقات مدنظر ہوتی ہے اور یہاں چونکہ شکل و صورت سے برأت ہے لہٰذا نفس مسمیٰ کا خیال ہے۔ اس خیال میں اگر کوئی وضع و شکل مدنظر قلب ہو لاحول سے دفع کرنا چاہئے کہ ذاتِ حق تعالیٰ نفس وجود ہے نہ قیود زائد

دور بیناں بارگاہِ الست　　　غیر ازیں پے نبردہ اند کہ ہست

(عہد الست کے دور تک نظر رکھنے والے بھی اس کے سوا کوئی خیال نہیں لے جا سکے کہ بس وہ ہیں)۔

ہر قصدِ شکر بھی ایک نعمت ہے

آدمی اگر ہر بن (بال کی جڑ) مو ہزار ہا ہزار زبان ہو جاوے اور مدت دنیا ایک ادنیٰ نعمت کا شکر ادا کرنا چاہئے نہیں ہو سکتا بلکہ ہر قصدِ شکر بھی ایک نعمت عظمیٰ ہے۔ (دو گنا بڑے احسان کے تحت رہن ہوتا ہے۔ ایک خود نعمت ایک قصد شکر کی توفیق) دو بالا مرہون منن کبریٰ ہو جاتا ہے وہ کون ہے کہ توفیقِ حضور کا شکر تلقین کر سکے۔ ہاں عجز عن اداءِ شکر (ادائے شکر سے عاجز ہونے کو) کو اگر بجائے شکر قبول فرمالیویں تو بندہ نوازی سے کیا بعید ہے کہ ایسے نالائق بے بس کو ایسے معنم صمد (انعامات کرنے والے بے نیاز) سے معاملہ ہوا۔ بجز ایں کہ ہمہ تن فنا (اپنے فعل سے بالکل بے خیال ہو کر احسان کی خجالت سے پانی پانی ہو جائے) اپنے کردار سے ہو کر پانی ہو جاوے اور شرم اپنے قصور اور اس کے نعماء (انعام عظیم اور اپنی کوتاہی سے) سے خاک بن جاوے اور کیا کر سکتا ہے بارے شکر ہے کہ آپکو یہ مقام عطا ہوا۔ اس کا نام یادداشت باصطلاح حضراتِ نقشبندیہ ہے۔ اب اس یادداشت کے ساتھ حیاء مالکِ حقیقی کی ہونی ضرور ہے کہ جیسا کہ ہم اپنے کسی بڑے مربی منعم ذی جاہ کے سامنے کوئی سبک حرکتی خلافِ رضا نہیں کر سکتے ایسا ہی معاملہ خلوت میں اپنے اس حاضر ناظر مولیٰ سے ہونا چاہئے۔ تا کہ حضور مسمی کا مصداق پورا ہو جاوے کہ اپنی ہر ہر حرکت کو پیش نظر اس مالک تعالیٰ شانہٗ جان کر بمیزان (شریعت کی ترازو سے کیونکہ وہی رضائے حق کا قانون ہے) شرع کہ قانونِ رضا ہے ناپ تول کر دھیان رہے اب یہ مراقبہ دائمی کرنا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرو

میرے پیارے دوستو! تمکو کیوں اضطراب و پریشانی ہے تم تو ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ (اور جو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر لیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو کافی ہیں) پر قانع رہو

اور مدرسہ سے آپکو فقط اتنا تعلق ہے کہ درس دیئے جاؤ۔ اگر مدرسہ بند حق تعالیٰ کرادے گا تم اپنے گھر بیٹھ رہنا۔ اگر مفتوح (کھلا ہو) رہا درس میں مشغول رہنا۔ جو تم سے درس اہلِ شہر کو منظور نہ ہوگا تو دوسرا باب مفتوح ہو جائے گا۔ تم کس واسطے پریشان ہوتے ہو؟ خبر بھی مت رکھو کہ کیا ہو رہا ہے؟ اپنا کام کئے جاؤ؟ تمہارے برابر تو کسی کے دست و پا نہیں چلتے، تم کیوں بے دست و پا اپنے آپ کو لکھتے ہو؟ جس کام کے تم ہو اس میں تکرار نہیں۔

اب فقط نزاع یہی ہے کہ اہلِ شوریٰ کی زیادت ہو تمہارا کیا حرج ہے، تم اپنا کام کرو۔ حاجی صاحب مصلحت کا۔

اتباع سنت سے چارہ نہیں

چونکہ نجات اور فلاح بجز اتباعِ سنت کے میسر و نصیب نہیں ہے اس لئے اتباع سنت سے چارہ نہیں ہے۔ اسی لئے بیعت کی جاتی ہے اور اسی کے واسطے تحصیل علم ہے۔ جب یہ نہیں ہے تو سب ہیچ اور بے فائدہ ہیں زیادہ اس بارے میں لکھنے کی حاجت نہیں اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول اور فاتبعونی یحببکم اللہ خود وارد ہوا ہے۔ فقط والسلام۔

اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے

ذاتِ پاک حق تعالیٰ جل جلالہٗ کی پاک اور منزہ ہے اس سے کہ متصف بصفتِ کذب کی جاوے۔ معاذ اللہ اس کے کلام میں ہرگز ہرگز شائبہ بھی کذب کا نہیں۔ قال اللہ تعالیٰ و من اصدق من اللہ قیلا (فرمایا اللہ تعالیٰ نے، بات میں کوئی اللہ تعالیٰ سے زیادہ سچا نہیں) جو شخص حق تعالیٰ کی نسبت یہ عقیدہ رکھے یا زبان سے کہے کہ وہ جھوٹ بولتا ہے وہ قطعاً کافر ملعون ہے اور قرآن و حدیث و اجماع امت کا مخالف ہے۔ ہرگز مومن نہیں۔ تعالی اللہ عما یقول الظلمون علوا کبیرا (اللہ تعالیٰ ظالموں کی بات سے بہت ہی اونچا ہے) البتہ یہ عقیدہ سب اہلِ ایمان کا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مثلاً فرعون و ہامان و ابی لہب کو قرآن مجید میں جہنمی ہونے کا ارشاد فرمایا ہے وہ حکم قطعی ہے اس کے خلاف ہرگز ہرگز نہ کرے گا۔ مگر بایں ہمہ وہ تعالیٰ قادر ہے (امام المفسرین رئیس المتکلمین فخر الدین رازی

رحمہ اللہ تعالی علیہ تفسیر کبیر میں تحت تفسیر (ان تعذبھم فانھم عبادک الایۃ) فرماتے ہیں **یجوز علی مذھبنا من اللہ تعالیٰ ان یدخل الکفار الجنۃ و ان یدخل الزھادو العباد النار لان الملک ملکہ و لا اعتراض لاحد علیہ۔** یعنی اہل سنت کے مذہب کے موافق جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ سب کفار کو جنت میں داخل کردے اور تمام زاہدوں و عابدوں کو جہنم میں داخل کردے کیونکہ تمام جہان اس کا مملوک ہے وہ سب کا مالک ہے اس پر کوئی کسی قسم کا اعتراض نہیں کرسکتا۔ **قال اللہ تعالیٰ: لا یسئل عما یفعل و ھم یسئلون۔** ''اس سے کوئی باز پرس نہیں کرسکتا اور سب سے باز پرس کی جاوے گی۔'') اس بات پر کہ ان کو جنت دیدے۔ اس حکمِ مذکور کی وجہ سے عاجز نہیں ہوگیا اگرچہ کبھی ایسا نہ کرے گا۔ **قال اللہ تعالیٰ و لو شئنا لآتینا کل نفس ھدھا و لکن حق القول منی لا ملئن جھنم من الجنۃ و الناس اجمعین۔** (فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور اگر چاہتے ہم تو ہر شخص کو ہدایت دیتے۔ لیکن یہ بات پکی ہوچکی کہ جہنم کو جنوں اور انسانوں سے بھریں گے)

اس بات سے واضح ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو سب کو مومن بنادیتا۔ مگر جو فرما چکا ہے اس کے خلاف نہ کرے گا۔ اور یہ سب یعنی کسی کو کافر بنادینا۔ کسی کو مومن بنادینا اپنے اختیار سے ہے اضطرار سے نہیں وہ فاعل مختار **فعال لما یرید** ہے۔ یہی عقیدہ تمام علماء امت کا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

ھبہ مشاع درست ہے

ھبہ مشاع کا درست نہیں۔ اگرچہ شریک کو ہو۔ لیکن شریک کے ہاتھ بیع کر کے ثمن ہبہ کرسکتا ہے۔

عورتوں کی جماعت مکروہ ہے

عورتوں کی جماعت مکروہ ہے لیکن اگر کرلیں امام وسط میں کھڑی ہو اور جہریہ نمازوں میں جہر کرے۔

مسافر کو تراویح کی رخصت ہے

مسافر کو تراویح و دیگر سنن نہ پڑھنے کی رخصت ہے۔ فقط

کافر کو قربانی کا گوشت دینا

قربانی کا گوشت کافر کو دینا اور بھنگی اور چمار کو درست ہے اور اس کا چمڑہ فروخت کر کے مسکین کو دینا واجب ہے اور تیل چٹائی دینا اس کا مسجد میں درست نہیں اور روٹی کھلا دینا بھی درست نہیں۔ ہاں روٹی اگر بازار سے خرید کر روٹی کا مالک کر دیا یہ درست ہے۔

یہ صورت جو سوال میں درج ہے اس میں قربانی واجب نہیں۔ اگر چہار پائے حاجت سے زائد ہوں تو قربانی واجب ہو گی۔

ضاد، دال، ظا تینوں حروف الگ الگ ہیں

ضاد، دال، ظا ہر سہ حروف جداگانہ ممتاز ہیں ان کو ایک جاننا یا ایک طرح پڑھنا باوجود قدرت کے درست نہیں ہے اور جو شخص کہ اس کو ضاد کے اصلی مخرج سے ادا کرنے کی قدرت نہ رکھتا ہو اگر بصورت دال پُر ادا کرے گا تو اس کی نماز ہو جاوے گی۔ کیونکہ دال پُر کوئی حرف مستقل حرف نہیں ہے۔ پس جو شخص کہ بصورت دال پُر ضاد ادا کرتا ہے مگر وہ اصل مخرج سے بوجہ معذوری ادا نہیں کر سکتا۔ پس اس کی نماز ادا ہو جاوے گی اور جو شخص جان بوجھ کر باوجود قدرت کے ضاد کو دال محض یا ظاء محض ادا کرے نماز اس کی اکثروں کے نزدیک ہو جاوے گی۔ فقط والسلام۔

اپنے حق کیلئے جھگڑنے میں کوئی حرج نہیں

تم نے جو کچھ پوچھا ہے اس کے بارہ میں اگر اہل اللہ کا جواب دوں تو یہ ہے کہ سب چھوڑ دو حق تعالیٰ مددگار رہے۔ تمہارا جو حق کسی پر ہو وہ اگر دیدے تو اچھا ہے ورنہ صبر کرو۔ اور جو دوسروں کے حقوق تم پر ہیں ان کو حق داروں کو پہنچاؤ۔ ہرگز ہرگز اپنے پاس نہ رکھو اور دوسروں کے حقوق جو تمہارے اجداد اور دو تین سال سے تم خود کھا رہے ہو اس میں کیا حرج

ہے؟ کیونکہ تمہارے بھی ان لوگوں پر حقوق ہیں اس کو ان کا کفارہ سمجھو لیکن ایسا ہرگز نہ ہو کہ کسی کا مال یا حق تم پر رہ جائے۔ قیامت کے دن حق تعالیٰ اپنے حقوق اور تمام گناہوں کی مغفرت فرما دے گا مگر حقوق العباد میں (صاحبِ حق سے) انصاف ہوگا۔

حدیث پاک میں ہے کہ ''اگر کوئی ترکِ مخاصمت کرے اور اپنا حق دوسروں پر اللہ تعالیٰ کے لئے چھوڑ دے تو حق تعالیٰ قیامت کے دن (اس کے بدلہ میں) جنت میں ایک مکان عطا فرمائیں گے''۔ اس لئے تمہیں چاہئے کہ اس قصہ کو بالکل ترک کردو چاہے تم حق پر ہو یا ناحق پر۔ حق تعالیٰ رازق ہے آخر وہ لوگ بھی تو کھاتے ہیں جو کوئی اثاثہ نہیں رکھتے۔ تجارت اور نوکری کرتے ہیں۔ دنیا کا معاملہ چند روزہ ہے جس طرح گزار سکو گزار لو لیکن دین کو ہاتھ سے نہ جانے دو دین محفوظ رہے، دوسری کوئی چیز ہو یا نہ ہو۔

اور اگر جواب شرعی دوں تو یہ ہے کہ چونکہ اس پر بظاہر تمہاری معاش کا مدار ہے اس لئے جو تمہارا حق ہو اس کیلئے جھگڑنے میں بھی کوئی حرج نہیں۔ لیکن اگر یہ معلوم ہو کہ حق حاصل کرنے کی صورت میں دوسروں پر ظلم ہوگا تو اسے چھوڑ دو مگر میں جانتا ہوں کہ انگریزی کچہری تک معاملہ لے جانے میں بغیر کذب و افترا کے کام نہ بنے گا۔ اس لئے (اپنی رائے) لکھتا ہوں کہ اگر صدق و دیانت سے یہ کام ہو سکے تو کم یا زیادہ جو کچھ حاصل کر سکو اس میں کوئی حرج نہیں۔ اگر اسی طرح سے ممکن نہ ہو تو خدا تعالیٰ پر چھوڑ کر صبر کرو اور تمام کام اس کے سپرد کردو۔ وہ اپنے بندوں کا بہترین کارساز ہے اور دل کو آیاتِ قرآنی سے صبر دو۔ اگرچہ میں یہ بھی جانتا ہوں کہ نفس اس میں بہت جھگڑے گا مگر اے برادر! آپ خدا کے فضل سے مردانِ الٰہی میں ہو اپنے نفس کو مطمئن کردو گے۔ یہ نالائق بھی تمہارے لئے دعا کرتا ہے کہ میری دعا تمہارے لئے قبول ہو۔

توفیق ذکر بڑی نعمت ہے

بخدا! کہ توفیق ذکر ایسی بڑی کرامت ہے کہ ہزار مکاشفہ اور لاکھ خرق عبادت اس کے برابر نہیں۔ مشائخ کرام اتفاق رکھتے ہیں کہ ذکر منشور ولایت است ہر کہ را ذاکر واند نامۂ

ولایت باد سپردند و از ہر کہ ذکر گرفتند حکم نامۂ ولایت از و سلب کردند (ذکر منشورِ ولایت ہے اولیاء اللہ جس کو ذاکر جانتے ہیں اسے خلافت نامہ دے دیتے ہیں اور جس کو دیکھتے ہیں کہ اس نے ذکر چھوڑ دیا اس سے خلافت نامہ واپس لے لیتے ہیں) اپنے اور دو خواب جو تم نے لکھے ہیں وہ دونوں بشارت حصولِ نسبت دیتے ہیں مبارکباد، وہل من مزید باد! والسلام

جو کچھ ہوتا ہے سب مقدر ہوتا ہے

دنیا میں وہ کون ہے جس پر زبان درازی خلق کی نہیں ہوئی۔ فخر عالم علیہ السلام اور حق تعالیٰ کو بھی نہیں چھوڑا۔ لہٰذا اس کا کچھ فکر مت کرو اپنے حق تعالیٰ شانہٗ پر نظر رکھو اور کام اپنا کرتے رہو۔ کوئی کچھ نہیں کر سکتا۔ جو کچھ ہوتا ہے سب مقدر ہوتا ہے۔ فقط

شیخ ایک واسطۂ ظاہری ہے

شغل جب تک جس قدر ہو سکے کرتے رہو اور گریہ و شوق جو کچھ ہے سب مبارک ہو۔ حق تعالیٰ کی طرف سے فیضان ہے۔ شیخ خواہ دور ہو یا نزدیک شیخ ایک واسطہ ظاہری ہے ورنہ فیض حق تعالیٰ حاضر موجود کی طرف سے ہے کہ سب جگہ موجود ہے۔ جس وقت فرصت ہو مراقب بیٹھ جایا کرو۔ کوئی ضرورت تعین وقت کی نہیں۔ فقط

انسان کو دنیوی کام بھی آخرت کیلئے کرنے چاہئیں

انسان کو چاہئے اپنے امور دنیوی کو بھی آخرت کے واسطے جان کر کرے کہ اس سبب سے وہ بھی عبادت ہو جاتے ہیں۔

جو کچھ حق تعالیٰ نے مقرر کیا ہے وہ ہو کر رہتا ہے

جو کچھ حق تعالیٰ نے مقرر کر دیا ہے وہ ہو کر رہتا ہے کوئی اپنا منہ خواہ مخواہ سیاہ کر لیوے ورنہ بھلائی برائی سب حق تعالیٰ کی طرف سے ہے جب تک مدرسہ کا اجراء جس طرح منظور حق تعالیٰ کو ہو اس میں کوئی تبدیلی و تغیر نہیں ہو سکتی۔

اللہ تعالیٰ کے حکم کے منکر کا حکم

باوجود اعتراف اس امر کے کہ یہ حکم حق تعالیٰ کا اور سنت ہے اور پھر بھی اس کو اپنے رواج کے سبب ننگ و عار کا سبب جانتا ہے یہ زیادہ تر موجب اس کے کفر اور مخالفتِ حق تعالیٰ کا ہے وہ شقی ملعون اپنے رواج کفر کو خدا تعالیٰ کے حکم سے اچھا جانتا ہے۔

پس ایسے شخص سے ترک ملاقات و معاملات کرنا عین حق ہے اور اس سے رشتہ و تعلق رکھنا ہرگز جائز نہیں۔ بلکہ اس سے علیحدہ ہو جاوے اور اس کو مبغوض ترین حق تعالیٰ کا جان کر اس کا دشمن ہو جاوے اور اس کے جنازہ کی نماز ہرگز نہ پڑھے کہ وہ کافر ہے۔ کذا فی کتب الحدیث والفقہ والعقائد۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

دو نمازوں کو جمع کرنا کیسا ہے؟

ہمارے امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک دو نماز کا جمع کرنا کسی حالت میں درست نہیں مگر ہاں جمع صوری اس طرح کہ ظہر نماز آخر وقت میں پڑھے۔ پھر ذرا صبر کرے۔ جب عصر کا وقت داخل ہو جاوے تو عصر کو اول) وقت میں ادا کرے تو اس طرح درست ہے۔ ایسا ہی مغرب کو آخر وقت اور عشاء کو اول وقت پڑھے تو اس طرح جمع کرنا عذر مرض سے درست ہے ورنہ درست نہیں۔ فقط والسلام۔

جمعہ اور ظہر کا وقت

نماز پڑھنے میں گھنٹہ کا اعتبار نہیں۔ بعد زوال شمس سایہ اصلی چھوڑ کر ایک مثل کے اندر جمعہ یا ظہر پڑھ لینی چاہئے اور سوائے سایہ اصلی کے ایک مثل کے بعد بروایت مفتی بہ وقت نماز عصر ہو جاتا ہے اور رجوع امام صاحب کا حال پھر پوچھنا عصر کی نماز بعد ایک مثل کے ہو

جاتی ہے اعادہ کی حاجت نہیں۔ ہم نے استادوں سے یہی سنا ہے کہ ہزارہ روزہ کی کچھ اصل نہیں اور سب نفل روزوں کے برابر ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب العبد عبدالرحمان بقلم عبدالسلام غفرلہم شعبان ۱۳۱۳ھ یوم شنبہ از پانی پت عبدالسلام عفی عنہ کا سلام مسنون۔

حد اسفار

حد اسفار خوب صبح کا روشن ہو جانا ہے کہ بعد طلوع صبح کے تقریباً ایک گھڑی میں ہو جاتا ہے باقی سب غلو ہے۔ فقط

عصر کا مستحب وقت

عصر کو قبل تغیر آفتاب مستحب لکھا ہے۔ مگر عمل درآمد صحابہ یہ ہے کہ اول وقت پڑھے۔ پس نصف وقت تک پڑھ لیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۱) پس جمہور وفقہاء ومحدثین کے پاس نماز میں جلدی کرنا مستحب ہے ان کے اول اوقات میں اور تعجیل کا مطلب یہ ہے کہ اول وقت سے نماز کی تیاری شروع کردے اور تیاری کے بعد نصف اول میں نماز ادا کردے۔

نماز ظہر کا وقت

مثل اول اور سایہ اصلی متفق علیہ ہے اور سارا وقت کامل ہے۔ کچھ نقصان اس میں نہیں تو سارے وقت میں نماز ظہر بلا کراہت تنزیہ ادا ہوتی ہے لازم ہے کہ اس وقت میں فارغ ہو لیوے۔ مثل اول کا نصف ثانی مکروہ ہونا کسی نے نہیں لکھا اور جب سایۂ اصلی اور مثل اول نکل گیا تو وقت مختلف فیہ آ گیا ایسے میں نماز ہرگز نہ ادا کرے۔ پس بہتر یہ ہے کہ اول مثل میں فارغ ہو جاوے۔ ابراد کے واسطے قدر ایک نصف مثل اول کے کافی ہے۔ باقی قید گھنٹہ کی اول تو گھنٹہ ہر موسم کا مختلف ہے۔ دوسرے بندہ نے اس کا حساب بھی نہیں کیا۔ اپنا عمل درآمد یہ ہے کہ جاڑے میں ایک بجے کے قریب فارغ ہوتے ہیں اور اس موسم میں دو بجے دن کے فارغ ہوتے ہیں۔ پس ایسا ہی آپ مقرر کر دیویں اور غوغائے عوام پر خیال نہ

فرماویں کہ ان کی اطاعت میں ہرگز انتظام نماز جماعت کا نہ ہووے گا۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

عصر کا صحیح وقت

برادرِ عزیز مولوی محمد صدیق صاحب مدفیوضہم السلام علیکم! وقت مثل بندہ کے نزدیک زیادہ قوی ہے۔روایات حدیث سے ثبوت مثل کا ہوتا ہے۔دو مثل کا ثبوت حدیث سے نہیں بناء علیہ ایک مثل پر عصر ہو جاتی ہے گو احتیاط دوسری روایت میں ہے۔فقط والسلام

جماعت میں کندھے اور قدم ملانے کا مطلب

الزاق مناکب والقدم سے اتصال صفوف ومحاذات اعضا مراد ہے اور جو حقیقت لحوق مراد ہو تو کعب با کعب کس طرح متصل ہو سکتا ہے کہ آدمی اوپر سے عریض قدم کے پاس سے دقیق اگر اقدام کو فراخ کرے اور پھیلا کر رکھے تو خشوع کے خلاف اور موجب کلفت کا ہے اور حکم تراصوافی الصفوف دلیل محاذات اور اتصال صفوف ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم۔

پابند رسوم کفار کی امامت

جو شخص رسوم کفار کا پابند ہو اور شریک ہو اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

جماعت ثانیہ کا حکم

جماعت ثانیہ مکروہ ہے لہذا علیحدہ پڑھ لینا اولیٰ ہے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

دنیا کی طمع رکھنے والے کی امامت

نماز اس امام کے پیچھے ادا ہو جاتی ہے اگر چہ وہ طمع دنیا رکھتا ہے اس کے پیچھے پڑھ لینا چاہئے۔جدا پڑھنے سے بہر حال بہتر ہے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

ایک مرتبہ تراویح پڑھ کر دوسری جگہ تراویح میں شامل ہونا

جس صورت میں لوگوں کے جمع ہونے سے مسجد کی بے تعظیمی ہوتی ہے۔ایسی صورت میں چپکے سے ختم کر دینا اور کسی کو خبر نہ کرنا بہت بہتر اور مناسب ہے اور جس شخص نے بیس

تراویح پڑھ لی ہوں پھر کسی دوسری مسجد میں تراویح ہوتی دیکھے تو شریک ہو جاوے کچھ حرج نہیں بلکہ ثواب ہے۔

تراویح میں سورۂ اخلاص کا تکرار

تراویح میں سورۂ اخلاص کو مکرر کرتے ہیں اس واسطے کہ ایک بار میں قرآن کی سورۃ ہونا نیت کرتے ہیں اور دوبارہ اس کو اس خیال سے پڑھتے ہیں کہ جو کچھ کمی غلطی قرآن میں واقع ہوئی اس کا جبر نقصان ہو جاوے کہ یہ ثلث قرآن وصف رحمٰن تعالیٰ شانہ ہے۔ بعض کتب فقہ میں بھی یہ لکھا ہے پس مضائقہ نہیں اور مکرر پڑھنا کسی سورت کا حرج نہیں۔ مگر اس کو سنت نہ جانے اور مکرر پڑھنا کسی آیت کا تو حدیث سے بھی ثابت ہے کسی وجہ سے مگر اس وجہ خاص سے سراجیہ کتب فقہ میں لکھا ہے اور کوئی ضروری امر نہیں چاہے نہ پڑھے البتہ ضروری اور سنت جان کر پڑھنا بدعت ہو جائے گا۔

مکروہ وقت میں ادا کی ہوئی نماز کا اعادہ کرنا

جو مکروہ وقت میں نماز ہووے اس کا اعادہ کرنا چاہئے۔ اگر چہ عصر کو بعد مغرب ہی پڑھے کہ جبر نقصان ہو جاتا ہے۔

امانت کو بغیر اجازت استعمال کرنا خیانت ہے

امانت کو بلا اذن صرف کرنا خیانت ہے گناہ ہوگا۔

جماعت کیلئے ایک مسجد کو چھوڑ کر دوسری مسجد میں جانا

جماعت کو چھوڑ کے دوسری مسجد میں کہ پوری نماز امام کے ساتھ ملے ہرگز نہ جاوے کہ اعراض جماعت مسلمین سے ظاہر ہے اور دوسری جگہ کا ملنا محتمل اور اس مسجد کا حق تلف ہوتا ہے اور صورت تہمت واعراض۔

جس مسجد میں لوگ جمعہ پڑھنے لگیں اس میں کثرت جماعت کا ثواب ہوگا

جس مسجد میں لوگ جمعہ پڑھنے لگیں اس میں مسجد جامع کا ثواب ہوگا۔ البتہ مسجد قدیم کا اور کثرت جماعت کا ثواب اسی جگہ ہوگا جہاں ہمیشہ سے جمعہ ہوتا ہے اور نمازی بکثرت ہوتے ہیں۔

بدعتی امام کے پیچھے نماز کا حکم

اور بدعتی امام کے پیچھے نماز پڑھنا گناہ ہے جب کہ دوسری جگہ متبع سنت امام موجود ہے۔ پانچ سو کا ثواب نفس جامع مسجد کا ہے اور، اور وجوہ سے اور زیادہ ہو جاتا ہے۔

اگر اسٹیشن شہر میں داخل نہیں تو قصر کرے گا

اگر اسٹیشن اس شہر میں داخل ہے تو داخل ہے اور اگر اس کے اندر داخل نہیں تو قصر کرے گا جو نمازیں پہلے پڑھی گئیں ان کے اعادہ کی حاجت نہیں اور اسٹیشن شہر میں داخل ہونے کے یہ معنی کہ ریل شہر میں ہو کر جاتی ہو جیسے دہلی میں پس وہاں اسٹیشن پر قصر نہ ہوگا اور مدار نظر آنے پر نہیں ہے بلکہ دخول پر ہے۔ فقط والسلام۔

زکوٰۃ میں غلہ دینا جائز ہے

زکوٰۃ میں غلہ دینا درست ہے بہ نرخ بازار قیمت غلہ لگا کر روپیہ کا غلہ دے دیا جائے زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔

اسقاطِ حمل کا حکم

اسقاطِ حمل قبل جان پڑنے سے جائز ہے مگر اچھا نہیں ہے اور جان پڑ جانے کے بعد حرام ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

زوجین میں سے کسی کو آپس میں زکوٰۃ دینا

اگر زوجہ صاحب نصاب ہو اور شوہر فقیر یا شوہر نصاب والا ہو اور زوجہ فقیرہ تو ان میں سے ہر کسی کو اپنے مال کی زکوٰۃ دوسرے کو دینی درست نہیں ہے۔ اگر شوہر کا مکان سکونت کا ہے مگر وہ زوجہ کے مکان میں رہتا ہے تو اس سے اس پر زکوٰۃ اس مکان کی واجب ہوگی اور اگر کوئی اس کو زکوٰۃ دے تو لینا بھی درست ہے مگر زوجہ کی زکوٰۃ لینا خاوند فقیر کو درست نہیں ہے اور اس مکان سکونت کی وجہ سے اس پر صدقہ فطر واضحیہ بھی واجب نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

صاع اور مد بنانے کا طریقہ

چونکہ ہر جگہ کا حساب مختلف اور وزن مختلف ہے پس ستر جو دم بریدہ غیر مقشر کا ایک درم، پس اس حساب سے رطل بنالیں اور آٹھ رطل کا ایک صاع بنالیں اور کسی کی تحریر کا اعتبار نہ کریں اور یہ حساب تقریبی ہے اور ایک لپ یعنی دو ہتڑ بھر کے کف دست بہم کر کے یہ ایک مد ہوتا ہے۔

خودرو بینڈا اور پولا کا حکم

اگر بینڈ اور پولا خودرو ہے تو اس میں عشر بھی نہیں ہے اور وہ ملک بھی نہیں ہے اور اگر پرورش کیا ہے اور لگایا ہے تو اس میں عشر بھی ہے اور وہ ملک بھی ہے۔ غیر شخص کو اس کا کاٹنا درست نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

چاند کی خبر خط سے

چاند کی خبر تحریر خط سے دریافت ہو سکتی ہے۔ جب مکتوب الیہ کو غالب گمان یہ ہے کہ فلاں کاتب عدل کا خط ہے اس میں کوئی انحراف نہیں ہوا تو اس پر عمل درست ہے کتاب القاضی جیسی تو کید و توثیق ضروری نہیں۔ اور امام ابو یوسفؒ نے خود وہ قیود کتاب القاضی میں بھی کم کر دی تھیں۔ بعد تحریر کے فقط دلیل اعتبار خط کی یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دفعہ دحیہ کلبیؓ کے ہاتھ اپنا نامہ ہرقل کو بھیجا تو ہرقل نے یہ نہ کہا کہ ایک آدمی کا اعتبار نہیں ہے اور نہ آپ کو یہ خیال ہوا کہ قاصد کا کیا اعتبار ہوگا۔ علیٰ ہذا ارسال نامہ جات پر آپ کے زمانے میں اور خلفاء کے زمانے میں دو دو گواہ کہیں نہیں گئے۔ فقط والسلام۔

ہزاری روزے کا حکم

ہزاری روزہ جو رجب کا مشہور ہے اس کی اصل احادیث سے کچھ نہیں نکلتی مگر شیخ عبدالقادر قدس سرہ کی غنیۃ الطالبین میں لکھا ہے وہ احادیث محدثین کے نزدیک ضعیف ہیں۔ اگر ضعیف پر عمل کر لیوے فضائل میں درست کہتے ہیں۔ فقط والسلام۔

مٹی سے روزہ توڑنے والے کا حکم

کسی شخص نے رمضان شریف کا مٹی سے روزہ توڑ دیا تو اس پر کفارہ نہ آوے گا اور اگر غیر رمضان میں توڑا ہے تو کفارہ نہیں آتا خواہ مٹی سے توڑے یا کسی اور شے سے۔ البتہ رمضان میں کسی غذا و دوا سے رمضان کا روزہ توڑے تو اس کا کفارہ آتا ہے۔ فقط

متعدد روزے توڑنے کا کفارہ

اگر کسی پر دس بیس روزے رمضان کے عمداً توڑنے کے سبب کفارات ہوں اگرچہ چند رمضان کے ہوں تو سب کا ایک کفارہ آتا ہے ہر ایک روزہ کا جدا نہیں ہوتا۔ بعد ختم قرآن کے دعا مانگنا مستحب ہے خواہ تراویح میں ختم ہوا خواہ نوافل میں خواہ خارج نماز پڑھا ہو، یا کہ بعد عبادت کے، نماز ہو یا ذکر ہو اجابت کی توقع ہے اور جو کچھ کنز العباد وغیرہ میں لکھا ہے وہ قابل اعتبار نہیں، حدیث سے یہ بات ثابت ہے کہ بعد تلاوتِ قرآن کے اور بعد ختم قرآن کے وقت اجابت کا ہے۔ لہذا ختم بعد تراویح بھی اس میں داخل ہے، اگر اس وقت کی دعا کو واجب اور ضروری جانے تو بدعت ہے اس کو ہی شاید کنز العباد وغیرہ بدعت کہا ہو۔ واللہ اعلم اور ایک دفعہ بسم اللہ کا پکار کر پڑھنا ختم میں چاہئے حنفیہ کے نزدیک خواہ فاتحہ کے ساتھ پڑھ لے خواہ کسی اور سورت کے ساتھ۔

طلوعِ آفتاب کے بعد ڈکاریں آنا روزے میں مضر نہیں

جس شخص نے اس قدر کھانا کھایا کہ بعد طلوع آفتاب کے ڈکاریں آتی ہیں اور ان

کے ساتھ پانی آتا ہے اس کے روزہ میں حرج نہیں آتا۔ واللہ اعلم ۱۲۔

اعتکافِ مسنون کی قضا اور سحری میں تاخیر

اعتکافِ مسنون میں اگر فساد ہو جائے تو اس کی قضا نہیں آتی سحری کھانے کے اندر تاخیر مستحب ہے اور ایسی تاخیر کہ جس سے شک میں واقع ہو جاوے اس سے بچنا واجب ہے۔

حلال مال حرام روپیہ والے کو بیچنا

بائع جو مال حلال اپنا اس شخص کے ہاتھ بیع کرے کہ مال اس کا حرام ہے تو وہ روپیہ جو مال ثمن حلال میں آوے گا بائع کے قبض میں وہ حرام ہی رہے گا اس کے عوض جو شے خرید کی جاوے گی اس میں بھی حرمت ہووے گی سب علماء کے نزدیک اور کھانا پینا بھی اس کا حرام ہے۔ البتہ ایک دوسری بات ہے جس میں سہارا روایات فقہاء سے نکل سکتا ہے وہ یہ ہے کہ روپیہ ثمن اگرچہ حرام ہے مگر اس روپیہ کے ذریعہ سے اس طرح کوئی چیز خرید کی جاوے کہ قیمت مقرر کر کے شے قبض کر کے پھر یہ روپیہ قیمت میں دے دیوے تو امام کرخی نے اس بیع کو حلال فرمایا ہے اور اس پر بعض علماء نے فتویٰ بھی دے دیا ہے۔ فقط والسلام۔

شارع عام کا حصہ اپنے مکان میں شامل کرنا

شارع عام میں سے کچھ اپنے مکان میں شامل نہیں کر سکتے خاص کر جبکہ اور لوگ ناخوش ہوں۔ فقط

خریدے ہوئے مکان سے روپیہ برآمد ہو تو کس کا ہوگا؟

بعد خرید نے مکان کے جو روپیہ نکلا وہ بائع ہی کا ہے کیونکہ اس نے روپیہ نہیں بیچا صرف مکان بیچا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

قیدیوں سے بنوائی ہوئی دری پر نماز کا حکم

جانماز و دری وغیرہ اگر سرکار قیدیوں سے بنوائے تو اسکا استعمال کرنا اور اس پر نماز

پڑھنا جائز ہے اور اگر ملاز مین قہراً بنواویں اس کو خریدنا اور اس پر نماز پڑھنا جائز ہے۔

بیع صرف اور ہبہ کا حکم

بیع صرف زبان سے ایجاب وقبول کرنے سے ہو جاتی ہے اور بیع میں قبضہ شرط نہیں ہے صرف ایجاب وقبول کرنے سے ملک مشتری کی ہو جاتی ہے اور ہبہ بغیر قبضہ کے منعقد نہیں ہوتا۔ ملک واہب اس شے پر باقی رہتی ہے۔ فقط والسلام

تراویح میں سنانے کی اجرت کا حکم

قرآن شریف پڑھنے کی اجرت لینی درست ہے مگر رمضان شریف میں جو قرآن شریف تراویح ونوافل میں سنایا جاتا ہے اس کی اجرت لینی دینی دونوں حرام ہیں اور آمدنی مسجد سے یہ خرچ اور بھی زیادہ برا ہے بلکہ متولی پر اس کا ضمان آوے گا۔ یعنی جس قدر اس کام میں مال مسجد سے صرف کر دیا ہے اس کے ذمہ ہے کہ پھر اپنے پاس سے وہ روپیہ مسجد میں دے۔ ایسے ہی ختم قرآن میں شیرینی وغیرہ اپنے پاس سے دے تو درست ہے اگر اس کو ضروری نہ خیال کریں مگر مال مسجد سے یہ اخراجات ہرگز روا نہیں ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

لفظ تملیک سے ہبہ کا حکم

تملیک اور ہبہ میں بہت بڑا فرق ہے اور جو ہبہ کہ لفظ تملیک سے کیا جاوے اس کا حکم مثل ہبہ کے ہے۔

راہ کے معنی

راہ کے معنی ہیں کہ جس وقت اس پر عمل کرے اس کو حق اور صحیح جانے۔ غلط جان کر اور ناحق اعتقاد کر کے اس پر عمل نہیں کر سکتا۔ پھر یہ کہ مقلد کے مذہب غیر پر عمل کرنے میں روایتیں مختلف ہیں اور ہر دو کی تصحیح کی گئی ہے۔

غلبہ ظن پر عمل کرنا

جس سے غلبہ ظن حاصل ہے وہ معتبر ہے۔ پس اگر چہ اخبار اور خطوط کا اعتبار نہیں ہے

مگر بوجہ کثرت وتواتر خطوط اور جسٹری ہا کے اگر غلبہ ظن حاصل ہو جائے تو اس پر عمل جائز ہونا چاہئے۔ چنانچہ خبر فاسق پر بعد تحری کے عمل درست ہے۔ کیونکہ بعد تحری کے عمل مضاف بجانب تحری ہوگا نہ خبر فاسق کی طرف البتہ اگر کثرت سے خطوط ور جسٹری ہا میں بھی یہ احتمال ہو کہ کسی شخص دیگر غیر مکتوب منہ کی ہے اس کی کارروائی ہو سکتی ہے تو اس پر عمل درست نہیں اور یہی وجہ ہے کہ خط پر عمل نہیں کیا گیا کیونکہ اس کا نوشتہ مکتوب الیہ کو ہونا یقین نہیں ہے بلکہ احتمال تذویر اور گمان غلط بھی ہے۔

کسی افسر یا جج کا ہدیہ لینا کیسا ہے؟

جس چیز کا لینا دینا پہلے سے معروف نہ تھا اس کا لینا دینا بعد ملازمت نادرست ہے اور جو کچھ لینا دینا پہلے سے معروف تھا وہ بعد ملازمت بھی درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

اسسٹنٹ کو ملنے والی شیرینی رشوت ہے

وہ شیرینی جو اسسٹنٹ صاحب کو ملتی ہے اگر چہ اہلِ عملہ دیویں یا رعایا بلا مقدمہ وہ سب رشوت ہے تم اس کو مت کھانا۔ گیارہویں کی شیرینی صدقہ ہوتی ہے مساکین کو اس کا کھانا درست ہے اور جو شیرینی قبضہ کہ اس کو خود رکھتے ہیں اس میں یہ صدقہ بھی نہیں ہوتا وہ سب کو درست ہے اگر چہ غنی ہو کیونکہ وہ مِلک اسسٹنٹ کی ہے اسی طرح جواب طعام پنج شنبہ ومحرم کا ہے غرض یہ طعام نہ صدقہ نہ اماتت قلب اس میں ہووے گا مکان جو کرایۃً رعایا سے لیا تو مکان کا قیام درست ہوگیا کرایہ جو نہ دیا وہ رشوت رہا تم رہو خیر حیلہ ہے۔

حکام کو جو دیا جاتا ہے وہ رشوت سے خالی نہیں

حکام کو جو دیا جاتا ہے وہ رشوت سے خالی نہیں ہے۔ ایسے ہی حکام بالا کو جو کچھ بھی دیا جاوے وہ اصل رشوت ہے۔

ایک مسجد کا چندہ دوسری مسجد میں لگانا

جس مسجد کیلئے چندہ فراہم کیا گیا ہے اسی میں صرف کرنا چاہئے۔ دوسری مسجد میں

بلا اجازت چندہ دہندگان صرف کرنا درست نہیں ہے البتہ اس مسجد کے جس مصارف ضروریہ میں صرف کریں درست ہے۔

مسجد کا چندہ اپنے مال میں ملانے والا گناہگار ہے

جب کسی شخص نے چندہ مسجد اور روپیہ میں ملا لیا تو گناہگار اور غاصب ہوا پھر جب وہ روپیہ مسجد میں لگا دیا وہ گناہگار نہ رہا گناہ معاف ہوگیا۔ اب کسی سے اجازت کی حاجت نہیں ہے۔

مسجد کے چندہ سے مسجد کیلئے زمین خریدنا

چندہ مسجد سے زمین واسطے مسجد کے خریدنا اسی وقت درست ہے کہ چندہ دہندگان کی اجازت ہو۔

صدقہ وخیرات میں کسی پر جبر نہیں ہے

جس شخص نے التزام فی جوڑہ ایک فلوس کا کیا ہے وہ اس کا محض احسان وصدقہ ہے اس پر جبر نہیں۔ اگر فی الحال اس نے انکار کردیا خیرات وصدقہ ترک کیا اس میں جبر نہیں ہو سکتا اور اگر اس نے نذر کرلی ہے تاہم اداء نذر پر کسی کو جبر نہیں پہنچتا۔

بوم حلال نہیں

بوم حلال نہیں ہے اور جن فقہاء نے اس کو حلال لکھا ہے ان کو اس کے حال کی خبر نہیں ہوئی۔ فقط واللہ اعلم۔ مورخہ ۲۹ ربیع الثانی ۱۳۲۱ ہجری۔

کافر کے گھر کی شیٔ کھانے کا حکم

ہندو کی اور کافر کے گھر کی شے اگر بظن غالب حلال ہے تو کھانا اس کا درست ہے مگر قول حل وحرمت میں کافر کا معتبر نہیں تو ذبیحہ میں قول کافر کہ ذبح کردہ مسلم ہے لغو ہوا اور اس کے گھر میں طعام میں جو بظن غالب ویقین حلال ہے حلت ہوئی نہ بقول کافر بلکہ بعلم خود

اگر ذبیحہ میں بھی یہی کیفیت پیش آوے کہ وہ کافر کچھ نہیں کہتا۔ بلکہ مسلمان اپنے علم و تحقیق پر ذبیحہ مسلم جانتا ہے تو حلال ہوتا ہے پس فرق واضح ہے کہ مسئلہ کی بناء قول کافر کے غیر معتبر ہونے میں ہے اور بس فقط ورنہ کفار کے گھر کا گوشت خود فخرِ عالم علیہ السلام نے بھی کھایا تھا۔ فقط والسلام۔

بھاگلپوری کپڑے کا حکم

بھاگلپوری کپڑے ریشمی ہی ہیں ان کا حکم ریشمی کا ہی ہے مگر یہ موٹا ریشم ہے اور معروف ریشم، ریشم کی عمدہ قسم ہے پس اگر تانا بانا دونوں ریشم کے یا بندہ کے ہوں خواہ صرف بانا ریشم کا ہو تو دونوں صورتوں میں نادرست ہے اور اگر دونوں ریشمی نہ ہوں بلکہ صرف تانا ریشمی ہو تو درست ہے۔ جیسا ریشم کا بھی یہی حکم ہے حاصل یہ کہ بندہ ریشم ہے چھال نہیں ہے۔ فقط واللہ اعلم۔

جس شیئ کی ماں باپ کی طرف سے صراحتاً یا دلالۃً اجازت ہو اس کا لینا درست ہے

مجھ کوئی وظیفہ ایسا معلوم نہیں کہ جس سے ذوق وشوق پیدا ہو ہاں دنیا سے بے رغبتی اور اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کرنا اس کیلئے مفید ہے۔ جس شے کی ماں باپ کی طرف سے بہ صراحت یا بہ دلالت اجازت ہو اس کا لینا مضائقہ نہیں ہے اور بلا مرضی ان کے مال میں تصرف درست نہیں۔

جن برتنوں کا استعمال حلال نہیں ان کا بنانا بھی درست نہیں

ایسے ظروف جن کا استعمال سب زن و مرد کو حرام ہے بنانے نہیں چاہئیں کہ بالآخر سبب معصیت ہو جاتا ہے اور جو انگوٹھی زن و مرد دونوں پہنتے ہیں وہ بیچنا اور بنانا درست ہے اور جو مردوں کو درست ہے یا عورتوں کو درست ہے اس کا بنانا اور بیچنا بھی درست ہے۔

مرد کیلئے سیاہ خضاب کا حکم

سیاہ خضاب مرد کو درست نہیں ہے کسی وجہ سے بھی۔

عورت کو نماز میں پاؤں کا ڈھانپنا ضروری نہیں

عورتوں کو نماز میں پشت پا کا ڈھکنا اور پشت دست کا ڈھکنا فرض نہیں۔ فقط والسلام۔

رسم ورواج کی پابندی گناہ ہے

فقراء کو غلہ تقسیم کرنا درست ہے مگر پابندئ رسم ورواج اور نام ونمود کا خیال کرنا گناہ ہے (فتاوئ اربعین مولانا محمد اسحٰق صاحب محدث دہلوی مسئلہ نمبر ۲۹ جو چیز کہ از قسم نقد و غلہ اور پکی ہوئی روٹی سے جنازہ کے ہمراہ میت کے بعد محتاجوں کی تقسیم کیلئے جانا جائز ہے یا نہیں؟ جواب: نقد اور غلہ کا تقسیم کرنا محتاجوں کو میت کے بعد اس کے ترکہ سے ثواب کے لئے جائز ہے بشرطیکہ اس کے وارث بڑے ہوں راضی ہوں اس کے دینے سے اور اگر ورثاء میت چھوٹے ہوں تو بغیر تقسیم ترکہ کے خیرات جائز نہیں اور ان چیزوں کو جنازہ کے ساتھ لے جانا جہالت کی رسم ہے شرع سے ثابت نہیں ہے جس کی نظیر اصل شریعت میں نہ پائی جاتی ہو اس کا کرنا مکروہ ہے یا حرام؟ لیکن فقیروں اور مسکینوں کو میت کے ثواب کیلئے جنازہ کے ساتھ لے گئے بغیر خیرات کرنا جائز ہے۔ اس لئے کہ جو چیز میت کے ثواب کیلئے محتاجوں کو دیں مستحب یہ ہے کہ بغیر ریاء اور بغیر تعین وقت اوروں کے ہو ورنہ بدعت ہو جاتا ہے اس صورت میں اس کا دینا کراہت سے خالی نہ ہوگا اور اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے سیدھے راستہ کی طرف ہدایت کرتا ہے۔ فقط علامہ طحطاوی۔ اور حاشیہ مراقی الفلاح میں لکھا ہے کہ ابن الحاج نے مدخل کی دوسری جلد میں لکھا ہے کہ ”جنازہ کے سامنے روٹی اور بکری کے بچے رکھے جاتے ہیں اور اس کا نام ”قبر کی معافی“ رکھتے ہیں۔ جب قبر کے پاس بھیجتے ہیں تو دفن کے بعد اس کو ذبح کرتے ہیں اور اس کو جزوہ کے ساتھ تقسیم کرتے ہیں اور اسی کے مثل مناوی نے اربعین کی شرح میں اس حدیث کے سلسلہ میں ذکر کیا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے

کہ جس نے ہمارے اس معاملے میں کوئی ایسی نئی چیز پیدا کی جو اس سے نہیں ہے تو وہ رد ہے اور اس کا نام کفارہ رکھتے ہیں اور یہ بہت بڑی بدعت ہے۔ ابن امیر حاج نے کہا ہے کہ اس کو گھر میں خفیہ تقسیم کردیں تو عمل صالح ہوتا اور اگر وہ بدعت سے بچ جاتا یعنی یہ کہ لوگ اس کو سنت یا عادت بنالیں اس لئے کہ وہ ان لوگوں کے افعال سے نہیں ہے جو گزر چکے اور پوری بھلائی ان کے اتباع میں ہے۔ عینی شرح ہدایہ اور درمختار شرح درمختار میں اسی طرح ہے) ایسے ہی مقبرہ میں غلہ لے جانا بھی نادرست ہے ہاں تقسیم کردینا البتہ ثواب ہے جب کہ اس میں کوئی شائبہ پابندی رسم ورواج اور نام ونمود کا نہ ہو پس نقد دے دینا بہتر ہے۔

سر کے بعض بالوں کا منڈوانا

سارے سر پر بال ہوں اور مرض ہو تو سارے منڈوالے۔ بعض کا حلق کرنا ناجائز ہے اور کتروانا اگر ایسا ہو کہ پست کرادیوے تو حلق کے حکم میں نہیں اور جو جڑ سے کتروادے تو حلق کے حکم میں ہے۔ فقط

مسلمان کا ذبیحہ حلال ہے

اگر بتحقیق معلوم ہوا کہ وہی گوشت ہے کہ مسلمان نے ذبح کیا تھا تو کھانا درست ہے اور جو کافر کے قول سے یہ امر دریافت ہوا تو درست نہیں۔

ڈاڑھی کا اعتبار کہاں سے کہاں تک ہے؟

ٹھوڑی کے نیچے سے اعتبار ہووے گا اور ہر چہار طرف سے بھی چار انگشت سے کم کو نہ کاٹے فقط۔ دلیل اس کی اعفوا اللحی (ترجمہ) بڑھاؤ ڈاڑھیوں کو الخ پس زائد انگشت کو لینا بھی درست جو ہوا دوسری روایت سے ہوا اور نہ اس میں مطلقاً اعفاء کا حکم ہے فقط اور مجوس کی اور مخنثوں کی مخالفت بھی ضروری ہے۔ فقط والسلام۔

حرام مال سے بنے ہوئے مکان میں رہنے کا حکم

جو مکان حرام مال سے بنا اس میں رہنا مکروہ ہے اگرچہ طبعاً ہو مگر جو کچھ نہ ہو نا چاری

ہے کافر جو غائبانہ گوشت بیع کرتا ہے اس سے نہ لینا چاہئے مردار ملا دیوے۔ فقط والسلام۔

عورتوں کا چوڑیا پہننا

عورتوں کو چوڑیا ہر قسم کی پہننا درست ہے خواہ کنج کی ہوں خواہ سونے، چاندی، لوہے، تانبے، پیتل کی ہوں۔ شے زینت کی ہے خواہ لباس ہو یا زیور وہ عورتوں کو حالتِ عدت میں نادرست ہے اس لئے بوقتِ عدت چوڑیاں توڑ پھوڑ دی جاتی ہیں بعد عدت اگر کوئی عورت پہنے تو مضائقہ نہیں جس کی آمدنی نو روپیہ حلال ہو دس روپیہ حرام خواہ دونوں مساوی ہوں اس کا ہدیہ وغیرہ دعوت ضیافت سب نادرست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

لوہے اور پیتل کی انگوٹھی کا حکم

لوہے اور پیتل کی انگوٹھی میں مرد و عورت یکساں ہیں اور کراہت ان کے پہننے کی تنزیہی ہے نہ تحریمی کہ مسئلہ نہد فیہا ہے اور شافعی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مردوں کو بھی درست ہے۔ فقط

غیر محرم پیر کے سامنے عورت کا آنا

اگر پیر نامحرم اور عورت بہت بڑھیا نہ ہو تو اس کو پیر کے سامنے آنا اور اس کے ہاتھ سے ہاتھ مس کرنا اور کوئی جزوِ بدن کو ہاتھ لگانا ہرگز درست نہیں ہے البتہ زبان سے بیعت ہو جانا اور پس پردہ اور اشخاص کی موجودگی میں زبانی بات چیت کر لینا درست ہے خلوت اجنبیہ کے ساتھ حرام ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

جس ہنسی میں آواز نہ نکلے وہ قہقہہ نہیں

جس ہنسی میں آواز نہ نکلے اگرچہ بدن کا لرزہ اچھی طرح محسوس ہوا ہو وہ قہقہہ نہیں ہے نہ ضحک ہے۔

ناخن خود کاٹے یا دوسرے سے کٹوائے سنت ادا ہو جائیگی

ناخن آپ کاٹے یا دوسرے سے کٹوالے دونوں حال سنت ادا ہوگی۔

چوہڑے چمار کی روٹی کا حکم

چوہڑے چمار کے گھر کی روٹی میں حرج نہیں ہے اگر پاک ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

خچر کی تجارت درست ہے

خچر بنانا حنفیہ کے نزدیک بکراہت تنزیہ درست ہے تجارت کرے خواہ خود رکھے کذافی کتب الفقہ۔ واللہ اعلم۔

جانوروں کو خصی کرنا جائز ہے

خصی کرنا سب بہائم کا نفع کے واسطے یا دفع ضرر کے واسطے درست ہے سوائے آدمی کے کہ حرام ہے اور گھوڑے میں خلاف ہے راجح یہ ہے کہ دفع ضرر ناس کے واسطے جائز ہے ورنہ ناجائز کذافی کتب الفقہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

جس گھڑی کا کیس سونے یا چاندی کا ہو اس کا حکم

جس گھڑی کا کیس چاندی کا یا سونے کا ہو یا چاندی سونا اس میں غالب ہو اس گھڑی کا استعمال چلانا کوکنا اس میں ساعت کا دیکھنا منع ہے اگر ہاتھ نہ لگاوے جیسے آئینہ چاندی سے منہ دیکھنا چاندی کی دوات میں سے قلم سے سیاہی لے کر لکھنا اور جو جیب میں رکھے اور پھر چلاوے نہیں کچھ حرج نہیں جیسا روپیہ جیب میں رکھنا درست ہے۔ فقط ان دو نظیر سے آپ کو معلوم ہو جاویگا کہ ظرف ساعت سے مراد اس کے کیس ہیں اور جو گھڑی کے اوپر کا خانہ چاندی کا ہو اس کا بھی یہ حکم ہے۔ فقط والسلام۔

ملفوظ

ماں	بیوی	بھائی	بہن	بیٹی	باپ	زوجہ	اخوات	دختر	پسر
۴/۱۲	۳/۹	۲	۱	۸/۲۴	۴/۲۰	۳/۱۵	۴	۲/۱۷	۲/۶۸ ۳۴ ۳۴

شرعاً صورت مندرجہ مسئلہ اولیٰ میں ترکہ متوفی بعد تقویم ماحقہ التقدیم از ادائے دیون وتنفیذ وصایا بشرط حصر ورثہ وغیرہ کے بہتر سہام پر اور ترکہ متوفی مسئلہ دوم میں ایک سو بیس سہام پر منقسم ہو کر اس میں سے بہ تفصیل مندرجہ حصص نوشتہ آسامی دئے جائیں گے یعنی ۱۲ سہام ماں کو اور ۹ بیوی کو اور دو بھائی اور ایک بہن کو اور ۲۴، ۲۴ سہام ہر دو دختران کو مسئلہ اولیٰ میں دیئے جائیں گے اور مسئلہ ثانیہ میں بیس سہام باپ کو اور پندرہ زوجہ کو اور سترہ دختر کو اور ۳۴، ۳۴ ہر دو پسران کو دیئے جائیں گے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم